ہمار کی اردو



برائے در حب ننم

حکومت نیپال وزارت تعسیم، سائنس و ٹکن الوجی مر کزبرائے فروغ نصاب تعلیم سانو ٹھیمی، بھکت پور उर्दु भाषा कक्षा ९

नेपाल सरकार
शिक्षा, विज्ञान तथा प्रविधि मन्त्रालय
पाठ्यक्रम विकास केन्द्र
सानोठिमी, भक्तपुर

प्रकाशक:

नेपाल सरकार

शिक्षा, विज्ञान तथा प्रविधि मन्त्रालय

पाठ्यक्रम विकास केन्द्र

सानोठिमी, भक्तपुर

© सर्वाधिकार पाठ्यक्रम विकास केन्द्र

यस पाठ्यपुस्तकसम्बन्धी सम्पूर्ण अधिकार पाठ्यक्रम विकास केन्द्र सानोठिमी, भक्तपुरमा निहित रहेको छ । पाठ्यक्रम विकास केन्द्रको लिखित स्वीकृतिबिना व्यापारिक प्रयोजनका लागि यसको पूरै वा आंशिक भाग हुबहु प्रकाशन गर्न, परिवर्तन गरेर प्रकाशन गर्न, कुनै विद्युतीय साधन वा अन्य प्रविधिबाट रेकर्ड गर्न र प्रतिलिपि निकाल्न पाइने छैन ।

प्रथम संस्करण : वि.सं. २०८१

मुद्रण :

मूल्य:

पाठ्यपुस्तकसम्बन्धी पाठकहरूका कुनै पिन प्रकारका सुभावहरू भएमा पाठ्यक्रम विकास केन्द्र, समन्वय तथा तथा प्रकाशन शाखामा पठाइदिनुहुन अनुरोध छ । पाठकबाट आउने सुभावहरूलाई केन्द्र हार्दिक स्वागत गर्दछ ।

हाम्रो भनाइ

विद्यालय तहको शिक्षालाई उद्देश्यमूलक, व्यावहारिक, समसामियक र रोजगारमूलक बनाउन विभिन्न समयमा पाठ्यक्रम, पाठ्यपुस्तक विकास, परिमार्जन तथा अनुकूलन गर्ने कार्यलाई निरन्तरता दिइँदै आइएको छ । विद्यार्थीमा राष्ट्र तथा राष्ट्रियताप्रति एकताको भावना उत्पन्न गराई नैतिकता, अनुशासन र स्वावलम्बन जस्ता सामाजिक एवं चारित्रिक गुणको विकास गराइन्छ । आधारभूत भाषिक सिपको विकास गरी विज्ञान, सूचना प्रविधि, वातावरण र स्वास्थ्यसम्बन्धी आधारभूत ज्ञानको विकास गराइन्छ । जीवनोपयोगी सिपका माध्यमले कला सौन्दर्यप्रति अभिरुचि जगाउनु, सिर्जनशील सिपको विकास गराउनु र विभिन्न जातजाति, लिङ्ग, धर्म, भाषा, संस्कृतिप्रति समभाव जगाई सामाजिक मूल्य मान्यताप्रतिको सहयोगात्मक र जिम्मेवारीपूर्ण आचरण विकास गर्नु आजको आवश्यकता बनेको छ । यही आवश्यकता पूर्तिका लागि शिक्षासम्बन्धी विभिन्न आयोगका सुभाव , शिक्षक तथा अभिभावकलगायत शिक्षासंग सम्बद्ध विभिन्न व्यक्ति सम्मिलत गोष्ठी र अन्तरिक्रयाका निष्कर्षबाट विकास गरिएको मदरसा शिक्षा पाठ्यक्रमको स्वीकृत संरचनाअनुसार यो पाठ्यपुस्तक मदरसा शिक्षातर्फको कक्षा ९ को उर्दु भाषा विषय विकास गरिएको छ ।

माध्यमिक तहअन्तर्गतका बालबालिका सीमित शब्द र छोटो वाक्य तथा पाठ बुभ्ग्न र प्रयोग गर्न सक्छन् । उनीहरूका लागि स्थानीय परिवेशका प्रसङ्ग, चित्र, शब्द र वाक्य तथा पाठहरूले मनोरञ्जनात्मक सिकाइमा सहयोग गर्छन् । सिकाइमा अभ्यासको अत्यन्त ठुलो महत्त्व हुन्छ । मदरसा शिक्षातर्फको कक्षा ९ को उर्दु भाषा विषयको पाठ्यपुस्तकको लेखन तथा परिमार्जन कार्यमा यिनै कुरालाई दृष्टिगत गरी पाठ्यवस्तु, अभ्यास र तिनको क्रम, चित्रको संयोजन र भाषिक सिपको उचित संयोजन गर्ने प्रयत्न गरिएको छ । यस पाठ्यपुस्तकको लेखन तथा सम्पादन खुर्सीद आलमबाट भएको हो । यसको विकास कार्यमा इमनारायण श्रेष्ठ, शेख अलि मञ्जर, इरफान राजा, गुलाम रसुल मियाँ, शालिकराम भुसाल, बासुदेव वस्ती, नारदप्रसाद धमला, कुलदिप जङ्गबहादुर गुरुङलगायतको विशेष योगदान रहेको छ । यो पाठ्यपुस्तकको विकासमा संलग्न सबैलाई पाठ्यक्रम विकास केन्द्र धन्यवाद प्रकट गर्दछ ।

पाठ्यपुस्तकलाई शिक्षण सिकाइको महत्त्वपूर्ण साधनका रूपमा लिइन्छ । अनुभवी मौलनाहरू र जिज्ञासु विद्यार्थीले पाठ्यक्रमद्वारा लक्षित सिकाइ उपलिब्धिलाई विविध स्रोत र साधनको प्रयोग गरी अध्ययन अध्यापन गर्न सिकन्छ । यस पाठ्यपुस्तकलाई सकेसम्म क्रियाकलामुखी र रुचिकर बनाउने प्रयत्न गरिएको छ तथापि अभौ भाषाशैली, विषयवस्तु तथा प्रस्तुति र चित्राङ्कनका दृष्टिले कमीकमजोरी रहेका हुन सक्छन् । तिनको सुधारका लागि मौलना, शिक्षक, विद्यार्थी, अभिभावक, बुद्धिजीवी एवम् सम्पूर्ण सरोकारवालाहरूको समेत महत्त्वपूर्ण भूमिका रहने हुँदा सम्बद्ध सबैको रचनात्मक सुभावका लागि पाठ्यक्रम विकास केन्द्र हार्दिक अनुरोध गर्दछ ।

نام کتاب: ہماری اردوبرائے درجہ نئم

مرتبین : خورشید عالم اصلاحی ایم اے ، بی ایڈ ، سراج احمد برکت ، ایم اے

صفحات : ۱۸۴

اشاعت : بكرم سمبت ۲۰۸۱

ناشر : حکومت نیپال، وزارت تعلیم، سائنس و ٹکنالوجی

مر کز برائے فروغ نصاب تعلیم ،سانو تھیمی ، بھکت پور

حق طباعت : جمله حقوق تجق ناشر محفوظ ہیں۔

پر نٹنگ

: قيمت

عرض ناشر

حکومت نیبال نے تعلیم کو فروغ دینے، اسے عام کرنے اور سب کے لیے تعلیم کو یقینی بنانے کی یالیسی اور منصوبہ بندی کی ہے، اس کے تحت وزارت تعلیم کی نگرانی میں قائم مرکز برائے فروغ نصاب تعلیم، سانو تھیمی، بھکت پور نے مدارس اسلامیہ کے لیے درجہ ششم تا درجہ بارہویں کا نصاب تعلیم تیار کیا ہے۔ جس میں ہماری اردوزیان کو بھی جگہ دی گئی ہے تاکہ ابتدائی درجات کے طلبہ وطالبات کو دیگر مضامین کے ساتھ ہی ار دو زبان اور اس کے بنیادی قواعد کی بھی ضروری معلومات بهم پہنچائی جاسکیں تاکہ طلبہ وطالبات ار دو بول حال میں دقت نہ محسوس کریں بلکہ روانی کے ساتھ ار دوزبان بول سکیں، سمجھ سکیں اور اپنا مافی ضمیر بھی بخوبی ادا کر سکیں۔اس کتاب کو سر کاری اسکولوں میں بھی بحثیت زبان پڑھایا جاسکتا ہے تاکہ عام طلبہ وطالبات بھی دنیا کی ایک معروف زبان سیکھ سکیں اور اس کی شیرینی کو محسوس کر سکیں۔

اسی ضرورت کی جمکیل کے لیے اردو زبان کی کتاب'' ہماری اردو'' کا تیسرے مرحلہ میں درجہ نہم، دہم اور درجہ گیارہ اور درجہ بارہ تک کا سبیٹ تیار کیا جارہا ہے۔اس مرحلہ کی پہلی كتاب "ہمارى اردو" برائے درجہ نہم آپ كے ہاتھوں ميں ہے۔

اس كتاب كى خصوصيات:

زبان نہایت سادہ، سلیس اور طرز بیان عام فہم اور دل نشیں ہے۔

بچوں کی عمر،ان کی مقصد زندگی،ان کی ضرورت، ذوق، دل چسپی اور نفسیات کا پورا خیال رکھنے کی کوشش کی گئی ہے۔

س۔ بچوں کو گردوپیش سے ہاخبر رکھنے کی کوشش کی گئی ہے تاکہ ان کے ذوق جشجو اور فطری جبلت کو مہمیز لگا ماجا سکے اور وہ زندگی کے گو ناگوں میدانوں سے بھی واقف ہوں۔ ہماری اردو-۹ ہم۔ ہم سبق کے آخر میں مشقیں دی گئی ہیں، جو زبان دانی، تحریر، املااور موادِ سبق کو سمجھنے میں معاون ہوں گی، بلکہ طلبہ وطالبات میں غور وفکر اور انفرادی مطالعہ کی عادت کا بھی محرک ثابت ہوں گی۔

۵۔ جہاں ضروری سمجھا گیا ہے وہاں الفاظ پر اعراب (زبر، زیر، پیش) لگادیا گیا ہے۔ بڑی حد تک الفاظ کا جدید املااختیار کیا گیا ہے۔ مرسب الفاظ کوملا کر لکھنے کے بجائے الگ الگ لکھا گیا ہے۔ جیسے دل کش، خوب صورت۔

کتاب کومزید بہتر اور مفید بنانے کے لیے تمام اہل علم سے آراء اور مشوروں کی ہم امید رکھتے ہیں۔ کسی بھی قتم کا کوئی مشورہ ہو تو مرکز برائے فروغ نصاب تعلیم کے دفتر میں ارسال فرمانے کی زحمت فرمائیں۔ طلبہ وطالبات، اساتذہ کرام اور دیگر اہل علم کی جانب سے مشوروں کا مرکز بخوشی استقبال کرے گا۔

مر کز برائے فروغ نصاب تعلیم سانو تھیمی، بھکت پور





هاری اردو-۹

فهرست مضامين

صفح		مضمون	نمبر شار
٣		हाम्रो भनाइ	
۲		عرض ناشر	
11	نظم	حمد باری تعالی	1
۱۵	مذہب	اخلاقی خرابیاں ساج کے لیے مہلک	٢
20	ساجيات	انسانی مساوات	٣
mm	اسائے حسنی	اسائے حسنی	۴
٣٣	ساتنس	نظام سنسی اللہ کی قدرت کا عظیم مظہر	۵
۵٠	سانسكرتك	رمضان المبارك اور اسلامى ثقافت	۲
۵۸	صحت	مقامی مرکز صحت اور اس کی اہمیت	۷
40	اردو ادب	ار دو نثر کی تاریخ	٨
<u> ۲</u> ۳	انسانى حقوق	بچوں کے حقوق	9
۸۳	سياحت	کمبینی گارڈن کا سفر	1+
95	صحافت	قومی اخبارات کا تعارف	11
91	كروار	حضرت توسف عليه السلام	11
11+	افسانه	سونتلی ماں کا آخری وقت	11
14+	نظم	نعت یاک	10
150	اردو ادب	مرزا غالب اردو کے عظیم شاعر	10
14.	سوانح	حفیظ جالند هری اور ان کی شاعری	17

124	سلوك	بیٹی کا خط باپ کے نام	14
129	مكالمه	حضرت سعيد بن جبير	11
104	گیت	ار دو گي ت	19
100	سوانح	ڈیٹی نذیر احمہ_مشہورناول نگار	۲+
175	نظم	اردو ہے میرا نام	11
177	نظم	حضرت عمرٌ کا قبول اسلام	22
121	نیپائی ادیب	شاعر قديم بهانو لجكت آجاريه	۲۳
1/4	اردو ادب	بعض اردو قواعد	20



حمد باری تعالی سر فراز بزمی

سبق نمبرا

حرباري تعالى



خالق ہے تو خدایا! مالک ہے تو خدایا!

اک لفظ کن سے تونے ،سارا جہاں بنایا

بلبل کو بے کلی دی ، کلیوں کو خامشی دی

مہکے ہوئے گلوں کو ،خاموش دل کشی دی

آب رواں بنایا ،موجوں کو خود سری دی

ماہ تمام دے کر ، ٹھنڈی سی روشنی دی

سورج کو دی تمازت ، بخشا شجر کو سایہ

اک لفظ کن سے تونے، سارا جہاں بنایا

سجدے کریں زمیں پر، جب پربتوں کے سائے بے نور ہوکے سورج ،صحرا میں ڈوب جائے پھولوں کو آکے شہنم، جس دم وضو کرائے سارا نظام قدرت ،وحدت کی لے سائے ثانی ہے کون تیرا! یکتا ہے تو خدایا! اک لفظ کن سے تونے، سارا جہاں بنایا یہ مرغ زار تیرے ، یہ کوہسار تیرے نغمات گار ہے ہیں ، یہ آبشار تیرے چڑیوں کے چپچہوں میں ، نغمے ہزار تیرے قربان سارا عالم ، پروردگار تیرے تیرا رہین رحمت ،کیا خویش کیا براہا اک لفظ کن سے تونے ، سارا جہاں بنایا کاشانۂ چمن میں ،شاداب رنگ تیرے سب گوسفند تیرے، آہو بلنگ تیرے شاه و وزیر تیرے ،مست و ملنگ تیرے اے کن فکان والے ، سب رنگ ڈھنگ تیرے مالک ہے تو خدایا! خالق ہے تو خدایا اک لفظ کن سے تونے ، سارا جہاں بنایا وہ تحجیل کے اُفق پر، مرغابیوں کے ٹولے سورج اتر رہا ہے ، دھرتی یہ ہولے ہولے

چھائے فسول فضا پر، جب رات زلف کھولے
"سجان تیری قدرت " سارا جہان ہولے
ہر شئے پہ لوٹ آئے ، تیرے کرم کا سابی
اِک لفظ کن سے تونے، سارا جہاں بنایا
دے دے تو تیری نعمت، نہ دے تو تیری عکمت
اور دے کے چھین لے ، تو مولی تری مشیت
سر پر گدا کے رکھے ، دستار ما بدولت
صدقہ تیرے کرم کا، شاہوں کی بادشاہت
تیری عطا سے پایا ،دنیا نے جو بھی پایا
اِک لفظ کن سے تونے، سارا جہاں بنایا

مشق اور سوالات:

(۱) درج ذیل الفاظ کے معانی بتایئے:

بے کلی، خود سری، تمازت، خویش، مرغابیوں، گوسفند، مست ومکنگ (۲) اس حمد کا خلاصہ اپنے الفاظ میں لکھیں جو کم از کم ایک صفحہ پر مشتمل ہو۔ (۳) درج ذیل بند کا مطلب آسان الفاظ میں درج کریں۔ کاشانہ چمن میں ،شاداب رنگ تیرے سب گوسفند تیرے، آ ہو بلنگ تیرے شاہ و وزیر تیرے ، مست و ملنگ تیرے شاہ و وزیر تیرے ، مست و ملنگ تیرے الے کن فکان والے ، سب رنگ ڈھنگ تیرے

(٣) اس الحچى حمد كى كوئى تين ادبي خوبيال بيان كيجيـ

(۵) "سبحان تیری قدرت " کامفہوم بیان کیجیے ، نیز یہ بھی بتایئے کہ قرآن مجید میں کہاں اس مفہوم کی بات کہی گئی ہے۔

(۲) اس حمد کی روشنی میں اپنے استاڈ کی مدد سے مطلع، مقطع ، ردیف اور قافیہ کی مثالیں بیان کیجیے۔

(۷) مصرعول کو مکمل کیجیے۔

بلبل کو بے کلی دی ، کلیوں کو خامشی دی مہکے ہوئے گلوں کو ،خاموش دل کشی دی آب روال بنایا ،موجوں کو خود سری دی ماہ تمام دے کر ، شخنڈی سی روشنی دی سورج کو دی تمازت ، بخشا شجر کو سابہ

اِک لفظ کن سے تونے، سارا جہاں بنایا

- (۸) خود کوشش کریں اور حمد کے تین بند آپ بھی لکھیں۔
 - (٩) ڈرائنگ کی مدد سے اللہ کی قدرت کو پیش کیجے:
- (۱۰) یہ حمد شعری اصناف میں سے نظم کی ہیئت میں لکھی گئی ہے۔ اپنے استاد کی مدد سے ایسی ہی کسی دوسری حمد کے پہلے دو بند تلاش کریں۔
- (۱۱) " اک لفظ کن سے تونے سارا جہاں بنایا" فد کورہ بالا حمد میں اس مصرعہ کو بار بار دومرائے جانے والے مصرعہ کو بار بار دومرائے جانے والے مصرعہ کو شپ کا مصرعہ کہتے ہیں اور اس کے ساتھ پہلے والے بند کو شپ کا شعر کہتے ہیں۔ اسے آپ بھی اجھی طرح سمجھ لیں۔

سبق نمبر ۲

اخلاقی خرابیاں ساج کے لیے مہلک

اخلاق انسان کی بنیادی پہچان ہے۔ ایک اچھے معاشرے کی بنیاد اچھے اخلاق پر ہوتی ہے، لیکن جب معاشر تی اقدار ختم ہونے لگیں تو معاشرے میں بے حیائی، بے ایمانی اور رشوت جیسی برائیاں کھیل جاتی ہیں۔ یہ برائیاں نہ صرف افراد کو نقصان پہنچاتی ہیں بلکہ پوری قوم کی ترقی میں رکاوٹ بن جاتی ہیں۔

دنیا میں جہاں بھی قانون کی تھم رانی ہوتی ہے وہاں عدل و انصاف، امن و امان اور انسانی اقدار کی حفاظت بدرجہ اتم ہوتی ہے، اور بے ایمانی، رشوت خوری، حقوق تلفی اور بے حیائی پر روک لگائی جاتی ہے، کیوں کہ یہ ساجی خرابیاں صالح معاشرے کو تباہ کردینے والی اور کسی بھی معاشرہ کے لیے انتہائی گھناؤنی اور مہلک ہوتی ہیں۔

اسلام نے عدل وانصاف کی بنیاد پر قائم معاشرہ کی فلاح و کامرانی کی ضانت دی ہے، بلکہ کوئی بھی معاشرہ اس وقت تک ترقی نہیں کر سکتا جب تک کہ وہاں عدل وانصاف، امن وامان اور لوگوں کے حقوق کی پاس داری نہ کی جاتی ہو۔ جس معاشر ہے میں یہ چیزیں جس قدر کم یاب اور ناپید ہوں گی، اسی قدر وہ معاشرہ ساج ٹوٹ پھوٹ ، انتشار اور تنزلی کا شکار ہوگا۔ بے حیائی، برائی ، ناانصافی ور شوت ستانی ایسے ساجی ناسور ہیں جو انفرادی ، اجتماعی اور معاشرتی زندگی کو تباہ و بر مادتے ہیں۔

ر شوت وبایمانی: یہ ایک ایبا ناسور ہے جو انصاف کے نظام کو کھو کھلا کر دیتا ہے۔ جب لوگ اپنے مفادات کے لیے ر شوت دیتے یا لیتے ہیں، تو وہ اپنی ذات اور معاشر ہے کے ساتھ ظلم کرتے ہیں۔ ر شوت دینے والا اپنی عزت وایمان نے دیتا ہے، جب کہ ر شوت دینے والا ناحق کام کو جائز بنانے کی کوشش کرتا ہے۔ ر شوت کے خلاف سخت قانون کا نفاذ اور عوام میں شعور اجا گر

کرنا ضروری ہے تاکہ معاشرہ اس برائی سے پاک ہوسکے۔

بد قسمتی سے ہمارے ملک اور معاشر نے میں اپنے حقوق کی بازیا بی اور عدل انصاف کے لیے لوگوں کور شوت کا سہار الیناپڑتا ہے۔ بیر ر شوت اور بد عنوانی اس معاشرے کا گویا لازمی حصہ



ہیں۔ کسی کو سرکاری محکمہ سے اپنا حق لینا ہو تور شوت دینی پڑتی ہے، کوئی کام کروانا ہو تور شوت،
کوئی مسئلہ حل کروانا ہو تور شوت، عدالت سے انصاف چاہیے تور شوت، سرکاری نوکری چاہیے
تور شوت، اداروں میں سرکاری فنڈ حاصل کرنا ہو تور شوت، بوڑ ھوں اور بیواؤں کو حق بیوگی
اور ضعفی کا بھتا چاہیے تور شوت، الیکشن میں لڑنے کے لیے ر شوت، اداروں کے قیام کے لیے
ر شوت، اپنے حقوق کی بازیابی کے لیے ر شوت، تعلیم کے لیے ر شوت اور اپنی بات حکومت
وقت تک پہنچانے کے لیے ر شوت، تجارت کے لیے ر شوت، تجارتی کمپنی قائم کرنے کے لیے
ر شوت، گویا ر شوت اور بد عنوانی اس قوم کا مقدر بن چکی ہیں، حکام، بیور و کریٹ، عدلیہ اور
قانون دال ، سیاست دال سب ر شوت خور ہوگئے ہیں۔ حد تویہ ہے کہ تعلیمی اداروں کے ذمہ

داران بھی رشوت خوری کے جرم میں ملوث پائے جاتے ہیں۔البتہ آج بھی ہمارے ساج میں ایسے انصاف پیند افراد ہیں جواس مہلک بیاری سے ساج کو پاک دیکھنا چاہتے ہیں اور حکومت میں بھی ایسے ایمان دار افراد ہیں لیکن افسوس کہ ایسے لوگوں کا ساتھ نہیں دیا جاتا ہے۔

اس اخلاقی بحران نے ملک کی معیشت و معاشرت کو نہ و بالاکر کے رکھ دیا ہے۔ غریب و مزدور اپنے حقوق کے لیے رشوت کی دہلیز پر جاکر دم توڑ دیتے ہیں۔ طلبہ اچھی تعلیم کے لیے رشوت کی چوکھٹ پر اپنی ذہانت بیچنے پر مجبور ہوجاتے ہیں، ملک کے باصلاحیت نوجوانوں کی لیافتیں رشوت کے داؤں بیچ میں الجھ کر ضائع ہور ہی ہیں، عدالتیں انصاف کے تراز و کو بد عنوانی کی جھولی میں لیسٹ دینے کو اپنا فن سمجھتی ہیں، سیاسی قائدین بات بات میں رشوت اور بے ایمانی و بد عنوانی کو اپنا پیدائشی حق سمجھنے لگ گئے ہیں۔ غرض اس بد عنوانی نے ملک کو اپنی غلامی کے بندھنوں میں جکڑ رکھا ہے۔ اسی وجہ سے ملک کی معاشی و معاشر تی ترقی رو بہ زوال ہے، بد عنوان حکام نے اس کی ترقی کو گویا گہن لگا دیا ہے۔ دنیا کے 190 ممالک میں نیپال بد عنوانی کی بر عنوانی کی دوسر وں کا مال بے جا ہڑ پ کر جانے ، ناانصافی اور حقوق تلفی کے خلاف قرآن کریم میں دوسر وں کا مال بے جا ہڑ پ کر جانے ، ناانصافی اور حقوق تلفی کے خلاف قرآن کریم میں سیالہ سے سیالہ میں سیالہ کو بر سیالہ کی سیالہ کر جانے ، ناانصافی اور حقوق تلفی کے خلاف قرآن کریم میں سیالہ کی سیالہ ک

دوسروں کا مال بے جاہڑپ کر جائے، ناانصافی اور مطوق کی کے خلاف قران کریم یں صرح احکام نازل ہوئے ہیں۔ اللہ تعالی اارشاد ہے: ''آپس میں تم ایک دوسرے کے مال کو ناجائز اور غلط طریقوں سے مت کھاؤ اور نہ انھیں حاکموں کے پاس لے جاؤ کہ (رشوت دے کر یا طاقت کے بل بوتے پر) لوگوں کا مال جانتے بوجھتے ہڑپ کر جاؤ''۔

نبی پاک النام آلیم کا فرمان ہے: ''ر شوت دینے والا اور ر شوت لینے والا دونوں ہی جہنم میں جائیں گے۔'' ایسی سخت و عید کے بعد بھی اگر کوئی مال حرام سے اپنے پیٹ کو بھرتا ہے، اور عام بندگان خدا کا استحصال کرتا ہے تو ایسا شخص معاشرے کو تاہی میں ڈال رہا ہے اور اس طرح کے لوگوں کا علاج سخت ترین سزاؤں کے ذریعہ کیا جانا جا ہے۔

دین میں ایمان داری کو غیر معمولی اہمیت دی گئی ہے۔ اس کا تا کیدی حکم بیان کیا گیا ہے

اور اس کاالتزام کرنے والوں کی تعریف و توصیف کی گئی ہے۔اللہ تعالیٰ کاار شاد ہے: ''اللہ شمصیں تھکم دیتا ہے کہ امانیتی اہلِ امانت کے سپر دکرواور جب لوگوں کے در میان فیصلہ کرو تو عدل کے ساتھ کرو''۔(النساء ۵۸:۴)

سورۃ المومنون (آیات ۱-۱۱) اور سورۃ المعارج (آیات ۲۲-۳۵) میں جہاں اہل ایمان کے بہت سے اوصاف بیان کیے گئے ہیں، وہیں ان کے اس وصف کو بھی نمایاں کیا گیا ہے۔ "جو اپنی امانتوں کی حفاظت اور اپنے عہد کا پاس کرتے ہیں "۔ اس کے بالمقابل جو لوگ عہد وامانت کی پابندی نہیں کرتے ان کے دین وایمان کی نفی کی گئی ہے۔ حضرت انس بن مالک سے روایت کی پابندی نہیں کرتے ان کے دین وایمان کی نفی کی گئی ہے۔ حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ نبی کریم اللہ آلی اپنے خطبوں میں یہ جملے اکثر پڑھا کرتے تھے: "جس شخص میں امانت داری نہیں آدر جو شخص عہد کا پابند نہ ہو اس کے دین کا کوئی اعتبار نہیں "۔ (مند احمد ، ج سال ۱۳۵/۳ ، ۱۵۴)

فحاشی اور اس کاسد باب:

ہمارے معاشرے کی ایک دوسر کی بیاری فحاثی ہے اور اسے فروغ دینے میں منشیات کا بھی بڑا رول ہے۔ فحاشی اور بے حیائی ایک ایسی برائی ہے جو انسان کو شرم و حیا کے خوب صورت لباس سے محروم کر دبتی ہے۔ یہ برائی معاشر تی اقدار کو ختم کر کے بے راہ روی کو جنم دبتی ہے۔ یہ برائی معاشر تی اقدار کو ختم کر کے بے راہ روی کو جنم دبتی ہے۔ یہ برائی معاشر تی افلاقی گفتگو، نامناسب لباس، بے بردگی اور نازیباحرکات، بے شرمی، بے غیرتی، عربی بیدکاری، حیاسوز فلمیس، ڈرامے، بر ہنہ تصویریں، فازیباحرکات، بے شرمی، مورتوں اور مردوں کا اختلاط شامل ہیں۔ قرآنِ کریم میں ہے: مجلسوں میں بدن کی نمائش، عورتوں اور مردوں کا اختلاط شامل ہیں۔ قرآنِ کریم میں ہے: الاعراف: سے جھے: میرے رب نے اعلانیہ اور پوشیدہ بے حیائی کو حرام قرار دیا ہے" (الاعراف: ہیں۔ ہم وہ گناہ اور معصیت جس کی قباحت و شاعت زیادہ ہو، اس کو فحش اور فاحشہ بین کہتے ہیں۔ اسی طرح ہر فتیج قول و فعل ، بری بات اور برے عمل کو فاحشہ کہا جاتا ہے اور کسی کی بات کا ختی سے جواب دینے کو بھی فحش کہتے ہیں"۔

الله تعالیٰ کاار شاد ہے: ''بے شک جولوگ یہ چاہتے ہیں کہ ایمان والوں میں بے حیائی کی بات بھیلے، ان کے لیے د نیااور آخرت میں در د ناک عذاب ہے '' (النور: ١٩)۔اس آیت میں الله تعالیٰ نے بے حیائی پر مشتمل ایک جھوٹی خبر کی اشاعت و ترویج کو بھی بے حیائی سے تعبیر فرمایا



ہے اور اِسے دنیا و آخرت میں در دناک عذاب کا باعث قرار دیا ہے۔ آج معاشرے کا بہت بڑا حصہ فحاشی میں ڈوبا ہواہے اور یہی فحاشی کریشن کو بڑھانے میں معاون ہے۔ جس کے باعث دنیا کے وہ ممالک جہاں فحاشی کو فروغ مل رہاہے تنزلی کا شکار ہیں اور ان کا زوال دن بدن بڑھتا ہی جارہا ہے۔

فخش کاموں میں سب سے برا فعل زنا ہے ، اور اس کھلی

بے حیائی ، جنسی جاہت اور ناجائز تعلقات کے طوفان نے تہذیب و تدن کی جڑیں کھو کھلی کر دی ہیں۔ اسلام انسانوں کو اس کی شناعت سے آگاہ کرتا ہے اور اس سے کوسوں دور رہنے کا حکم دیتا ہے۔ قرآن کا ارشاد ہے: ''اور زنا کے قریب بھی مت جانا وہ ایک گھناؤنا کام اور براراستہ ہے۔'' (الاسراء ؟۳۲)

جنسی میلان اور جنسی شہوت جو انسان کی فطرت میں شامل ہے ، اسلام نے اس کا پورا خیال رکھا ہے۔ اس کی شخیل کے لیے حلال اور جائز طریقے بیان کیے ہیں، یہی وجہ ہے کہ اسلام نکاح کی حوصلہ افنزائی کرتا ہے اور تجرد یعنی نکاح نہ کرنے کو قطعی ناپسند کرتا ہے۔ اس لیے اس نے نکاح کی حوصلہ افنزائی کرتا ہے اور تجرد یعنی نکاح نہ کرنے کو قطعی ناپسند کرتا ہے۔ اس لیے اس نے نکاح کو بے حد آسان کر دیا ہے تاکہ فحاشی کی طرف جانے والا ہر راستہ بند ہوجائے۔ اسلام نے نکاح کو بے حد آسان کر دیا ہو جائے۔ اسلام نے فاشی کوروکنے کے لیے صرف احکام پراکتھا نہیں کیا بلکہ اس کے سد باب کے لیے سخت ترین قوانین بھی بنائے ہیں۔ اگر آج دنیا ان سزاؤں کو نافذ کر دے تو دنیا سے فحاشی اور اس کے نتیجہ میں پیدا ہونے والی جنسی واخلاقی بیاریاں اور کر پشن سبھی کا خاتمہ ہو جائے گا۔

فحاشی کے ضمن میں عریانیت، بے حیائی، بدنگاہی، گندی باتوں کا زبان پر لانا، مجلسوں

میں ان کا ذکر اور انٹر نیٹ کے ذریعہ عریاں اور گندی تصویروں اور ویڈیوز کو دیکھنا اور انہیں عام کرنا بھی شامل ہے۔ فحاشی کی وجہ سے نوجوان نسل تباہ ہورہ ہیں، ان کی ذہنی صلاحیتیں مفلوج ہورہی ہیں۔ وہ تخریب کاری کے کاموں میں ملوث ہورہ ہیں، اپنے او قات کو مثبت اور ختیجہ خیز کاموں میں صرف کرنے کی بجائے گندگیوں اور نا مناسب کاموں میں ضائع کر رہے ہیں اور جس کی وجہ سے ساج میں مثبت تبدیلی آنے کی بجائے منفی رجحانات پروان چڑھ رہے ہیں۔ ان کی آوارگی ، بداخلاقی اور ان گندگیوں میں ملوث ہونے کی وجہ سے ہمارا معاشرہ دن بددن بگاڑ کا شکار ہوتا جارہا ہے۔ تعلیمی ادارے متاثر ہورہ ہیں، والدین کے حقوق تلف ہورہ ہیں۔ ہمارا معاشرہ تابی کی طرف جارہا ہے اور ملک کو صالح قیادت ملنے کی بجائے تخریب کار اور پراگندہ سوچ و فکر کے حامل افراد میسر آرہے ہیں جس سے ملک کی ترقی روز افنزوں تنزلی کی راہ پر جارہی سے حان برائیوں کے بالمقابل اسلام خیر وفلاح کو فروغ دیتا ہے۔

عوام میں بدعنوانی اور بے حیائی کو فروغ دینے والی ایک چیز مسابقت ہے لیعنی نام و خمود اور اناکی تسکین کے لیے دنیاوی عیش و عشرت میں ایک دوسر ہے سے بازی لے جانے کی کوشش کرنا۔ جیسے رسومات میں بے در لیخ اخراجات کے سلسلے میں مقابلہ آرائی، یا پھر دنیا کی نظر میں اینے و قار کی بلندی کے لیے سامانِ عیش و عشرت میں مقابلہ آرائی اور دوسروں سے زیادہ مال اور جائیداد کمالینے کی ہوس ہے۔

چناں چہ اسلام لوگوں کو بے جا مسابقت سے باز رہنے کی تلقین کرتا ہے اور اس کے متبادل خیر کے کاموں میں مسابقت کی ترغیب دیتا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے: "رشتہ داروں، مسکینوں اور مسافروں کوان کاحق دیا کرواور فضول خرچی مت کیا کرو۔ بلاشبہ فضول خرچی کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے رب کابڑا ناشکرا ہے۔" (بنی اسر ائیل:۲۲، ۲۷) قرآن میں جگہ جگہ اس کی دعوت بھی دی گئی ہے۔ چناں چہ ارشاد ربانی ہے: "اور وہ لوگ (جن کا حال ہے ہے کہ) جو کچھ بھی (راہِ خدا) میں دے سکتے ہیں دیتے ہیں اور (اس کے وہ لوگ (جن کا حال ہے ہے کہ) جو کچھ بھی (راہِ خدا) میں دے سکتے ہیں دیتے ہیں اور (اس کے

باوجود) ان کے دل اس خیال سے کا نیتے رہتے ہیں کہ ، انھیں اپنے رب کے حضور لوٹ کر جانا ہے۔ یہی لوگ ہیں جو اچھائیوں کے لیے دوڑنے والے ہیں اور آگے بڑھ کر انھیں پانے والے ہیں۔" (المؤمنون: ۲۰، ۲۱)

نبی الیُّالِیَّہُ نے بھی امت کو خیر کے کاموں میں مسابقت کے لیے برابر ابھارا ہے۔ اسلام کے اسی مزاج کااثر تھا کہ صحابہ کرامؓ اچھا ئیوں میں ایک دوسر بے پر بازی لے جانے کی کو شش کیا کرتے تھے۔ حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمؓ کا واقعہ اس کی بے نظیر مثال ہے، جب نبی الیُّالِیّہؓ کے اعلان کے بعد حضرت ابو بکرؓ اپنے گھر کا دھااثاثہ صدقہ کر دیتے ہیں اور ان پر بازی لے جاتے ہوئے حضرت ابو بکرؓ اپنے گھر کا سارا ہی سامان صدقہ کر دیتے ہیں۔ یہ خیر میں مسابقت کا تصور ہی ہے جو معاشرے کو بدعنوانی و بے حیائی سے یاک کرتا ہے۔

اسی طرح اسلام بے حیائی اور فحاشی پر روک لگانے کے لیے قانون وضع کرتا ہے۔
غیر محرم مرد و عورت کے اختلاط پر پابندی لگاتا ہے، ساتر اور مہذب لباس کو فروغ دیتا ہے اور
عربانیت پر پابندی لگاتا ہے، مردول اور عور تول کو اپنے اپنے حدود میں رہنے، راستہ میں چلتے
موئے نگاہوں کو پنجی رکھنے اور اجنبی عور تول کو ہر گزنہ دیکھنے کا حکم لگاتا ہے۔ خلوت و جلوت ہم
حال میں خدا ترسی کے احکام صادر فرماتا ہے تاکہ فحاشی اور عربانیت پر قدغن لگ سکے۔
اسلام کے یہی اصول و ضوابط ہیں جن کوواقعی میں اپنانے کے بعد کوئی بھی معاشرہ

بدعنوانی سمیت تمام معاشرتی خرابیول سے پاک و صاف ہو جائے گااور ایک ایسامعاشرہ وجود میں آئے گا جس میں صرف خدائی قانون کی حکمرانی ہوگی، عدل وانصاف کا بول بالا ہو گااور ہر طرف امن و امان قائم ہو گا۔

مشقيل:

🖈 درج ذیل سوالوں کے جواب لکھیں۔

(۱) رشوت کسے کہتے ہیں؟ اور اس کے کیا کیا نقصانات ہیں؟

(۲) معاشرہ کو رشوت اور بے ایمانی سے پاک کرنا کیوں ضروری ہے؟

(m) رشوت ہمارے ساج کے کن کن حصوں میں داخل ہو گیا ہے؟

(۴) بے حیائی اور عربانیت کے ساجی نقصانات کی ایک فہرست چارٹ پیپر پر لکھ کر آویزال کریں۔

درج ذیل الفاظ کو اینے جملوں میں استعال کریں۔ \Rightarrow درج دیائی، بدقسمتی، مقدر، امانتیں، وضع ، اختلاط

🖈 درج ذیل الفاظ کے اضداد لکھیں:

اقدار، انتشار، تنزلی، تعریف، خلوت

🖈 خالی جگہوں کو پر کریں۔

اسی طرح اسلام بے حیائی اور فحاشی پر روک لگانے کے لیے کرتا ہے۔ مردو عورت کی تنہائی کے لگاتا ہے، ساتر اور مہذب لباس کو فروغ دیتا ہے اور عربانیت پر پابندی لگاتا ہے، مردول اور عور تول کو اپنے اپنے رہنے، راستہ چلتے نگاہول کو نیجی رکھنے اور مر گزنہ دیکھنے کا تمکم لگاتا ہے۔ خلوت و جلوت مرحال میں کو نیچی رکھنے اور کے احکام صادر فرماتا ہے تاکہ فحاشی اور عربانیت پر مکمل

﴿ صحیح جملوں کے سامنے صحیح کا نشان اور غلط جملوں کے سامنے غلط کا نشان لگائے:

ا۔ایک اچھے معاشرے کی بنیاد اچھے اخلاق پر ہوتی ہے۔()

۲۔رشوت ایبا ناسور ہے جو انصاف کے نظام کو کھو کھلا کردیتا ہے۔()

سرصرف رشوت لینے والا ہی جہنم میں جائے گا۔()

ہاری اردو۔۹

۷۔ بدعنوانی اور بے حیائی کو فروغ دینے والی چیز مسابقت الی الخیر بھی ہے۔ () ۵۔ فحاشی میں سب سے برا فعل زنا ہے۔ ()

شوال نمبر ۹: درج ذیل بامحاوره الفاظ کا مفهوم بیان کریں: ته و بالا کردینا، دہلیز پر دم توڑ دینا، روبہ زوال ہونا، گهن لگ جانا

ایخ درج ذیل مشقیں بھی اپنے استاذ کی گرانی میں کریں۔

مشق نمبرا:۔ ساج کی تغمیر و ترقی میں نوجوان کیا کیا خدمات انجام دے سکتے ہیں ؟ دو پیرا گراف اپنے الفاظ میں لکھیں۔

مثق نمبر ۲:۔ آپ کے اپنے معاشرے میں کیا کیا خرابیاں پائی جاتی ہیں؟ انہیں دور کرنے کے لیے آپ کیا کر سکتے ہیں ؟

مثق نمبر ۳:۔ اپنے دوستوں کی مدد سے ساجی خرابیوں کو دور کرنے کے لیے ایک وال میکزین تیار کریں جس میں قرآن وسنت کی تعلیمات پر مشتمل مضامین لکھ کر خوب صورت ڈیزائن کے ساتھ مسجد کے اندرونی گیٹ پر آویزال کریں۔



انسانی مساوات

مساوات لغوی اعتبار سے اسم ہے اور مؤنث ہے۔ اس کامعنی ہوتا ہے: برابری، یکسانی لیعنی قدر، مرتبے، عزت واحترام اور مواقع میں برابر ہونا یا کرنا، یگانگت، ہمسری۔ گویا مساوات کا مطلب ہے " برابری "سارے انسانوں کے حقوق برابر ہیں، ان کا اپنا مقام ہے اور ان کے لیے یکسال مواقع فراہم ہیں، کوئی شخص اپنے خاندان، قبیلہ، رنگ و نسل، علاقہ یازبان وغیرہ کی وجہ سے حقیر یا اعلیٰ نہیں ہے بلکہ سارے لوگ برابر ہیں، اسلام لوگوں کے در میان ان کی نسل، رنگ، لباس اور زبان کے اعتبار سے کوئی فرق نہیں کرتا، اگر فرق کرتا ہے تو بس ان کے تقویٰ اور یہ ہیزگاری کے اعتبار سے۔

اسلام میں مساوات، نرم مزاجی اور خوش اخلاقی پر بہت زور دیا گیا ہے۔ تمام انسان برابر ہیں،

گورے کو کالے پر یا کالے کو گورے پر، امیر کو غریب پر یا غریب کو امیر پر، نہ عربی کو مجمی پر اور
نہ مجمی کو عربی پر فوقیت حاصل ہے۔ حجة الوداع میں انسانی عظمت واقدار کے منافی تمام پہلوئوں
کو منسوخ کر دیا گیا اور وہ تمام جاہلا نہ رسمیس جو کہ قبل از اسلام انسانیت کے منافی تھیں، سب کو
موقوف کر دیا گیا۔ اسی لیے یہ خطبہ مکمل طور پر انسانیت کے تحفظ کے لیے بہترین ضابطہ حیات کی
حیثیت رکھتا ہے، اور ایک انجھی زندگی گزار نے کے لیے ایک مکمل ضابطہ حیات اور انسانی عظمت کا
منشور ہے۔

اس خطبہ میں آپ نے ارشاد فرمایا: ! لوگو! سن لو، زمانہ جاہلیت کے تمام رسم و رواج آج میرے پاؤل کے نیچے ہیں۔ لوگو! تبہار ارب ایک، تبہارے باپ آ دم ہیں۔ کسی عربی کو کسی عجمی پر ، کسی عربی پر ، کسی گورے کو کالے پر ، کسی کالے کو کسی گورے پر کوئی برتری نہیں ہے ، فضیلت کا معیار صرف تقویٰ ہے تم سب آ دم کی اولاد ہو۔ تم سب پر ایک دوسرے کا خون ، عزتیں

اور مال حرام ہے۔ خبر دار! میرے بعد گر اہ نہ ہو جانا کہ اک دوسرے کی گرد نیں کاٹنے لگو۔

یہ خطبہ انسانی مساوات اور حریت کا بین الا قوامی منشور ہے۔ اس خطبے میں نوع انسانی کو پہلی مرتبہ برابری، مساوات اور مواخات کے زریں اور ابدی اصول فراہم کیے گئے ہیں۔اس خطبہ پہلی مرتبہ برابری، مساوات اور مواخات کے زریں اور ابدی اصول فراہم کیے گئے ہیں۔اس خطبہ نے انسانوں کی غلامی سے نجات دی جو ذلت، پستی، ظلم، تشدد اور استحصال کا شکار تھے، انہیں دوسرے انسانوں کے برابر بیٹھنے کا موقع ملا۔ یہ خطبہ اسلام کے معاشر تی نظام کی راسخ بنیادیں



فراہم کر تاہے۔معاشر تی مساوات، نسلی افتخار و مباہات کا خاتمہ، عور توں اور غلاموں کے حقوق، غلاموں سے محسنِ سلوک اور ایک دوسرے کے جان و مال کا احترام سکھاتا ہے۔ یہی وہ باتیں ہیں جو کہ اسلام کے معاشر تی نظام کی بنیادیں ہیں جن پریہ نظام قائم ہے۔

دنیا کے تمام فلسفیوں ، مفکروں اور مدہبی شخصیات کا بھی پیندیدہ ترین خواب انسانی برابری اور مساوات ہے۔ مگر حضرت محمد النوائیلی تاریخ کے پہلے انسان ہیں جن کے لائے ہوئے اسلامی انقلاب نے تاریخ میں پہلی بار انسانی مساوات کو عملی طور پر قائم کیا۔ فکر وفلسفہ اور خیالات کو عملی دنیا میں بھی ہو بہو پیش کیا۔ اس کا اعتراف عام طور پر تمام سنجیدہ اہل علم نے کیا ہے۔ مثال کے طور پر سوامی

ویویکا نند نے اپنے مطبوعہ خط (نمبر ۱۷۵) میں کہا تھا کہ میرا تجربہ ہے کہ اگر بھی کوئی مذہب عملی مساوات تک قابل لحاظ درجے میں پہنچاہے تو وہ اسلام اور صرف اسلام ہے۔

مساوات کے اصول کے تحت اسلام معاشرے کے مہر فرد کے جان ومال اور عزت کو یکسال محترم قرار دیتا ہے اور اس سلسلے میں کسی کے ساتھ کسی قسم کے امتیاز کا روادار نہیں ہے۔ وہ اس اعتبار سے کسی کو برتر نہیں مانتا کہ وہ اعلیٰ خاندان سے تعلق رکھتا ہے یااس کے پاس دوسر ول کی اعتبار سے کسی کو برتر نہیں مانتا کہ وہ اعلیٰ خاندان سے تعلق رکھتا ہے یااس کے پاس دوسر ول کے انہاں کا رنگ دوسر ول سے اچھا ہے یازیادہ پڑھا لکھا نسبت مال زیادہ ہے یا وہ زیادہ زمین کا مالک ہے یا اس کا رنگ دوسر ول سے اچھا ہے یازیادہ پڑھا لکھا ہے، یا کسی خاص علاقے کا باشندہ ہے یا وہ معاشرے میں کسی خاص حیثیت کا حامل ہے۔ اسلام کے مقرر کردہ قوانین میں معاشرہ میں موجود فرق اور تفاوت ہے معنی ہیں۔ اگراس قسم کا تفاوت کسی موقع پر معاشرہ کے نظام میں خرابی کا باعث بنتا ہے تو قانون کے مقابلے میں ایک پر کاہ کی حیثیت موقع پر معاشرہ کے نظام میں خرابی کا باعث بنتا ہے تو قانون کے مقابلے میں ایک پر کاہ کی حیثیت موقع پر معاشرہ کے استغنا کے ساتھ شھکرادی جاتی ہیں۔

اسلام اس بات کا بھی قائل نہیں کہ کسی شخص کو اس لیے حقیر سمجھا جائے کہ وہ غریب اور نادار ہے یا کوئی طاقت ور اس لیے دوسرے کے مال پر قبضہ کرلے کہ مقابل کم زور ہے۔ یا کم حیثیت والے کی عزت پر کوئی اس لیے ہاتھ ڈال لے کہ وہ اعلیٰ حیثیت کا مالک نہیں۔ کسی شخص کا کم زور، نادار اور کم حیثیت والا ہو نا قطعاً اس میں رکاوٹ نہیں بنتا کہ اس کو اس کے حقوق پورے پورے دیئے جائیں اور اس کی جان ، مال اور عزت کا اسی طرح احترام کیا جائے جس طرح کسی طاقت ور ، مال دار اور اعلیٰ حیثیت کے حامل فرد کی جان ، مال اور عزت کا احترام کیا جاتا ہے اور اس کو اس کی جان ، مال اور عزت کا احترام کیا جاتا ہے اور اس کو اس طرح شخط دیا جاتا ہے جس طرح کسی اعلیٰ سے اعلیٰ فرد کو حاصل ہو تا ہے۔

مساوات کی اہمیت:

قرآن مجید میں اللہ رب العزت کا ارشاد ہے: "اے لوگو! ہم نے تم سب کو ایک (ہی) مرد و عورت سے پیدا کیا ہے اور شہیں کنبوں اور قبیلوں میں تقسیم کردیا، اس لیے کہ تم آپس میں ایک دوسرے کو پہچانو، اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم

انسانی مساوات

سب میں باعزت وہ ہے جو سب سے زیادہ ڈرنے والا ہے۔ یقین مانو کہ اللہ تعالیٰ دانا اور باخبر ہے۔" (سورة الحجرات۔٣٩:١٣م)

اسلام عدل و انصاف والا مذہب ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "اللہ تعالیٰ تمہیں تا کیدی تھم دیتا ہے کہ امانت والوں کی امانتیں انہیں پہنچاؤاور جب لوگوں کا فیصلہ کرو تو عدل وانصاف سے فیصلہ کرو! یقیناً وہ بہتر چیز ہے جس کی نصیحت تمہیں اللہ تعالیٰ کررہا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ سنتا ہے، دیکھتا ہے۔ " (سورة النساء ۵۸: ۴)

احادیث کے دلائل: مساوات کی تعلیم ہمیں پیغیبر اسلام محمد اللہ ایک کی روایات میں



بھی ملتی ہے جیسا کہ آپ الٹی ایک آپہا نے فرمایا "اے انسانو، تمہارا پر وردگار ایک ہی ہے اور تمہارا باپ ایک ہی ہے۔ تم سب آ دم کی اولاد ہو اور آ دم کو مٹی سے پیدا کیا گیا۔ تم میں اللہ تعالیٰ کے نز دیک سب سے زیادہ معزز وہ ہے جو سب سے زیادہ درست راہ پر گامزن رہے۔ کسی عربی کو کسی عجمی پر،

کسی گورے کو کالے پر اور کسی کالے کو گورے پر کوئی فضیلت اور برتزی حاصل نہیں مگر فضیلت و برتزی صرف تفوّیٰ (پر ہیز گاری) کی بنیاد پر حاصل ہے۔ (منداحمہ ص ۲۲۹۷۸)

اسلامی مساوات کے بنیادی اصول: اسلامی مساوات کی جڑیں اس کی تعلیمات

کے بنیادی ڈھانچہ میں بوری طرح پیوست ہیں اور انہیں مندرجہ ذیل بنیادی اصولوں سے بخوبی سمجھا جاسکتا ہے۔

ا. تمام انسانوں کو ایک ہی ذات ، سب سے اعلی و برتر ذات اور ان سب کے پروردگار ہی نے پیدا کیاہے (جس میں تمام انسان برابر ہیں)۔

 تمام بنی نوع انسانی کا تعلق ایک ہی نسل سے ہے اور وہ ایک ہی بابا آدم اور حوا کی اولاد ہونے میں برابر کے شریک ہیں۔

س. الله تعالیٰ اپنی تمام مخلوقات کے ساتھ کیساں طور پر مہربان ہے۔ کسی بھی رنگ و نسل، عہد یا علاقہ کے ساتھ اس کی رحمت خاص نہیں۔ ساری کا کنات میں اس کی سلطنت اور بادشاہت ہے اور تمام انسان اس کی مخلوق ہیں۔

4. تمام انسان اپنی پیدائش کے اعتبار سے اس معنی میں کیسال ہیں کہ کسی کا اللہ تعالیٰ کے اختیار میں سے کچھ بھی حصہ نہیں اور وہ سب کیسال طور پر مرنے والے ہیں کہ دنیا کی کوئی شئی وہ اینے ہمراہ نہیں لے جاسکتے۔

۵. الله تعالیٰ مر فرد کا فیصله اسی کے اعمال اور کارناموں ہی کی بنیاد پر کرنے والاہے۔

۲. الله تعالیٰ نے مرانسان کو پچھ نہ پچھ اعزاز اور شرف سے نواز اہے۔

مساوات یہ نہیں کہ جاہل اور عالم کیسال ہیں، یا یہ کہ دانا اور بے وقوف
کیسال ہیں یا یہ کہ ایک کام کرنے والا ہے اور ایک ناکارہ ہے توکیسال تھم میں آجائیں
، یہ بھی نہیں کہ ایک وفادار ہے اور ایک بے وفا ہے وہ بھی کیسال تھم میں آجائے
، اگر ایسا ہو تو یہ انسانی تہذیب و تدن کے قتل کرنے کے مترادف ہے۔ مساوات

کا مطلب ہے ہے کہ :ایک ملک کے اندر رہنے والے ، ایک سلطنت میں رہنے والے ، ایک علاقے میں رہنے والے ، ایک دین سے تعلق رکھنے والے ، معاشرتی طور پر، اور قانونی طور پر کیسال حیثیت رکھتے ہیں، وہ حق جو امیر کو ملتا ہے وہی حق غریب کو بھی ملے گا۔ زندگی اور زندگی کے معاملات کا وہ حق جو ایک دولت مند کو ملتا ہے ایک غریب کو بھی وہی ملے گا، جو ایک کالے کو ملتا ہے گورے کا بھی وہی حتی ہے ، جو گورے کو ملتا ہے ، کالے کو بھی وہی ملے گا۔ قانون کے لحاظ سے سب کیسال ، زندگی کے سے سب کیسال ، زندگی کے تمام معاملات میں سب کیسال محکم رکھتے ہیں، بیر ہے اسلامی مساوات۔ الطاف حسین حاتی کہتے ہیں:

یکی ہے عبادت یہی دین و ایماں کہ کام آئے دنیا میں انساں کے انسال تاریخ میں تقریباً تمام جنگوں کی بنیاد علاقائی ، لسانی اور نسلی اختلافات ہیں۔ اسلام دنیا کا واحد نظام حیات ہے جس نے ان فساد انگیز اور تباہ کن اختلافات کو ختم کرنے اور انسانی برادری کو انسانیت کے نام پر متحد کرنے کی کوشش کی۔ پیغیر اسلام التی اولاد ہو اور آدم کو مٹی سے پیدا کیا گیا تھا۔ اسلام امن و سلامتی کا مذہب ہے۔ اس کی تعلیمات کا خلاصہ عقیدہ اور محبت و مساوات کی بنیاد پر ایک آفاقی معاشرے کی تعلیمات کا خلاصہ بنی نوع انسان کا کیسال احترام کیا جائے۔ اسلام بجا طور پر عالم انسانی کے لیےامن و انسانی کا عظیم داعی ہے انسلام نے بنی نوع انسان کا کیسال احترام کیا جائے۔ اسلام بجا طور پر عالم انسانی کا عظیم داعی ہے انسلام نے بنی نوع انسان کے اتحاد کے ضمن میں جو پہلا قدم اٹھایا وہ ایک ہی نوع کے اضلاقی ضالبطے رکھنے والوں کو اتحاد کی دعوت دینا ہے۔ قرآن کریم نے اعلان کیا کہ: اے اہل کتاب، آؤ ہم صرف ایک اللہ تعالیٰ کی بندگی پر متحد ہو جائیں جو ہم کہ: اے اہل کتاب، آؤ ہم صرف ایک اللہ تعالیٰ کی بندگی پر متحد ہو جائیں جو ہم

سب کے درمیان مشترک ہے۔

گزشته دو صدیوں میں علوم و فنون کی ترقی سے جیرت انگیز انکشافات معرض ظہور میں آئے ہیں۔ یہ عمل مغربی اقوام نے انجام دیا جس سے وہ بہت طاقتور بن گئیں۔ اس سے ان میں اپنی بالادستی اور برتری کا شدید احساس پیدا ہوا۔ انہوں نے جدید آلات کی مدد سے مشرقی اقوام پر سیاسی، اقتصادی اور ثقافتی غلبہ یا لیا۔ مذہب اور اس کی اعلیٰ اخلاقی اقدار کو مشکوک اور مبہم قرار دیا۔ اس طرح مشرق اور مغرب میں فاصلے بڑھتے گئے۔ یہاں تک کہ مشرق اور خصوصاً اسلامی ممالک مغربی اقوام کی چراگاہ بن گئے۔

علامہ اقبال نے اپنی وفات سے چند ماہ پیشتر کہاتھا: "تمام دنیا کے ارباب فکر دم بخود سوچ رہے ہیں کہ تہذیب کے اس عروج اور انسانی ترقی کے اس کمال کا انجام یہی ہونا تھا؟ کہ ایک انسان دوسرے کی جان و مال کا دشمن بن کر کرہ ارض پر زندگی کا قیام ناممکن بنا دیں؟ دراصل انسان کی بقاء کا راز انسانیت کے احرام میں ہے اور جب تک دنیا کی تمام علمی قوتیں اپنی توجہ کو احرام انسانیت پر مرکوز نہ کر دیں، یہ دنیا بدستور درندوں کی استی بنی رہے گی۔ وحدت صرف ایک ہی معتبر ہے اور وہ بنی نوع انسان کی وحدت ہے جو رنگ و نسل و زبان سے بالاتر ہے۔ جب تک جغرافیائی وطن پرستی اور رنگ و نسل کے اعتبارات کو ختم نہ کیا جائے گا، اس وقت تک انسان اس دنیا میں فلاح و سعادت کی زندگی بسر نہ کر سکے گا اور اخوت و حریت اور مساوات کے شاندار الفاظ شر مندہ تعیبر نہ ہوں گے۔ خداوند کریم حاکموں کو انسانیت اور نوع انسانی کی محبت عطا فرمائے۔ "ہین!

مشقيل:

🖈 درج ذیل الفاظ کے معانی لکھیں:

انسانی مساوات

نرم مزاجی ، منسوخ ، استحصال، راتنخ، اعتراف، قطعاً، یکسال، فوقیت، اقتصادی، انکشافات پیشتر، معتبر، پرکاه، گامزن، مطبوعه، شخصیات، مرکوز

🖈 (۲) درج ذیل سوالوں کا جواب دیں:

سوال نمبر ا: مساوات كالمفهوم مخضر ايني الفاظ مين لكهين:

سوال نمبر ۲:۔ اسلامی مساوات کیا ہے؟

سوال نمبر س:۔ ہمارے معاشرے میں اسلامی مساوات کے خلاف کیا کیا چیزیں یائی جاتی ہیں؟

سوال نمبر ۲۰:- اسلامی تاریخ سے اسلامی مساوات کو سمجھانے والا کوئی ایک مشہور واقعہ اینے الفاظ میں بیان کیجے:

سوال نمبر ۵:۔ نیپال سرکار نے معاشرہ میں مساوات قائم کرنے کے لیے کیا حکمت عملی اپنائی ہے؟

ررج ذیل الفاظ کو اینے جملوں میں استعال کریں: منشور،اعتراف ، کیسال، حیثیت، وحدت

🖈 خالی جگهوں کو پر کریں:

مساوات کے اصول کے تحت اسلام معاشرے کے ہم فرد کے کو یکسال محترم قرار دیتا ہے اور اس سلسلے میں کسی کے ساتھ کسی قشم کے ہے۔ وہ اس اعتبار سے کسی کو برتر نہیں مانتا کہ ... سے تعلق رکھتا ہے یااس کے پاس دوسر وں کی نسبت مال زیادہ ہے یا وہ ... زمین کا مالک ہے یا اس کا رنگ دوسر وں سے اچھا ہے یا زیادہ پڑھا لکھا ہے، یاکسی ... کا باشندہ ہے یا وہ معاشرے میں کسی خاص حیثیت کا حامل ہے۔ اسلام کے ... میں معاشرہ میں موجود فرق اور تفاوت بے معنی ہیں۔ اگر کسی اسلام کے ... میں معاشرہ میں موجود فرق اور تفاوت بے معنی ہیں۔ اگر کسی

انسانی مساوات

موقع پر معاشرہ کے نظام میں خرابی کا باعث بنتاہے تو۔۔۔۔۔ میں ایک پر کاہ کی حیثیت بھی نہیں رکھتیں اور۔۔۔۔۔ کے ساتھ ٹھکرادی جاتی ہیں۔

🖈 درج ذیل الفاظ کی ضد لکھیں :

اقدار ، انتثار، تنزلی ، تعریف، خلوت ، معتبر ، مطبوعه

🖈 غیر اسلامی مساوات کو سمجھانے کے لیے ایک ڈرائنگ تیار کیجیے۔

ہ تین تین دوستوں کا پانچ گروپ بنائیں اور کم از کم پانچ افراد سے ملاقات یا سلوک کا عینی مشاہدہ کی روشنی میں ساج میں موجود تفاوت اور فرق کی نشان دہی کریں اور اس کا حل بھی بتائیں۔



سبق نمبر ہم

اسائے حسنی

عزیز بچو! آپ پڑھ چکے ہیں کہ ایمان کے ارکان چھ ہیں اور مر مسلمان کو ان چھ چیزوں پر ایمان رکھنا ضروری ہے:

ا الله پر ایمان لانا ۲ فرشتوں پر ایمان لانا ۳ کتابوں پر ایمان لانا ۳ کتابوں پر ایمان لانا ۵ کے قدیر پر ایمان لانا ۲ کتابوں پر ایمان لانا ۲

آج آپ کو ایمان باللہ کے تحت اللہ کی صفات اور اسائے حسنی سے متعلق جانکاری دی جارہی ہے۔ قرآن مجید میں اسائے حسنی جا بجابیان کیے گئے ہیں۔ یہاں تین آیات درج کیے جارہے ہیں۔

ا - وَلِلَّهِ ٱلْأَسْمَاءُ ٱلْحُسْنَىٰ فَٱدْعُوهُ بِهَا ۗ وَذَرُواْ ٱلَّذِينَ يُلْحِدُونَ فِيۤ أَسۡمَٰئِهِ ۖ سَيُجۡزَوُنَ مَا كَانُواْ يَعۡمَدُونَ (الاعراف ١٨٠)

ترجمہ: اور اللہ ہی کے لیے اچھے اچھے نام ہیں، سواسے ان ناموں سے پکارا کرواور ایسے لوگوں کو چھوڑ دوجواس کے ناموں میں حق سے اِنحراف کرتے ہیں، عنقریب انہیں ان (اعمالِ بد) کی سزاد ی جائے گی جن کا وہ ارتکاب کرتے ہیں۔

٦- ٱلله لآ إِلَه إِلَّا هُوَ ٱلْحَيُّ ٱلْقَيُّومُ لَا تَأْخُنُهُ سِنَةٌ وَلَا نَوْمٌ لَّهُ مَا فِي ٱلسَّبَوْتِ وَمَا فِي ٱلأَرْضِ مَن ذَا ٱلَّذِي يَشْفَعُ عِندَهُ إِلَّا بِإِذْنِهَ ۚ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۖ وَلَا يُعِيطُونَ بِشَيْءٍ مَن ذَا ٱلَّذِي يَشْفَعُ عِندَهُ إِلَّا بِإِذْنِهَ ۚ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۖ وَلَا يُعِيطُونَ بِشَيْءٍ مِن عِلْبِهَ إِلَّا بِمَا شَاءً وَسِعَ كُرْسِيتُهُ ٱلسَّبَوْتِ وَٱلْأَرْضَ وَلَا يُعُودُهُ حِفْظُهُمَا وَهُوَ ٱلْعَلِيُّ ٱلْعَظِيمُ (البَقرة: ٢٥٥)

ترجمہ: الله، وہ زندہ جاوید ہستی، جو تمام کا ننات کو سنجالے ہوئے ہے، اُس کے سواکوئی خدانہیں

ہے وہ نہ سوتا ہے اور نہ اُسے او نگھ لگتی ہے زمین اور آسانوں میں جو پچھ ہے، اُسی کا ہے۔ کون ہے جو اُس کی جناب میں اُس کی اجازت کے بغیر سفارش کر سکے؟ جو پچھ بندوں کے سامنے ہے اسے بھی وہ جانتا ہے اور جو پچھ اُن سے او جھل ہے، اس سے بھی وہ واقف ہے اور اُس کی معلومات میں سے کوئی چیز اُن کی گرفت اور اک میں نہیں آسکتی الّابیہ کہ کسی چیز کاعلم وہ خود ہی اُن کو دینا چاہے ، اُس کی حکومت آسانوں اور زمین پر چھائی ہوئی ہے اور اُن کی نگہبانی اس کے لیے کوئی تھکا دینے والا کام نہیں ہے بس وہی ایک بزرگ و برتر ذات ہے۔

ترجمہ: وہی اللہ ہے جس کے سواکوئی معبود نہیں، پوشیدہ اور ظام کو جانے والا ہے۔ وہی بے حد رحمت فرمانے والا اور نہایت مہر بان ہے۔ وہی اللہ ہے جس کے سواکوئی معبود نہیں، (حقیقی) بادشاہ ہے، ہم عیب سے پاک ہے، ہم نقص سے سالم (اور سلامتی دینے والا) ہے، امن و امان دینے والا (اور معجزات کے ذریعہ رسولوں کی تصدیق فرمانے والا) ہے، محافظ و نگہبان ہے، غلبہ وعزت والا ہے، زبر دست عظمت والا ہے، سلطنت و کبریائی والا ہے، اللہ ہم اُس چیز سے پاک ہے جسے لوگ اُس کا شریک مظہراتے ہیں۔ وہی اللہ ہے جو پیدا فرمانے والا ہے، عدم سے وجود میں لانے والا (یعنی ایجاد فرمانے والا) ہے، صورت عطافرمانے والا ہے۔ (الغرض) سب اچھے میں لانے والا (یعنی ایجاد فرمانے والا) ہے، صورت عطافرمانے والا ہے۔ (الغرض) سب اچھے میں اور وہ بیل کے ہیں، اس کے لیے وہ (سب) چیزیں تسبیح کرتی ہیں جو آ سانوں اور زمین میں ہیں، اور وہ بڑی عزت والا ہے بڑی حکمت والا ہے۔

احادیث میں اسائے حسنیٰ کا بیان: احادیث میں نبی اکرم النی اللہ تعالیٰ کے اسائے حسنیٰ کے سلسلہ میں متعدد باربیان کیاہے جسے راویانِ حدیث نے ہم تک پہنچایا ہے۔ بعض احادیث

یہاں درج کی جارہی ہیں:

ا- عَنْ آبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه آنَّ رَسُوْلَ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم قالَ: إِنَّ لِللهِ تِسْعَةً وَتِسْعِيْنَ اسْمًا: مِائَةً إِلَّا وَاحِدًا، مَنْ آحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ {آحْصَيْنَاهُ} حَفِظْنَاهُ.-(مُتَّفَّقُ عَلَيْه)

ترجمہ: حضرت ابوم ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ اللّٰهِ اللّٰهِ اللّٰهِ عَلَيْهِ فِي اللّٰه تعالٰی کے ننانوے (۹۹) اساء مبار کہ ہیں لیتنی سوسے ایک کم۔ جس نے ان سب کو باد رکھا وہ جنت میں داخل ہوا۔ راوی کہتے ہیں) اَحْصَیْنَاهُ (سے مراد ہے، ہم نے اُسے محفوظ کر لیا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہے مروی ہے کہ رسول اللہ اللّٰهِ اللّٰهِ عَلَيْهِم نے فرمایا: اللّٰہ تعالیٰ کے ننانوے اُساء ہیں، جوانہیں یاد کرے گاجنت میں داخل ہو گا۔ وہ اُساء پیر ہیں: بے شک وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ الرَّحْمٰنُ نہایت مہر بان، الرَّحِیْمُ ہمیشہ رحم فرمانے والا، الْلَكُ مادشاه، القُدُّوْمِنُ جمله نقائص وعيوب سے ياك، السَّلَامُ سلامتى دينے والا، الْمُؤْمِنُ امان بخشنے والا، الْمُهَيْمِنُ مَكَهِباني اور حفاظت فرمانے والا، الْعَزِيْزُ عزت، بزرگی اور غلبہ والا، الْجَبَّارُ بہت زبر دست، عظمت والا، الْمُتَكَبِّرُ سب سے اعلیٰ و اَر فع، بڑائی والا، الْخَالِقُ پیدا كرنے والا، الْبَادِئُ عدم سے وجود میں لانے والا، الْمُصَوّرُ شکل و صورت اور امتیازی شان عطا کرنے والا، الْغَفَّارُ بهت بَخْتُ والا، الْقَهَّارُ سب يرغالب، الْوَهابُ بهت عطافرمان والا، الرَّزَّاقُ رزق ديخ والا، الْفَتَّاحُ بِرّا مشكل كشا، بندراسة كھولنے والا، الْعَلِيْمُ بہت جاننے والا، الْقَابِضُ روزي تنگ كرنے والا، الْبَاهِطُ روزى ميں فراخى دينے والا، الْخَافِضُ منكرين و متكبرين كو پيت كرنے والا، الرَّافِعُ بلند كرنے والا، الْمُعِنُّ عزت دينے والا، الْمُذِلُّ ذلت دينے والا، السَّمِيْعُ بہت زيادہ سننے والا، الْبَصِيْرُ سب کچھ ديکھنے والا، الْحَكَمُ فيصله فرمانے والا، الْعَدْلُ خوب انصاف كرنے والا، اللَّطِيْفُ بهت لطف وكرم فرمانے والا، الْخَبيْرُ مر چيز كى خبر ركھنے والا، الْحَلِيْمُ بردبار اور حلم والا، الْعَظِيْمُ عظمت و بزرگى كا مالك، الْغَفُورُ بِ انتها بخشش و مغفرت فرمانے والا،

الشَّكُوْرُ شكر كابدله دين والا، قدر دان، الْعَلِيُّ سب سے بلند وبرتر، الْكَبِيْرُ بهت برا، الْحَفِيْظُ محافظ ونگہبان، الْمُقِیْتُ قوت دینے والا اور روزی عطا کرنے والا، الْحَسِیْبُ جمیع امور میں کفایت كرنے والا، مرچيز كا حساب ركھنے والا، الْجَلِيلُ بلند مرتبہ اور بزرگی والا، الْكَرِيْمُ بہت كرم كرنے والا، الدَّقِيْبُ بِرُا مَكْهِبان، الْمُجِيْبُ مِر ايك كي دعا كو قبول كرنے والا، الْمَوَامِيعُ وسعت و فراخي عطا كرنے والا، الْحَكِيْمُ حَكمت وتدبر والا، الْوَدُوْدُ بهت محبت كرنے والا، الْمَجِيْدُ عالى مرتبت اور بزرگی والا، الْبَاعِثُ موت کے بعد زندگی عطا کرنے والا، الشَّههیٰدُ حاضر و موجود، اور مشاہدہ فرمانے والا، الْحَقُّ سِيا، سِيائی اور حق كا مالك، الْوَكِيْلُ جمله أمور ميں كارساز، الْقَويُّ بهت طاقت ور، الْمُتَيْنُ بهت مضبوط اور شديد قوت والا، الْوَلِيُّ دوست اور حمايت فرمانے والا، الْحَمِيْدُ لا كَقِ تعریف، اچھی خوبیوں والا، المُحْصِي کا ئنات کی مرشے کو شار میں رکھنے والا، المُبْدِئُ آفرینش كى ابتداء كرنے والا، الْمُعِيْدُ دوبارہ بيداكرنے والا، الْمُحْيي زندگى عطاكرنے والا، الْمُمِيْتُ موت دينے والا، الْحَيُّ بميشه زنده رہنے والا، الْقَيُوْمُ سب كواپنى تدبير سے قائم ركھنے والا، الْوَاجِدُ وجود عطافرمانے والا، الْمَاجِدُ عظمت اور بزرگی والا، الْوَاحِدُ يكتا، الصَّمَدُ بِ نياز، سب كامركز نياز، الْقَادِرُ قدرت وطاقت والا، الْمُقْتَدِرُ قدرت كامله كامالك، الْمُقَدِّمُ آ كَ كرنے والا/ برُ هانے والا، الْمُؤَخِّرُ بِيجِهِ ركهن والا، الْأَوَّلُ سب مخلوقات اور موجودات سے بہلے، الآخِرُسب موجودات کے فنا ہونے کے بعد بھی باقی رہنے والا، الظَّاهِرُ اپنی قدرت کے اعتبار سے ظاہر، الْبَاطِنُ اپنی ذات کے اعتبار سے پوشیدہ، الْوَالِي تصرف اور اختیار کا مالک، الْتَعَالِي بلند و برتر، البُرُّ احْھائي اور بَهلائي فرمانے والا، التُّوَّابُ زياده توبه قبول كرنے والا، الْمُنْتَقِمُ بدله لينے والا، الْعَفُوُّ معاف فرمانے والا، الرَّؤوفُ نهایت مهربان، مَالِکُ الْمُلْکِ سب سلطنت اور حکر انی کا مالک، ذُوالْجَلَالِ وَالإِكْرَام عظمت اور بزركَى والا، الْمُقْسِطُ عدل وانصاف كرنے والا، الْجَامِعُ جمع كرنے والا، الْغَنِيُّ بِيرواه وبِ نياز، الْمُغْنِي بِ نياز كر دين والا، الْمَانِعُ روكنه والا، الضَّارُّ نقصان كا مالك، النَّافِعُ نَفْع كامالك، نَفْع عطا فرمانے والا، النُّورُ نور، الْهَادِي مدايت دينے والا، الْبَدِيْعُ بِ مثال

موجد، عدم سے وجود میں لانے والا، الْبَاقِي ہمیشہ رہنے والا، الْوَادِثُ وارث و مالک، الرَّشِیْدُ نیکی اور راستی کرنے والا اور الصَّبُورُ بہت زیادہ مہلت دینے والا ہے۔ (ترمذی، ابن حبان، طبرانی اور بیہقی)

اسائے حسنی کی اہمیت: اساء حسنی کی معرفت بڑی اہمیت کاحامل ہے جو مندرجہ ذیل نقاط سے واضح ہوتی ہے: واضح ہوتی ہے:

ا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ،اس کے اساء حسنی اور صفات کا علم مطلق طور پر سب سے اعلیٰ اور اشر ف علم ہے ، یہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ اور اس کے اساء و صفات کا علم ہے ، تو اس علم کے حصول میں مشغول ہو نااور ان کا فہم حاصل کرنا بندے کے لیے سب سے اعلیٰ اور اشرف کام ہے۔

۲۔ اللہ تعالیٰ کی معرفت اس بات کی دعوت دیتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی خشیت اور اس کی محبت اختیار کی جائے ، اور دل میں اس کا خوف رکھا جائے ، اس سے امیدیں وابستہ کی جائیں اور اس اللہ تعالیٰ کے لیے ہی اپنے اعمال کو خالص کیا جائے ، جو کہ سعادت اور عین عبادت ہے۔ اللہ تعالیٰ کی معرفت ہی حاصل ہو اور ان محرفت اس وقت ہی حاصل ہو اور ان کے معانی کو سمجھا جائے۔

س۔ اللہ تعالیٰ کے اساء حسنی ایمان کی معرفت میں زیادتی کا باعث ہیں، اللہ تعالیٰ کے اساء حسنی پر ایمان لا نا اور ان کی معرفت توحید کی تینوں اقسام: توحید ربوبیت اور توحید الوہیت اور توحید اساء وصفات کو متضمن ہے۔ یہ ایمان کی اصل اور اس کی غایت ہے، لہذا بندے اللہ تعالیٰ کے اساء حسنی اور اس کی صفات کی معرفت حاصل کریں گے توان کا ایمان بھی اتنا ہی زیادہ قوی ہوگا۔ (التوضیح والبیان تشجرة الایمان للسعدی ص اسم)

الله تبارک و تعالیٰ نے مخلوق پیدا ہی اس لیے کی ہے کہ وہ اسے پہچانیں اور صرف الله کی عبادت کریں اور یہی وہ چیز ہے جو کہ ان سے انتہائی درجہ میں مطلوب ہے۔"رسولوں کی دعوت کالب لباب اور اس کی کنجی معبود برحق کی معرفت و پہچان اس کے اساء و صفات اور افعال کے ساتھ

ہے۔اسی معرفت پر رسالت کی شروع سے لیکر آخر تک بنیاد اور دارو مدار ہے۔" (الصواعق المرسلة علی المجھمیة والمعطلة لا بن قیم رحمہ اللہ ۱/۰۵-۱۵۱)

حاہے کہ اس دعا کو سکھ لے۔ (سلسلۃ صحیحة رقم ۱۹۹)

اہل ایمان اللہ کی کسی بھی صفت کی نفی نہیں کرتے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے ثابت کی ہے، نہ ہی تحریف کرتے ہیں، نہ ہی الحاد کا شکار ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی صفات کے لیے مخلوق کی صفات کی مثالیں اور کیفیت ذکر نہیں کرتے؛ کیونکہ ذات باری تعالیٰ ایسی ذات ہے جس کا کوئی ہم نام نہیں، کوئی اس کا ہم سر نہیں، کوئی اس کا شریک نہیں، اس لیے اللہ تعالیٰ کی صفات کو مخلوق کی صفات پر قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: سُبٹ جَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا کی صفات پر قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: سُبٹ جَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا یَصِفُونَ * وَسَلَامٌ عَلَی الْلُوسَلِینَ * وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔" تیرارب جو کہ رب العزت ہے وہ لوگوں کی باتوں سے بالکل مبراہے ہے سلامتی ہو تمام رسولوں پر ہے اور تمام تعریفیں اللہ رب العالمین کے لیے ہیں۔" [الصافات: ۱۸۰-۱۸۲]

ہم ایک اعتبار سے تواللہ تعالیٰ کی صفات کو جانتے ہیں، جب کہ دوسرے اعتبار سے ہم لا علم ہیں۔ بعنی اللہ تعالیٰ کی صفات کے ثابت ہونے کے اعتبار سے انہیں ہم جانتے ہیں، اس کا مفہوم بھی سمجھتے ہیں لیکن اس کی کیفیت اور حقیقت نہیں جانتے۔ نیزیہ بھی ہے کہ یہ معاملہ صرف اللہ تعالیٰ کے اساو صفات ہی میں نہیں ہے بلکہ مرغیر مشاہداتی اور غیبی چیز کے بارے میں ہے، مثلًا:

جنت کی نعمتیں وغیرہ کہ ہمیں یہ تو معلوم ہے کہ جنت میں شراب اور شہد ہوں گے ، ہمیں ان کے مفہوم کا اس حد تک علم ہے جس حد تک ہم نے ان دونوں چیزوں کو دنیا میں دیکھا ہوا ہے ، لیکن دوسری طرف ہم یہ بھی یقینی طور پر کہتے ہیں کہ : جنت کی شراب اور شہد دنیاوی شراب اور شہد جیسے نہیں ہیں۔

اساء اور صفات میں سے جو بھی اللہ تعالیٰ اور نبی اللہ گلیہ ہے خابت ہے ،اس پر ایمان لانا واجب ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کے لائق اور اس کے شایان شان ہے اور اس کے ساتھ یہ بھی ایمان ہونا چاہئے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ جس طرح اپنی ذات میں مخلوق کے مشابہ نہیں اسی طرح وہ اپنی صفات میں بھی مخلوق کے مشابہ نہیں۔اس پر ہمیں کامل یقین ہونا چاہیے۔

مثق وسوالات:

الفاظ کے معانی کھیں:

ار تکاب ، جاوید ، گرفت ، معجزات، مشکل کشا، کفایت، آ فرینش، متضمن، غایت موجد، تحریف، فراخی

☆ اركان ايمان كيا كيا بين؟

🏠 درج ذیل الفاظ کی ضد لکھیں:

برتر، نقص، فراخی، سعادت، نفی، نعمت، پوشیده، موجد

﴿ درج ذیل الفاظ کو اینے جملوں میں استعال کریں۔ نگہبانی، صراط متنقیم، تحریف ، الحاد، یقین کامل، ذات باری تعالی، پیشانی، ارتکاب،

گر فت

اسائے حسی کو بیان کرنے والی کوئی دو آیات بیان کیجے:

ایت الکرسی میں اللہ کی کتنی صفات بیان کی گئی ہیں اور کون کون ؟ ایک ترتیب سے درج کیجیے:

اساء اور صفات کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟ ایک جدول کی مدد سے بیان کیجے:

ادرج ذیل الفاظ کو بلند آواز سے پڑھیں اور اس کا تلفظ ٹھیک سے ادا کریں: فرشتوں،او گھر، گرفت، نگہبانی، معجزات، معرفت، لاحق، تجویز، شایان شان

🖈 خالی جگہوں کو پر کیجے:

اساء اور صفات میں سے جو بھی اللہ تعالی اور نبی النا گالیة فی سے۔۔۔۔۔ ہے، اس پر ایمان لانا۔۔۔۔ ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کے لائق اور اس کے شایان شان ہے اور اس کے ساتھ یہ بھی ایمان ہونا چاہئے کہ اللہ سجانہ و تعالیٰ جس طرح اپنی ذات میں مخلوق کے مشابہ۔۔۔۔۔ اسی طرح وہ اپنی صفات میں بھی۔۔۔۔۔ کے مشابہ نہیں۔اس پر ہمیں کامل۔۔۔۔۔ ہونا چاہیے۔

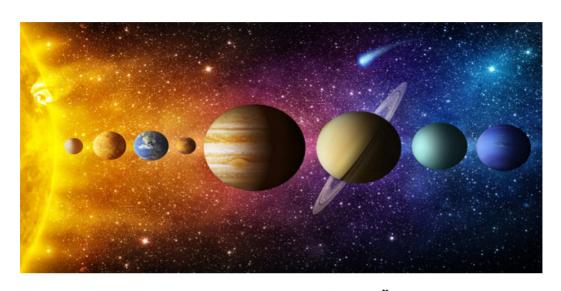
اسائے حسٰی پر مشتمل ایک خوب صورت وال پیپر اپنے ریڈنگ روم میں لگائیں اور روزانہ کم از کم ایک بار اسے ضرور دوم رائیں۔

﴿ درج ذیل پیرا گراف کو کل اپنی کانی پر خوشخط لکھ کر لائیں اور اپنے استاد کو دکھائیں۔ جس پر نمبرات کے ذریعہ نشان دہی کی جائے کہ سب سے اچھا خوشخط کس طالب علم کا ہے؟ ہم ایک اعتبار سے تواللہ تعالیٰ کی صفات کو جانتے ہیں، جب کہ دوسر نے اعتبار سے ہم ایک اعتبار سے ہم ایک اعتبار سے انہیں ہم جانتے ہیں، اس کا لاعلم ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی صفات کے ثابت ہونے کے اعتبار سے انہیں ہم جانتے ہیں، اس کا مفہوم بھی سجھتے ہیں لیکن اس کی کیفیت اور حقیقت نہیں جانتے۔ نیز یہ بھی ہے کہ یہ معاملہ صرف اللہ تعالیٰ کے اساو صفات ہی میں نہیں ہے بلکہ مر غیر مشاہداتی اور غیبی چیز کے بارے میں ہے، مثلًا: جنت کی نعمتیں وغیرہ کہ ہمیں یہ تو معلوم ہے کہ جنت میں شراب اور شہد ہوں گے، ہمیں ان کے مفہوم کا اس حد تک علم ہے جس حد تک ہم نے ان دونوں چیز وں کو دنیا میں دیکھا ہوا ہے، لیکن دوسر می طرف ہم یہ بھی یقینی طور پر کہتے ہیں کہ: جنت کی شراب اور شہد دنیاوی شراب اور شہد جیسے نہیں ہیں۔



سبق نمبره

نظام سمسی اللہ کی قدرت کا عظیم مظہر



اللہ تعالی نے زمین وآسمان کی تخلیق فرمائی، آسمان کو ستاروں اور سیاروں سے مزین کیا، اللہ ہی پوری کا نئات کا خالق ہے، اسی نے اس میں کروڑوں بلکہ بے شار مخلو قات پیدا کیے، پھر اس کا نئات کی چیزوں کو انسانوں کی خدمت پر مامور کیا۔ یہ پورا نظام کا نئات اللہ کے عجائبات میں سے ہے۔ ان نظاموں میں سے ایک نظام سٹسی بھی ہے۔ جب ہم آسمان میں نگاہ ڈالتے ہیں تو یہ لاکھوں ستاروں اور سیاروں سے جململ جململ کرتا اور روشن نظر آتا ہے اور تا حد نگاہ ستاروں کے جھر مٹ میں نظام سٹسی کے بارے میں کچھہ معلومات حاصل کرتے ہیں۔

نظام سٹسی (Solar System) وہ نظام ہے جس میں زمین سمیت کئی سیارے، سیار پے اور خلا میں موجود دوسری اجسام شامل ہیں، جو سورج کے گرد گردش کرتے ہیں۔ یہ نظام ہماری کہکشال، ملکی وے (Milky Way) کا حصہ ہے۔

نظام ستمسى الله كى قدرت كالمعظيم مظهر

سورج: ۔ نظام شمسی کا مرکزی ستارہ سورج ہے۔ سورج ایک گیسی گیند ہے جو زیادہ تر ہائیڈروجن اور ہیلیم پر مشمل ہے اور اس کی کشش ثقل کی طاقت باقی سیاروں کو اپنے گرد گھو منے پر مجبور کرتی ہے۔ سورج کی روشنی اور حرارت زمین پر زندگی کے لیے ضروری ہے۔ اسی سے دن ورات کی آمد ورفت ہوتی ہے۔ یہ پچلوں اور فصلوں کو تیش فراہم کرتا ہے اور پکاتا ہے، زندگی میں توانائی فراہم کرتا ہے۔

سورج جو ہماری زمین کے لیے روشنی اور حرارت کا بنیادی ذریعہ ہے، بہت معمولی درجے کا ایک ستارہ ہے۔ یہ کہکشاں کے مرکز سے ۳۰ مرزار نوری سال کے فاصلے پر واقع ہے۔ سورج نظام سشسی کا مرکز ہے، جس میں ۹ بڑے سیاروں، اور اُن کے چاندوں سمیت سیاروں کے مابین واقع حجوٹے اُجسام، مزاروں سیارچ، دُمدار تارے اور شہابیئے شامل ہیں۔

سورج کے مرکز میں ایک بڑانیو کلیائی ری ایکٹر ہے، جس کا درجۂ حرارت کم از کم ایک کروڑ * ۴ کا کھ سینٹی گریڈ (۲ کروڑ * ۵ کا کھ فارن ہائیٹ) ہے۔ سورج نیو کلیائی فیوژن کے ذریعہ توانائی پیدا کرتا ہے، نیو کلیائی فیوژن سے مراد وہ عمل ہے جس سے ہائیڈروجن ہیلئم میں تبدیل ہو جاتی ہے اور ساتھ ہی ساتھ توانائی کا اِخراج بھی کرتی ہے۔

سورج ۴ الا کھ ٹن فی سینڈ کی شرح سے توانائی کا اِخراج کررہاہے۔ تاہم اُس کی کل کمیّت ۲۱۰ ٹن ہے، جو زمین کی کمیّت کا ۴۰۰, ۳۰, ۳۰ گنااور نظام سمسی کے تمام سیاروں کی کمیّت کا ۲۵ کے گنا ہے۔ سورج کا قطر ۴۰۰, ۹۲, ۱۳ کلومیٹر ہے، جو زمین کے قطر سے ۴۰ آئنا (بڑا) ہے۔

سیارے: ۔ نظام سمسی میں سورج کے علاوہ آٹھ بڑے بڑے سیارے ہیں، جو سورج کے گرد اپنی خاص مداروں میں گردش کرتے رہتے ہیں۔

ا۔ عطارُد (Mercury):۔ یہ سورج کے سب سے قریب اور سب سے جھوٹا سیارہ ہے۔ اس کی سطح بہت گرم ہوتا ہے اور اس پر کوئی ماحول نہیں ہوتا۔

۲. زئمرہ (Venus):۔ زمرہ دوسرا سیارہ ہے جو سائز اور ساخت میں زمین سے

نظام سنمسى الله كى قدرت كالعظيم مظهر

مثابہت رکھتا ہے لیکن اس کا ماحول بہت کثیف اور گرم ہے۔
س. زمین (Earth):۔ زمین تیسرا سیارہ ہے اور یہ وہ واحد سیارہ ہے جہاں زندگی موجود ہے۔ اس کا ماحول اور پانی زندگی کی بقا کے لیے ضروری ہے۔
مریخ (Mars):۔ مریخ چوتھا سیارہ ہے اور اسے سرخ سیارہ بھی کہا جاتا ہے۔
یہاں پر پانی کے آثار ملے ہیں اور یہ سائنسدانوں کے لیے تحقیق کا اہم مرکز بنا ہوا ہے۔

۵. مشتری (Jupiter): - مشتری سب سے بڑا سیارہ ہے اور یہ گیسوں کا دیو ہیکل گیند ہے۔ اس کے گرد کئی
 چاند ہیں اور یہ اپنے خاص نظام میں ایک چھوٹا سانظام سمسی کی طرح دکھائی دیتا ہے۔

۲. زحل (Saturn): زحل چھٹا سیارہ ہے جو اپنے خوب صورت حلقوں کی وجہ سے مشہور ہے۔ یہ حلقے برف اور چٹانوں کے ٹکڑوں پر مشتمل ہیں۔

ے. پورینس (Uranus) : پورینس ساتواں سیارہ ہے اور یہ اپنے محور پر افقی طور پر گھو متاہے ، جو دیگر سیار ول سے منفر دہے۔

۸. نیپچون (Neptune): نیپچون آٹھوال اور دور ترین سیارہ ہے۔ یہ سرد اور کیسی ہے اور اس کی سطح پر تیز ترین ہوائیں چلتی ہیں۔

بونے سیارے (Dwarf Planets)

نظام سمسی میں کئی ہونے سیارے بھی ہیں جیسے پلوٹو، سیریز، اور ایرس، جو سورج کے گرد گردش کرتے ہیں گر ان کا سائز بہت جھوٹا ہوتا ہے۔ جھوٹے اجرام فلکی: نظام سمسی میں سیارچ، دم دار ستارے اور جھوٹے اجسام بھی شامل ہیں جو مختلف مداروں میں گردش کرتے ہیں۔ سیارچ پتھریلے اور دھاتی اجسام کے ہوتے ہیں جب کہ دم دار ستارے برف اور دھول پر مشمل ہوتے ہیں۔ نظام سمسی ایک پیچیدہ اور دل جسی نظام ہے جس میں مختلف اجسام سورج

نظام سنمسى الله كى قدرت كالعظيم مظهر

کے گرد گھومتے ہیں۔ اس کی تحقیق اور مطالعہ نے ہمیں خلا کی گہرائیوں کو سمجھنے میں مدد دی ہے اور یہ خابت کیا ہے کہ کائنات میں کتنی وسعت اور تنوع موجود ہے۔ اللہ کی قدرت اور حکمت:۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کی تخلیق کی عظمت اور حکمت کو بار بار بیان کیا گیا ہے ، بطور خاص اس میں کائنات، نظام شمسی اور دیگر اجرام فلکی تخلیق اللہ کی تخلیق اللہ کی قدرت کی نشانیوں کے طور پر پیش کی گئی ہے تاکہ انسان اللہ کی عظمت کو بہیان سکے اور اس پر ایمان لائے۔

سورج اور چاند کا ذکر:۔

گُل آیات موجود ہیں جو ان کے مخصوص وظائف اور اللہ کی قدرت کی نشانیوں کو بیان کرتی ہیں۔ "اور سورج اپنے مقررہ راستے پر چلتا رہتا ہے، یہ اس زبردست قدرت والے، علم والے کا کھہرایا ہوا حساب ہے۔ اور چاند کے لیے ہم نے منزلیں مقرر کیس یہاں تک کہ وہ پرانی شاخ کی طرح ہو جاتا ہے۔ نہ سورج کی یہ مجال ہے کہ چاند کو جا پکڑے اور نہ رات دن سے پہلے آ سکتی ہے اور ہر ایک اپنے اپنے دائرہ میں تیرتا ہے۔" سورۃ لیسین (۴۷-۳۲:۳۸)

سورہ الرحمٰن میں ذکر ہے: "سورج اور چاند ایک حساب کے مطابق ہیں۔"اس آیت میں سورج اور چاند ایک حساب کے مطابق ہیں۔"اس آیت میں سورج اور چاند کے مقررہ مداروں اور ان کے وظائف کا ذکر ہے، جو اللہ کی قدرت اور حکمت کی نشانی ہے۔دوسری جگہ ارشاد ہے: "اللہ نے تمہارے لیے رات، دن، سورج اور چاند کو مسخر کر دیا ہے اور ستارے بھی اس کے حکم سے مسخر ہیں۔" سورۃ النحل (۱۲:۱۲)

سورۃ البقرہ (۱۱۲۴: ۲) میں اللہ تعالیٰ کا ارشادہے: "بے شک آسانوں اور زمین کے پیدا کرنے میں، رات اور دن کے باری باری آنے میں اور ان جہازوں میں جو لوگوں کے فائدے کے لیے سمندر میں چلتے ہیں اور اس پانی میں جسے اللہ نے آسان سے نازل فرمایا ہے، پھر اس سے زمین کو اس کی موت کے بعد زندہ کیا اور اس میں مرقت کے جانور پھیلائے اور ہواؤں کے بدلنے میں اور ان بادلوں

نظام سنمسى الله كى قدرت كالعظيم مظهر

میں جوآسان وزمین کے درمیان مسخر ہیں،ان لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں جو سوجھ بوجھ رکھتے ہیں۔"

سورۃ الزمر (٣٩:٥) میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اس نے آسانوں اور زمین کو حکمت کے
ساتھ پیدا کیا۔ وہ رات کو دن پر لپیٹتا ہے اور دن کو رات پر لپیٹتا ہے،اور سورج اور چاند کو مسخر کر دیا
ہے۔ ہر ایک ایک مقررہ مدت تک چاتا ہے۔ سنو! وہی غالب اور بخشنے والا ہے۔"

قرآن کے نظریہ کے مطابق نظام سمسی اور کا کنات کی تخلیق اللہ تعالیٰ کی عظمت اور قدرت کی نشانی ہے۔ سورج، جاند، ستارے، اور دیگر اجرام فلکی اللہ کے حکم کے تابع بین اور انسانوں کے لیے اللہ کی تخلیق کی عظمت کو سمجھنے اور اس کی ہی عبادت کرنے کی ترغیب دیتے ہیں۔

مشق اور سوالات:

🖈 درج ذیل الفاظ کے معانی یا د کریں:

نظام سمشی: سورج و چاند کے گرد کے ستاروں اور سیاروں کی دنیا اور اس

كا ايني اين مدارير گھومنے كا نظام

مسخر: قابومیں کرنا،

مامور: متعین کر دینا

تا حد نگاه: جهال تک آئیسی د مکیه سکتی مول

خيره كرنا: انتهائى حيرت اور تعجب مين ڈال دينا

کشش ثقل: مقناطیسی طاقت جوایئے سے ہلکی چیزوں کواپنی طرف تھینے لیتی ہے

کمیت: مقدار اور وزن

قُطر: کل گولائی کی چوڑائی، علم ہندسہ میں گول دائرہ کے ایک

کنارے سے دوسرے کنارے تک مرکز سے گذر کر جانے والی لکیر کو کہتے ہیں۔ ماری اردو-۹

نظام سنتسى الله كى قدرت كالعظيم مظهر

🖈 درج ذیل سوالوں کے جواب دیں:

ا لفام سمسى سے آپ كيامطلب سمجھتے ہيں؟

7۔ نظام سٹسی میں کل کتنے ستارے و سیارے ہیں؟ ان کے ناموں کے ساتھ ذکر کریں۔

س۔ سورج جاند سے کتنا بڑا ہے؟

المر بيه كائنات اور نظام سمسى كس بات كى نشانيان بين؟

۵۔ سورج اور چاند دونوں اپنے مدار پر گردش کرتے رہتے ہیں ، اس کی کوئی دلیل قرآن کریم کی آیت سے دیجیے۔

🖈 خالی جگہوں کو پر کیجیے:

﴿ سوال نمبر ٤: مرق كو آسان الفاظ مين بتائين:

ا۔ تخلیق تجدید ۲۔ مرکز منزل نظام سنشى الله كى قدرت كالعظيم مظهر

س۔مدار محور ۳۔حرارت توانائی ۵۔منخر تابع

ک ایک چارٹ پیپر لیں اور اس میں نظام سمسی کی تصویر بنائیں اور اسے اپنے کلاس روم میں آویزاں کریں۔

کہ گروپ ورک:۔ اس مضمون کو غور سے پڑھیے اور اس میں مذکور اللہ کی قدرت کو قلم بند کیجئے، اور گروپ کی شکل میں آپس میں بحث و مباحثہ اور غور و فکر کرے اللہ کی قدرت کے مزید دس مظام کا بھی ذکر کیجیے۔

کہ پروجیکٹ ورک:۔ نظام سمسی کی تصویر جارٹ پیپر پر بنائیں اور تصویر پر نشانات کا کریے۔ ان ستاروں اور سیاروں کے نام درج کریں۔

اردو قواعد:۔ درج ذیل الفاظ کو غور سے پڑھیں اور مضاف ومضاف الیہ اور موصوف صفت کو پہیان کر لکھیں۔

نظام سمسی، دیو ہیکل، خوب صورت، تخلیق کا ئنات، دم دار، حد نگاه

🖈 سورج اور دیگر ستاروں سے انسانوں کو کیا کیا فلکے حاصل ہوتے ہیں نوٹ کی شکل میں لکھیں۔

سبق نمبر ٢

رمضان المبارك اور اسلامي ثقافت



روزہ جہاں تقوی پیدا کرنے کا ذریعہ ہے وہاں یہ ایک نئی ثقافت ، ایک نئی فکر اور ایک نئے تصورِ حیات سے روشناس کرانے کا نام بھی ہے۔ رمضان ایک الیمی ثقافت کو پروان چڑھاتا ہے جس کی بنیاد تقوی اور توحید ہے۔ یہ تہذیب اپنے مظام اور اپنے اثرات کے لحاظ سے ایک منفر دیبچان اور شخصیت کی حامل ہے۔ ہم عام طور پر ثقافت اس مجموعی تہذیبی عمل کو کہتے ہیں جس میں اس قوم کی اقدارِ حیات، فنونِ لطیفہ، شعر وادب، فن تغییر، قانون، تعلیم و معاشرت اور معیشت کی مکمل کو شخصیت کی مکمل کو شاہدے عکاسی اور نما ئندگی ہو۔

اسلامی ثقافت کی بنیاد:

اسلامی ثقافت کی بنیاد عقید ہ توحید، وحدت بنی آ دم اور تقوی پر ہے۔ یہ بات کسی تعارف کی مختاج نہیں کہ رمضان المبارک تقوی پیدا کرنے والا مہینہ ہے اور تقوی کا واضح مظہر وہ زبان، وہ لباس، وہ غذا ہوگی جو تقوی پر مبنی ہو، مثلًا تقوی مطالبہ کرتا ہے کہ لباس سادہ اور ساتر ہو، غذا حلال

ہو، زبان فخش نہ ہواور اس میں نرمی واحترام پایا جائے۔ چناں چہ جو تہذیب بھی ان بنیادوں پر قائم ہوگی اس کے ماننے والوں کے طرزِ عمل اور بودو باش میں توحید اور تقویٰ کی جھلک ہوگی۔ اس پہلو سے دیکھا جائے تورمضان ایسی ثقافت کو متعارف کراتا ہے جو توحید اور تقویٰ پر قائم ہے اور جس کا ظہار تہذیبی اداروں میں یا یا جاتا ہے۔

روزہ اسلامی ثقافت کو پروان پڑھاتا ہے، چنال چہ رمضان کا پورا عرصہ اس بات کی تربیت دیتا ہے کہ ایک شخص سوچنے کے زاویے کون سے اختیار کرے۔ اس کے علم کا مخذاور مصدر کیا ہو؟ صداقت سے کیا مراد ہے؟ زندگی کا مقصد کیا ہے؟ عدل کی حقیقت کیا ہے؟ اسلامی ثقافت ان تمام بنیادی سوالوں کے واضح جواب فراہم کرتی ہے۔ چنال چہ اس مہینے کا آغاز جس چیز سے ہوتا ہے وہ رضا کارانہ طور پر اللہ کی بندگی میں آنا اور حاکمیت الہی کا اقرار ہے کہ ایک انسان اپنی قسمت کا، اپنی معاملات کا فیصلہ کرنے والاخود نہیں ہے بلکہ بید دیم کر فیصلہ کرتا ہے کہ اُس کا خالق، اُس کا مالک، اُس کارب کس چیز سے خوش ہوتا ہے۔ کسی بھی معاملہ کو طے کرنے کی بنیاد کیا محض ذاتی رائے، محض ذاتی تربیہ مخص ذاتی مشاہدات ہوں یا فیصلے کی بنیاد اللہ کی بھیجی ہوئی و جی اور ہدایت ہوگی۔ رمضان خس ثقافت کو قائم کرتا ہے اس کی پیچان للہیت ہے، یعنی ہم کام کو کرنے سے قبل بیہ جائزہ لینا کہ اس کے کرنے سے اللہ تعالیٰ خوش ہوں گے یا ناراض۔ یہی تقویٰ کی عام فہم تعریف ہے۔

اسلامی ثقافت جس تہذیب کو قائم کرتی ہے، اس میں توازن، سادگی اور تقویٰ کا اظہار مرعمل میں پایا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر لباس ایک تہذیبی علامت ہے۔ ایک شخص جو لباس پہنتا ہے وہ ظاہر کرتا ہے کہ اس کا مقصد حیات کیا ہے؟ کیا وہ معاشرے میں بسنے والے افراد کو اپنے لباس کے ذریعہ اپنی دولت اور معاشی مقام و مرتبے سے آگاہ کرنا چاہتا ہے، یاساتر اور سادہ لباس کے ذریعہ اپنی سادگی اور نمالیتی کا موں سے بچنے کی عادت کو ظاہر کرنا چاہتا ہے۔ اس لیے اگر کوئی ایسا لباس استعال کرے جس سے نمایش مقصود ہو تو ایسالباس اسلامی ثقافت و تہذیب کے منافی ہوگا۔ رمضان کے دوران نہ صرف لباس بلکہ گفتگو میں بھی اسلامی اضلاقی اصولوں کا لحاظ رکھنے کی کوشش کی جاتی

ہے۔ رمضان میں جو ماحول پیدا ہوتا ہے وہ ہر اچھی بات کو پھیلانے میں مدد گار ہوتا ہے اور ہر بُری بات کوروکنے میں امداد کرتا ہے۔

رمضان المبارک جس ثقافت کو متعارف کرانا چاہتا ہے، اس کی پہچان زبان کی احتیاط، نگاہ کی احتیاط، نگاہ کی احتیاط، کان کی احتیاط، معاملات میں احتیاط ہے۔ گویا کہ یہ ایک الیمی تہذیبی تبدیلی ہے جو ایک ماہ کے عرصے میں ایک نئی تہذیبی روایت اور ماحول کو پیدا کرتی ہے۔ جس میں تَعَاوَنُوْا عَلَی الْبِرِّ وَالتَّقُوٰی (جو کام نیکی اور خداتر سی کے ہیں۔ ان میں سب کا تعاون کرو) اور وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَی الْاِثْمِ وَالْعُدُوانِ (اور جو گناہ اور زیادتی کے کام ہیں، ان میں کسی کا تعاون نہ کرو۔المائدہ ۲:۵) کی جھلک نظر آتی ہے۔

شريعت كااحترام:

ثقافت کے عناصر تر کیبی میں قانون بھی شامل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رمضان کے دوران اسلامی شریعت کے مرحم کی پیروی پر زیادہ توجہ دی جاتی ہے۔ اس ماہ کی تربیت شریعت کے احترام اور پابندی کی عادت کو متحکم کر دیتی ہے۔ بعض ممالک میں ابلاغ عامہ کو چلانے والے ادارے مغربی اور سرحد پارکی غیر اسلامی تہذیبوں کے زیر اثر رمضان میں بھی اپنے خیال میں جو 'دینی' پروگرام کرتے ہیں ان میں ایک نوجوان اور دوسری جانب ایک بنی سنوری خاتون کو بٹھا کر اسلامی معاشرت کرتے ہیں ان میں ایک نوجوان اور دوسری جانب ایک بنی سنوری خاتون کو بٹھا کر اسلامی معاشرت پر قرآن وحدیث کے حوالے سے بات چیت یا سوال وجواب کراتے ہیں۔ بیر مضان کے تقدس کے ساتھ ایک مذات ہے۔ حدیث نے حیاء کو ایمان کا بڑا حصہ قرار دیا ہے اور کہا گیا ہے کہ جس میں حیا خبیں وہ پچھ بھی کر سکتا ہے۔ اسلامی ثقافت حیا کی ثقافت ہے اور اس ماہ میں خصوصی طور پر حیا کا اختیار کرناروزے کو مقبول بنادیتا ہے۔ حیا محض شرم کانام نہیں ہے بلکہ حیا ایک وسیع تصور ہے۔ اس میں بیہ بات بھی شامل ہے کہ بزرگوں کا احترام اور بچوں کے ساتھ شفقت و محبت کس طرح اختیار کی جائے۔

روز مرہ کے معمولات:

رمضان کے دوران علم دین میں اضافے کے لیے کیا اقد امات کیے جائیں؟ مالی اختیارات میں فضول خرچی سے بیجتے ہوئے ہاتھ کی کشادگی کس طرح اور کس حد تک اختیار کی جائے؟ حدیث میں آتا ہے کہ نبی کریم اللہ اللہ اللہ کے دوران اپنے اہل خانہ اور دیگر مسلمانوں پر کثرت سے خرچ کرتے تھے۔ اس انفاق کی ثقافت کو کس طرح رائج کیا جائے؟ خصوصاً ایسے افراد کی امداد جو ہاتھ پھیلانے میں شرم محسوس کرتے ہوں، ان کی ضروریات کو کیسے پورا کیا جائے؟ گھروں میں قرآن کریم کی تعلیمات کو کس طرح رائج کیا جائے اور روایتی طور طریقے جو صدیوں سے گھروں میں رواج پاگئے ہیں کس طرح ان کی جگہ اسلامی اخلاقی ضابطوں کو نافذ کیا جائے؟ یہ پورا مہینہ ان میں رواج پاگئے ہیں کس طرح ان کی جگہ اسلامی اخلاقی ضابطوں کو نافذ کیا جائے؟ یہ پورا مہینہ ان کمام معاملات پر غور و فکر کرنے کی دعوت دیتا ہے اور مطالبہ کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بندگی میں آنے کے اعلان کے ساتھ خلوص نیت سے قرآنی تعلیمات کو بتدر سے اپنی زندگی میں، اپنے گھر میں اور این معاملات کے جائیں۔

اپنے روز مرہ کے معاملات اور تعلقات کو اللہ کی مرضی کے مطابق ڈھالنے کا نام ہی توحید ہے۔ جب ایک شخص اپنے آپ کو ان تمام غلامیوں سے نکالتا ہے جو بچین سے جوانی تک اور جوانی سے بڑھاپے تک غیر محسوس طور پر اس پر اثر انداز ہوتی ہیں، وہ برادری کی روایات ہوں، والدین اور بزرگوں کے سکھائے ہوئے طریقے ہوں یا معاشرے سے اخذکی ہوئی عادات، جب ایک شخص ان سب کو جانچنے کے لیے توحید کی کسوٹی استعال کرتا ہے، تو پھر اس کے تعلقات، فکر اور معاش، سیاست، گھر کے فیصلے، سب کی بنیاد صرف اللہ تعالیٰ کی خوشنودی ہو جاتی ہے۔ یہی روزے کا مقصد سیاست، گھر کے فیصلے، سب کی بنیاد صرف اللہ تعالیٰ کی خوشنودی ہو جاتی ہے۔ یہی روزے کا مقصد ہے کہ انسان میں تقویٰ کی روش پیدا ہو، وہ اپنے قلب، دماغ، جسم اور خواہشات ہر چیز کو اللہ کی خوشنودی کا تا بع بنائے۔ یہی توحیدی ثقافت ہے جو ہر انسانی عمل کو اللہ کی بندگی میں لے آتی ہے۔ خوشنودی کا تا بع بنائے۔ یہی توحیدی ثقافت ہے جو ہر انسانی عمل کو اللہ کی بندگی میں لے آتی ہے۔ احترام انسانیت:

ر مضان المبارک اس کے علاوہ جو ثقافت ہمارے اندر پیدا کرتی ہے ، وہ احترام آ دمیت اور احترام انسانیت ہے ، لینی روزے کے دوران اس بات کی شدت سے ممانعت ہے کہ ایک شخص کے

ہاتھ سے کسی کو نقصان پہنچے، زبان سے کسی کو نکلیف پہنچے، اس کی گفتگوؤں سے کسی کی دل آزاری ہو۔ اگرایسا کیا جائے گا تواس کا ایسا کر نااسلامی ثقافت کی روح کے منافی ہوگا۔ گویااحترام انسانیت کے ساتھ وہ طرزِ عمل جوروزہ ہمارے اندر پیدا کر ناچا ہتا ہے یہ ہے کہ ایک مومن نہ کسی سے بلند آواز سے مخاطب ہو، نہ کسی پر ہاتھ اُٹھائے، نہ کسی کی جان لے، نہ کسی کو تکلیف پہنچائے، بلکہ اس مہینے میں اپنی تربیت اس طرح کرے کہ وہ دوسروں کی جان، مال اور عزت کا محافظ بن سکے۔ احترام مال:

ایک اور اہم پہلو جو اس ثقافت کی پہپان ہے وہ یہ ہے کہ افراد کے ساتھ معاملات میں، بالخصوص مالی معاملات میں دیانت داری کو اختیار کیا جائے۔ چنال چہ یہ ثقافت ہمارے اندر مال کے احرام اور محرمت کااحساس پیدا کرتی ہے کہ اگر سونے کا دھیر بھی کسی کے سامنے پڑا ہو تو وہ اس کو ہاتھ بھی نہ لگائے کیونکہ اللہ دکھ رہا ہے۔ جو شخص روزے کے دوران سخت پیاس اور بھوک میں بہترین کھانا سامنے ہونے کے باوجود اپنا ہاتھ آگے نہیں بڑھاتا، وہ یہ کسے کرسکتا ہے کہ عام حالات میں مونے کے باوجود اپنا ہاتھ ڈالے۔ گویا اس ثقافت کی ایک بنیاد وہ احرا م ہے جو دوسرے کی دولت پر ہاتھ ڈالے۔ گویا اس ثقافت کی ایک بنیاد وہ احرا م ہے جو دوسرے کی ملکیت یا مال کے بارے میں یہ ثقافت ہمارے اندر پیدا کرنا چاہتی ہے۔ شعوری عمل:

اس ثقافت کا ایک اور اہم پہلو جو روزہ ہمارے اندر پیدا کرنا چاہتا ہے وہ یہ ہے کہ ہمارے سارے معاملات کی بنیاد شعوری عمل ہو، جس میں ایک شخص سوچنے سمجھنے کے بعد یہ طے کرے کہ مجھے کوئی کام کرنا چاہیے یا نہیں کرنا چاہیے۔ مثلًا ایک شخص اگر معمولی سی فہم بھی رکھتا ہو، تو وہ یہ بات تسلیم نہیں کرے گا کہ اپنی زندگی کو تباہ کرنے کے لیے منشیات کا استعال کرے، یا شراب کا استعال کرے جو اس کو اپناغلام بنالیں۔ یہ رویہ عقل و شعور کا نہیں ہو سکتا۔ روزہ ایسی فضا پیدا کرتا ہے جس میں منشیات کا غلام بننے کے خلاف جہاد کا جذبہ پیدا ہو جائے اور ایک شخص بجائے منشیات کا غلام بننے کے ہے۔

ابیاعقلی روبہ اختیار کرے جس میں شعوری طور پر بیہ دیکھ سکے کہ اس کے لیے کیا چیز مفید ہے اور کیا نقصان دہ ہے۔

ر مضان وہ ثقافت پیدا کرتا ہے جس میں محض شعوری روپیہ ہی نہیں بلکہ انسانوں کے حوالے سے بھی بیہ احساس بیدار ہوتا ہے کہ انسان اپنی فطری ضروریات کو اخلاقی ضابطے میں رہتے ہوئے کس طرح یورا کرے۔چنال چہ روزہ ہمیں یہ بتاتا ہے کہ روزے کے دوران کن کاموں سے اجتناب کیا جائے، مثلًا جنسی ضرورت کا بورا کرنا۔ اسلامی ثقافت میں جنس بجانے خود ناپیندیدہ چیز نہیں ہے۔ روزے کے دوران جنسی تعلق قائم نہ کرنا تنزکیہ اور تربیت کا ایک ذریعہ ہے لیکن روزہ مکمل کرنے کے بعد جائز تعلق قائم کرنا تقولیٰ کی علامت ہے۔ قرآن کریم رہانیت اور مجرد رہنے کی ممانعت کرتا ہے اور ترغیب دیتا ہے کہ اہل ایمان خاندانی زندگی گزاریں۔ رمضان میں جنسی تعلق کے حوالے سے قرآن یاک اس بات کو واضح کرتا ہے کہ الله تعالیٰ کو بیه علم تھا کہ اگر اجازت نہ دی گئی تو بعض افراد خیانت کریں گے، اس لیے افطار کے بعد سے طلوع سحر تک جائز خواہشات کو بورا کرنے کی اجازت دے دی گئی۔ گویا اس ثقافت کی بنیاد جائز تعلقات کا احترام ہے۔ روزے کے دوران بعض کاموں سے رگ جانا اور افطار کے بعد انھی کاموں کا مباح ہو جانا یہ پیغام دیتا ہے کہ روزے کی اصل روح اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدود کا احترام ہے۔ یہ حدود جنسی تعلقات سے متعلق ہوں یا غذا اور آرام سے متعلق، ان پر عمل کرنا ہی روزے کو باعث اجر بناتا ہے۔

عالم كير ثقافت:

ر مضان جو ثقافت پیدا کر تاہے وہ کوئی نمائشی اور مصنوعی ثقافت نہیں ہے، بلکہ ایک عالم گیر ثقافت ہے جس میں تمام انسانوں کے لیے بھلائی، ہدایت اور کامیابی کاراز ہے۔ یہ مہینہ قرآن کے ساتھ قریبی تعلق پیدا کرنے کا مہینہ ہے۔ اس میں مرصاحب ایمان کتاب الہی کے ساتھ ایک ذاتی اور گہرا تعلق پیدا کرتا ہے۔ وہ زندگی کو مختلف خانوں میں تقسیم نہیں کرتا بلکہ توحید کی اکائی کے تحت زندگی کے تمام کاموں میں یک جہتی، رگا نگت اور وحدانیت پیدا کرتا ہے۔

روزہ اس ثقافت کو پید اکرتا اور پروان پڑھاتا ہے جو اللہ سجانہ و تعالیٰ کی بنائی ہوئی تعلیمات کی روشنی میں ہمیں تعیراور ترقی کے تمام مواقع فراہم کرتی ہے۔ یہ اس ثقافت کی مخالفت کرتا ہے جو برقی ذرائع ابلاغ کے ذریعہ مغربی یا ہمسایہ ملکول کی غیر اخلاقی ثقافت کو ہم تک پہنچاتی ہو۔ یہ ثقافت، علاقائیت، رنگ و نسل، زبان اور جغرافیائی حدود کی غلام نہیں ہے بلکہ آفاقی اور عالم گیر ہے۔ قرآن کریم اپنی اور جغرافیائی حدود کی غلام نہیں ہے بلکہ آفاقی اور عالم گیر ہے۔ قرآن کریم اپنی بارے میں یہی کہتا ہے کہ وہ تمام انسانوں کے لیے ہدایت ہے، چنال چہ اس کی ثقافت ہے۔ یہ عالمی امن، احترام انسانوں کے حقوق انسانی کو بیال کرنے والی ثقافت ہے۔ یہ حقوق و فرائض کی واضح تقسیم پر مبنی ثقافت ہے۔ اس کی پیچان اخلاقی رویہ اور انسانوں کے حقوق کو جیسا ان کا حق ہے ادا کرنا ہے۔ یہ حقوق و فرائض کی واضح تقسیم پر مبنی ثقافت ہے۔ سوال وجواب:

🖈 ان الفاظ کے معانی لکھیں:

روشناس، اقدار حیات، فنون لطیفه، وحدت بنی آدم، ساتر، بودوباش، مأخذ، رضاکارانه منافی هونا، عناصر ترکیبی، منشیت

اسلامی ثقافت سے آپ کیا سمجھتے ہیں؟ پانچ سطروں میں قلمبند کیجیے:

المبارك كے معمولات ایک خاص ترتیب سے تحریر لیجیے:

🖈 رمضان آتے ہی مسلم معاشرہ میں کیا خوش گوار تبدیلیاں آجاتی ہیں؟

رمضان المبارك اور اسلامي ثقافت

﴿ رمضان اسلامی ثقافت کا ایک حسین مظہر ہے؟ کیسے ، اپنے الفاظ میں جواب دیں۔
 ﴿ کیا رمضان فضول خرچی کا مہینہ ہے؟

🏠 ضد لکھیں:

رضا كارانه، مصنوعي، ساتر، اقدار، حيات، يگا نگت

ادبي كام:

اس ا قتباس كوخو شخط لكھ كر لائيں:

"روزہ اس ثقافت کو پیدا کر تا اور پر وان چڑھاتا ہے جو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی بنائی ہوئی تعلیمات کی روشنی میں ہمیں تغییر اور ترقی کے تمام مواقع فراہم کرتی ہے۔ یہ اُس ثقافت کی مخالفت کرتا ہے جو برقی ذرائع ابلاغ کے ذریعہ مغربی یا ہمسایہ ملکوں کی غیر اخلاقی ثقافت کو ہم تک پہنچاتی ہو۔ یہ ثقافت، علا قائیت، رنگ و نسل، زبان اور جغرافیائی حدود کی غلام نہیں ہے بلکہ آفاقی اور عالم گیر ہے۔ قرآن کریم اپنے بارے میں یہی کہتا ہے کہ وہ تمام انسانوں کے لیے ہدایت ہے، چناں چہ اس کی ثقافت بھی عالم گیر ثقافت ہے۔ یہ عالمی امن، احترام انسانیت اور حقوق انسانی کو بحال کرنے والی ثقافت ہے۔ اس کی پیچان اخلاقی رویہ اور انسانوں کے حقوق کو جیساان کا حق ہے ادا کرنا ہے۔ یہ حقوق و فرائض کی واضح تقسیم پر مبنی ثقافت ہے۔ "

کر گزشتہ سال آپ کا رمضان کیسے گذرا؟ پورے مہینے کی روداد دو صفحے میں تحریر کریں۔
ایک مذاکرہ بعنوان: آنے والا رمضان ہم کیسے گذاریں گے؟ رکھاجائے اور کلاس
کے پانچ طلبہ کو اس کو بولنے کے لیے سات سات منٹ کا وقت دیا جائے۔

کر تلاوت کلام اللہ کی اہمیت وفضیات پر پانچ احادیث تلاش کریں اور اس ماہ کی وال میگزین میں اینے کلاس کی نمائندگی کرتے ہوئے اس کو شائع کریں۔

مقامی مرکز صحت اور اس کی اہمیت سبق نمبر کے

مقامی مرکز صحت اور اس کی اہمیت

عزیز بچو! صحت خداکی عظیم نعمت بھی ہے اور عظیم امانت بھی۔ صحت کے آ داب آپ کو جاننا ضروری ہے۔ صحت کی قدر بیجے اور اس کی حفاظت میں بھی لاپر واہی نہ بر ہے۔ ایک بار جب صحت بر جاتی ہے تو پھر بڑی مشکل سے بنتی ہے۔ جس طرح حقیر دیمیک بڑے بڑے کتب خانوں کو چاٹ کر نتاہ کر ڈالتی ہے۔ اس طرح صحت کے معاملے میں معمولی سی خیانت اور حقیر بیاری زندگی کو تباہ کر ڈالتی ہے۔ صحت کے تقاضوں سے غفلت برتا اور اس کی حفاظت میں کو تاہی کرنا ہے حسی بھی ہے اور خداکی ناشکری بھی۔



انسانی زندگی کا اصل جو م عقل و اخلاق اور ایمان و شعور ہے ، اور عقل و اخلاق اور ایمان و شعور کی صحت کا دارو مدار بھی بڑی حد تک جسمانی صحت پر ہے۔ عقل و دماغ کی نشو و نما ، فضائل اخلاق

کے تقاضے ، اور دینی فرائض کو اداکر نے کے لیے جسمانی صحت بنیاد کی حیثیت رکھتی ہے۔ کم زور اور مریض جسم میں عقل و دماغ بھی کم زور ہوتے ہیں۔ اور ان کی کار گزاری بھی نہایت ہی حوصلہ شکن۔ اور جب زندگی امنگوں ، ولولوں اور حوصلوں سے محروم ہو ، اور ارادے کم زور ہوں ، جذبات سر داور مضمحل ہوں توالیی بے رونق زندگی ، جسم ناتواں کے لیے وبال بن جاتی ہے۔ زندگی میں مومن کو جو اعلیٰ کار نا ہے انجام دینا ہیں اور خلافت کی جس عظیم ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونا ہے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ جسم میں جان ہو ، عقل و دماغ میں قوت ہو ، ارادوں میں مضبوطی ہو ، حوصلوں میں بلندی ہو ، اور زندگی دلولوں ، امنگوں ، اور اعلیٰ جذبات سے بھر پور مور صحت مند اور زندہ دل افراد سے بی زندہ قومیں بنتی ہیں اور ایس ہی قومیں کارگاہ حیات میں اعلیٰ مور بانیاں پیش کر کے اپنامقام پیدا کرتی ہیں اور زندگی کی قدر وعظمت سمجھاتی ہیں۔ اس لیے صحت کا ہمیشہ خیال رکھیں۔

ملک کے شہریوں کے بنیادی حقوق میں سے ایک بنیادی حق بیہ بھی ہے کہ حکومت اُن کی صحت کا خاطر خواہ انتظام کرے۔ ان کے علاج معالجہ کی سہولیات شہر وں اور قصبوں سے لے کر گاؤں تک بھی فراہم کرے اور ہر وارڈ میں کم از کم ایک مرکز صحت قائم کرے۔ جہاں ضروری اور بنیادی سہولیات مفت میں فراہم کی جائیں۔ یہ بات باعث مسرت ہے کہ حکومت نیپال اس جانب متوجہ ہے اور پورے ملک میں اس نے مقامی مراکز صحت کا جال بچھا رکھا ہے۔ جہاں ایسے افراد ہمیشہ متعین ہوتے ہیں جو عام مریضوں کے علاج معالجہ کاکام انجام دے سکیں نیز انہیں بنیادی رہنمائی بھی کر سکیں۔

جب لوگ صحت مند ہوں گے تہمی وہ ملک کی بہتری کے لیے پچھ کام کر سکیں گے۔ایک صحت مند آ دمی کام اور استفادہ کے اعتبار سے بہتر ہوتا ہے۔ صحت مند آ دمی کام اور استفادہ کے اعتبار سے بہتر ہوتا ہے۔ صحت مند آ دمی کام کام اور ان کی بہترین رہنمائی کر سکتا ہے۔اسی طرح سے ایک صحت مند آ دمی گاؤں ،گھر ، خاندان اور ساجی و ملی تقاضوں کے تحت اپنی خدمات انجام دے سکتا ہے۔ اس لیے حکومت ،گھر ،خاندان اور ساجی و ملی تقاضوں کے تحت اپنی خدمات انجام دے سکتا ہے۔ اس لیے حکومت

کو چاہیے کہ اپنے ہمر شہری کے لیے بنیادی صحت کو یقینی بنائے۔جب افراد صحت مند ہوں گے تو پورا ملک بھی صحت مند ہو گااور ملک کی ترقی ہمیشہ ہوتی رہے گی۔

مراکز صحت میں جو عمومی بیاریاں ہوتی ہیں، ان کاعلاج اور بنیادی چیک اپ کی سہولیات لازمی ہیں۔ نیزایسے باصلاحیت ڈاکٹروں اور نرسوں کی ٹیم ہونی چاہیے جو مریضوں کوآتے ہی ان کو فور کی راحت فراہم کر سکیں اور ان کو صحیح ڈھنگ سے مشورے دے سکیں۔ مقامی مرکز صحت میں خاص طور سے زچہ بچہ اور زچگی کا محقول اور مناسب انتظام لازمی ہے۔ اسی طرح سے معمولی ٹوٹ بچوٹ ، ایکسٹرنٹ ، روڈ حادثات اور اچانک در پیش ہونے والی بیاریوں کی ابتدائی علاج مقامی مرکز صحت میں ایمبولینس کی سہولت ، مختلف موسمی امراض سے صحت میں بیشگی آگاہی مہم ، موتیابند آپریشن کیمپ اور دوسرے عمومی پروگرام بھی ہونے چاہیے۔ چھواچھوت والی بیاریوں اور متعدی امراض سے بچنے کی تدابیر سے عوام الناس کو موقع بہوقع آگاہ کرنے کا اہتمام بھی مراکز صحت میں ہی ضروری ہے۔ ہمارے بعض مقامی مراکز صحت اس میں بہت دل چسپی لیتے ہیں۔

اسی طرح سے وہ شہری جو بہت ہی غریب اور مستحق ہیں ایسے لوگوں کے لیے یا تو مفت علاج یا بہت ہی رعایتی علاج کی سہولت ہر مقامی مرکز سے صحت میں ہونی چاہیے۔

وہ ممالک جو مقامی مراکز صحت کی دیکھ بھال اچھے سے کرتے ہیں اور وہاں بنیادی سہولیات فراہم کرتے ہیں، اچھے ڈاکٹرز رکھتے ہیں ،وہ ہمیشہ ترقی کے منازل طے کرتے ہیں اور وہاں صحت کے ساتھ دیگر میدانوں میں بھی شہری ترقی کرتے ہیں۔ اس لیے کہ جب آدمی صحت مند ہوتا ہے تو پھر وہ تعلیم بھی حاصل کرتا ہے اور ملک کے لیے مر اعتبار سے مفید ہوتا ہے۔

نیپال میں مقامی صحت کے مراکز بہت اہمیت رکھتے ہیں کیونکہ یہ عوام کو

صحت کی بنیادی سہولتیں فراہم کرنے میں مددگار ہیں۔ نیپال کا صحت کا نظام مرکزی حکومت اور مقامی حکومتوں کے مشترکہ تعاون سے چلتا ہے۔ مقامی مراکز صحت کے ذریعہ عوام کو صحت کی خدمات، خصوصاً دیہی علاقوں میں، فراہم کی جاتی ہیں جہال طبتی سہولتوں کی کمی ہوتی ہے۔

مقامی مراکز صحت کی اہمیت:

ا. عوامی صحت کی خدمات: مقامی سطح پر صحت کے مراکز عوام کو صحت کی بنیادی خدمات فراہم کرتے ہیں، جیسے کہ سوئی لگوانا، ویکسی نیشن، مال اور بیچ کی صحت کی دکھ بھال، بیاریوں کی تشخیص اور علاج۔ یہ خدمات بنیادی طور پر دیہاتوں اور جھوٹے شہر وں میں فراہم کی جاتی ہیں جہال بڑے اسپتال یا طبی سہولتیں کم ہوتی ہیں۔
۲. دور دراز علاقوں تک رسائی: نیپال میں پہاڑی اور دور دراز علاقے زیادہ ہیں، جہاں پہنچنا مشکل ہوتا ہے۔ مقامی حکومت کے صحت کے مراکز ان علاقوں میں صحت کی سہولت فراہم کرنے کا ایک اہم ذریعہ ہیں۔ ان مراکز کے ذریعہ دیہاتی عوام کوعلاج اور مشورہ ملتا ہے۔

۳. پیدائش، و پسینیشن اور ایمر جنسی خدمات: مقامی سطح پر صحت کے مراکز میں بیج کی پیدائش، و پسینیشن، اور ایمر جنسی کی سہولیات اور خدمات فراہم کی جاتی ہیں۔ بیم مراکز خاص طور پر مال اور بیج کی صحت کے حوالے سے اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ بیں۔زچہ اور بیج کے حق میں بیہ مراکز بڑی نعمت ثابت ہوتے ہیں۔

م. نصحت کی آگاہی: مقامی صحت کے مراکز میں صحت کے متعلق آگاہی بڑھانے کے فررسی سحت کے متعلق آگاہی بڑھانے کے فررسی اور پرو گراموں کے ذریعہ عوام کو صحت کے مسائل اور احتیاطی تدابیر کے بارے میں بتایا جاتا ہے، جیسے کہ صفائی سخرائی، متوازن غذا اور ورزش کے فوائد۔

نیپال میں مقامی حکومت کے صحت کے مراکز کو کچھ چیلنجز کا بھی سامنا

مقامی مرکز صحت اور اس کی اہمیت

ہے۔ عوام کو اور بالخصوص حکومت کوچاہیے کہ وہ اس جانب توجہ دے۔

ا. وسائل کی کمی: اکثر مقامی حکومت کے صحت کے مراکز میں ضروری وسائل اور بنیادی سہولتوں کی کمی ہوتی ہے۔ مخصوص امراض کے ماہر ڈاکٹروں اور نرسوں کی کمی بھی ایک بڑا مسئلہ ہے۔

الی وسائل کی کمی: نیپال کی مقامی حکومتیں اکثر صحت کے شعبے کے لئے مناسب مالی وسائل مہیا نہیں کر پاتی ہیں، جس کی وجہ سے صحت کے مراکز کا معیار متاثر ہوتا ہے۔معقول ڈھنگ سے صفائی ستھرائی اور مریض کی مناسب دیکھ بھال میں بھی کمی دکھائی دیتی ہے۔

۳. جغرافیائی مشکلات : نیپال کے پہاڑی علاقوں میں افراد کو مراکز صحت تک تک رسائی مشکل ہونا ہے۔ ہونے کی وجہ سے صحت کی بنیادی سہولتوں کام شہری تک پہچناکافی مشکل ہوتا ہے۔

مقامی مراکز صحت کامتنقبل: اگرچہ نیپال میں مقامی حکومت کے صحت کے مراکز

کو متعدد مسائل کاسامناہے، لیکن حکومت اور مختلف غیر سرکاری تنظیمیں (NGOs) اس شعبے کی بہتری کے لئے اقدامات کر رہی ہیں۔ صحت کے مراکز میں جدید آلات، عملے کی تربیت، اور مالی وسائل کی فراہمی کے ذریعہ ان کی کارکردگی میں بہتری لانے کی کوشش کی جارہی ہے۔ کئی مسلم ممالک نے بھی نییال کواس ضمن میں کافی سہولیات فراہم کی ہیں۔

نیپال میں صحت کی سہولتوں کی بہتری کا مقصد عوام کو بہتر صحت کی خدمات فراہم کرنا ہے تاکہ لوگ بیاریوں سے نج سکیں اور صحت مند زندگی گزار سکیں۔ مقامی مراکز صحت اس ضمن میں اہم کر دار اداکر تے ہیں اور ان کے معیار کو بہتر بنانے کے لیے ابھی بھی مزید اقد امات کی ضرورت ہے۔
اس مضمون میں مقامی حکومت کے صحت کے مراکز کی اہمیت، چیلنجز اور ان کے مستقبل پر روشنی ڈالی گئی ہے تاکہ طلبہ وطالبات کو نیپال میں صحت کے نظام کی اہمیت اور ترقی کا احساس ہو سکے۔

مثق اور سوالات

الله منامی مراکز صحت کو نیپالی اور انگاش میں کس نام سے جانا جاتا ہے؟

الم مركز صحت مين كيا كيا سهوليات لازمي بين؟

الله میں شہریوں کے حقوق کیا ہیں؟

🖈 مرکز صحت کی اہمیت پر کم از کم چار نکات پر مشتمل جواب کھیے۔

🖈 خالی جگہوں کو پر کیجیے:

وہ ممالک جو مقامیکی دیکھ بھال اچھے سے کرتے ہیں اور وہاں بنیادی فراہم کرتے ہیں، اچھے ڈاکٹرز رکھتے ہیں ،وہ ہمیشہ..... کے منازل طے کرتے ہیں اور وہاں صحت کے ساتھ میں بھی شہری ترقی کرتے ہیں۔ اس لیے کہ جب آدمی ہوتا ہے تو پھر وہ تعلیم بھی حاصل کرتا ہے اور ملک کے لیے ہر سے مفید ہوتا ہے۔

کل اپنے مقامی مرکز صحت جائیں اور اس کی صحیح معلومات اور تعارف پر ایک مضمون کھیے۔ پانچ پانچ طلبہ وطالبات کا گروپ بنائیں اور ایک مثالی مرکز صحت کا خاکہ اور اس کی سہولیات پر نوٹ بنائیں۔

﴾ آپ کے گاؤں پالیکا یا نگر پالیکا میں کل کتنے مراکز صحت ہیں اور کہاں کہاں ؟ ایک چارٹ پیپر تیار کریں۔

مقامی مرکز صحت اور اس کی اہمیت

﴿ صحت زندگی کا راز کو عنوان بناکر دو صفح کا مضمون لکھیں۔

🖈 ابتدائی طبتی امداد میں کیا کیا ضروری چیزیں ہوتی ہیں؟ ان کی ایک لسٹ باتصویر بنائیں۔

﴿ اردو قواعد:۔ سوابق و لواحق کی تعریف کریں اور اس سبق سے اس کی پانچ مثالیں لکھیں۔

خلقت اور خدمت مصدر الفاظ ہیں، اسی سے خالق اور خادم بنے ہیں۔ اسی طرح کے دس مصدر اور ان کے فاعل اساء آپ بھی لکھیں۔



سبق نمبر ۸

اردو نثر کی تاریخ

اردو زبان کی پیدائش، فروغ اور تہذیب کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ کسی منصوبہ بندی کا نتیجہ نہیں بلکہ ایک لاایہ خود روہے جس نے اپنی غذا عوام سے حاصل کی اور اپنے اثمار بلاامتیاز خواص و عوام میں تقسیم کیے۔ اردو اپنے آغاز میں تجارتی و کاروباری زبان کی صورت میں ابھری، لیکن ادبی زبان سب سے پہلے شاعری میں نمایاں ہوئی۔ اسے ابتدائی فروغ و ترقی جنوبی ہند میں حاصل ہوا۔



اردو نثر کاار تقاء: اردو نثر کا با قاعدہ آغاز دکن سے ہوا۔ البتہ بول چال کی زبان وہاں شالی ہندوستان سے پینچی۔علاؤالدین خلجی پہلامسلمان بادشاہ تھا جس کی فوجیس دلی سے دکن پہنچیں اور وہاں کے بہت بڑے علاقہ پر اپنا پر چم لہرایا۔ یہ بات تیر ھوییس صدی عیسوی کی ہے۔ ان فوجیوں کے ساتھ مر طرح کے لوگ تھے، ان میں صوفی بھی تھے اور مختلف پیشہ ور بھی۔ یہ سب اپنے ساتھ

بول حال کی ایک کھچڑی زبان لے گئے تھے۔ ان میں بہت سے صوفی، درولیش، تاجر، پیشہ ور لوگ سے جو دکن میں جا کر بس گئے اور یہی ملی جلی زبان بولتے تھے جسے آج اردو کہا جاتا ہے۔ اس زبان پر پنجابی، مہریانی اور کھڑی بولی کا کافی اثر تھا اور اس میں عربی و فارسی کے بہت سے الفاظ بھی شامل شھے۔ یہ زبان شروع میں ہندی، ہندوستانی، دکنی اور مختلف ناموں سے بکاری جاتی رہی۔

چودہویں صدی عیسوی میں جب محمد تغلق نے دیو گری کو دولت آباد نام دے کر اپنا دارالسلطنت بنایا تو دہلی کے زیادہ تر باشندوں کو اس کے ساتھ دکن جانا پڑا ، کچھ عرصہ بعد دار السلطنت پھر شالی ہند میں منتقل ہوگیا لیکن علماء ، صوفیائے کرام اور دوسرے لوگوں کی بہت بڑی تعداد ایسی تھی جنہوں نے وہیں بس جانے کا فیصلہ کیا۔اس طرح شالی ہند کی ملی جلی بولی کو، جسے آگے چل کر ہندی، ہندوستانی، دکنی کہا گیا دوسری بار دکن میں قدم جمانے کا موقع ملا۔

چود ہویں صدی عیسوی کے آخر میں دکن میں بہمنی سلطنت قائم ہوئی۔بول چال کی اس زبان کو جو آج اردو کملاتی ہے، بہمنی سلطنت کے زیر سابیہ پھلنے پھولنے کاخوب موقع ملا۔ تاریخ کی کتاب تاریخ فرشتہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں سرکاری کاموں کے لیے یہی زبان استعال ہوتی تھی۔ کتاب تاریخ فرشتہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں سرکاری کاموں کے لیے یہی زبان استعال ہوتی تھی۔ وہاں اسے مقبول بنانے میں صوفیائے کرام کا بڑا ہاتھ رہا ہے۔ان صوفیوں میں پہلا نام خواجہ بندہ نواز کیسودراز کا ہے۔اسپنے پیام محبت کو عام کرنے کے لیے انہوں نے دور دور کاسفر طے کیا۔ ۳۳۹ء میں دلی سے گلبر گھ پہنچ، یہاں ان کے عقیدت مندوں کا ایک وسیع حلقہ پیدا ہوگیا جن کی رہنمائی کے لیے وہ وعظ فرما یا کرتے تھے۔اس وعظ کی زبان بول چال کی عام زبان ہوتی تھی جواس وقت ہندی یاد کئی کملاتی تھی اور آج اردو کہی جاتی ہے۔ان کے اقوال اور نصائح نے تحریر کی شکل بھی اختیار کی، اس طرح متعدد کتابیں وجود میں آئیں۔ایک کتاب "معراج العاشقین" موجود ہوئی۔ ہے جوان کے نام سے منسوب ہے، اسی طرح ان کی کتاب "شکار نامہ" بھی اردوز بان میں لکھی گئی جو مشہور ہوئی۔

بیجابور کو ایک بزرگ میر ال جی شمس العشاق نے اپنے تبلیغی کام کا مرکز بنایا۔ انہوں نے اپنے تبلیغی افکار کو عام بول چال کی زبان بعنی اردو میں قلم بند کیا۔ کئی مخضر کتابیں ان سے منسوب بین، ان میں سب سے اہم "مرغوب القلوب" ہے۔ میر ال جی نے جو سلسلہ شروع کیا تھا، اسے ان کے بیٹے برہان الدین جانم نے جاری رکھا۔ "کلمتہ الحقائق" "ہشت سائل" اور "ذکر جلی" ان کی نثری تصانیف ہیں۔ ان صوفیائے کرام کا پیغام دور دور تک پھیلا اور اس کے ساتھ ہی اردوکی

ابتدائی شکل نے د کن میں خوب فروغ پایا۔

سک کوسوت رهین تبده دستان شروجهی شروجهی شروجهی

اردو نثر کے فروغ میں ستر ھویں صدی کو سنگ میں کہا جا سکتا ہے۔ کیونکہ اس صدی کے وسط کے ایک نامور شاعر و نثر نگار "وجہی" نے اپنی تخلیقات کے انمول سرمائے سے اردو ادب کو ملا مال کر دیا۔ انھوں نے ۱۹۳۵ء میں اپنی نثری تصنیف "سب رس" مکمل کی۔ یہ ایک فارسی کتاب کو سامنے رکھ کر لکھی گئی ہے۔ یہ ایک تمثیل ہے، کو سامنے رکھ کر لکھی گئی ہے۔ یہ ایک تمثیل ہے، حسن اور عشق، عقل اور دل، قلب اور نظر وغیرہ کو مجسم مان کر ایک ایسی داستان پیش کی گئی ہے جس سے اخلاقی تعلیم ملتی ہے۔ سب رس کا اسلوب جس سے اخلاقی تعلیم ملتی ہے۔ سب رس کا اسلوب بہت عمدہ ہے، اس میں غیر معمولی سادگی اور دل

کشی بھی پائی جاتی ہے۔ گویا مواد اور اسلوب دونوں اعتبار سے ملاوجهی کی بیہ کتاب "سب رس" قدیم ار دونثر کاشا ہکار ہے۔

اد هر شالی ہند میں بھی اردو کی مقبولیت میں برابر اضافہ ہوتا رہا۔ بول حیال کی زبان کے طور پر تواس نے ایسا مقام حاصل کرلیا کہ کوئی اور زبان اس کے مدمقابل نہ رہی۔ معروف ادیب،

شعراء اور افسانہ و ناول نگار پیدا ہوئے۔ اور نگ زیب اور بہادر شاہ ظفر کے زمانے میں میر جعفر نے فارسی اور اردو کی ملی جلی زبان میں جو مزاحیہ انداز کے شعر کہے یا یوں بول جال کی نثر میں جو چھوٹے چھوٹے فقرے اور جملے کہے ان سے اندازہ ہو تا ہے کہ یہ نئی زبان اپنی مقبولیت و توانائی کا ثبوت دینے لگی تھی۔

نقل علی فضلی کی "کربل کھا" شالی ہند کی پہلی نثری کتاب ہے جو اساکا_ء میں مکمل ہوئی۔ کاسال بعد فضلی نے اس پر نظر ثانی کی اور حذف واضافہ کے بعد بیہ کتاب غیر ارادی طور پر ایک ایسی کتاب ثابت ہوئی جسے اردونثر کے ارتقاء میں ایک سنگ میل کہا جاتا ہے۔

قدیم اردو نثر کا ایک اہم نمونہ سود آکا دیباچہ ہے جو انہوں نے اُپنے مجموعہ مراثی پر لکھا ہے۔ اس پر فارسی نثر کا گہر ااثر نظر آتا ہے۔ زبان مقفی ہے اور فارسی و عربی الفاظ کی کثرت ہے۔ اس دیباچے نے بھی اردو نثر کے ارتقاء میں اہم کردار ادا کیا۔

قدیم اردو نثر کے ارتقاء میں کلام پاک کے دو تراجم کا بھی ذکر ضروری ہے۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ایک لائق احترام بزرگ اور برصغیر کے ایک نام ورعالم دین گذرے ہیں۔ کلام پاک کے بید دونوں ترجے ان کے دوبیٹوں شاہ رفیع الدین اور شاہ عبد القادر کے قلم سے ۱۷۸۴ء اور ۱۹۹۰ء میں وجود میں آئے۔ مقصد بیر تھا کہ عربی زبان سے واقفیت نہ رکھنے والے عوام بھی قرآن کریم کے مطالب و معانی سے واقف ہو سکیں۔ اس طرح ان تراجم کی وجہ سے بھی اردو نثر کو کافی تقویت ملی اور اردو کو کافی کچھ فروغ ملا۔ اردو نثر کی ترقی میں صوبہ بہار نے بھی قابل ذکر خدمات انجام دی۔ نمانہ قدیم سے لے کر عہد حاضر تک اردوزبان اس خطہ ہند کے احسان سے گراں بار ہے کہ یہاں نمانہ قدیم سے لے کر عہد حاضر تک اردوزبان اس خطہ ہند کے احسان سے گراں بار ہے کہ یہاں ادونثر اور نظم کے نمونے ملنے شروع ہو جاتے ہیں۔ اردوادبی ذخیر ول میں ابتدائی تخلیقات زیادہ تر اردونتر اور نظم کے نمونے ملنے شروع ہو جاتے ہیں۔ اردوادبی ذخیر ول میں ابتدائی تخلیقات زیادہ تر نہی نوعیت کی ہیں۔

اٹھار ہویں صدی عیسوی کے آخر میں اردو نثر کی جو سب سے اہم کتاب وجود میں آئی وہ

میر حسین عطا تحسین کی "نوطرزمرضع" ہے۔ یہ ایک فارسی داستان "قصہ چہار درویش" کا ترجمہ ہے۔ تحسین کا وطن اٹاوہ تھا، لیکن ملازمت کے سلسلے میں کا فی عرصہ کلکتہ میں قیام رہا۔وہ فارسی زبان وادب کا اچھا علم رکھتے تھے، اسی کی بدولت نواب شجاع الدولہ کے در بارسے وابستہ ہوگئے۔ تحسین کئی فارسی کتابوں کے مصنف ہیں گر جس کارنامے نے انہیں زندہ جاوید بنادیا وہ "نو طرز مرضع" ہے۔اس کا اسلوب رنگین اور مقفی ہے۔ اردو نثر کی تاریخ میں اس کتاب کو غیر معمولی اہمیت حاصل ہے۔ یہ ہے اٹھار ہویں صدی عیسوی تک اردو نثر کے ارتقاء کی مختر کہانی۔

اس کے بعد فورٹ ولیم کالج اور دہلی کالج نے اردو نثر کے ارتقاء میں بے حد خدمات انجام دیں، بلکہ بعض ادیبوں کا ماننا ہے کہ حقیقی اردو نثر کی ابتدا فورٹ ولیم کالج کلکتہ سے ہوتی ہے، یہ بات سچ ہویا ناہو مگر اسے بام عروج پر پہنچانے میں اس کاکلیدی کر دار رہا ہے۔

ادبی نقط نظر سے اردوکی قدیم کتابوں میں ملا وجھی کی تصنیف ''سب رس'' کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ اس کتاب سے اردونثر کو فہ صرف تخلیقی اظہار کی راہ مل گئی بلکہ اب اردونثر کو فارسی کی نثر کی سطح پرلانے کی کوشش بھی شروع ہو گئی۔ ملاوجھی سے پہلے کی بیشتر تصنیفات نہ ہمی نوعیت کی بیں اور ان کا مقصد نظریاتی مسائل اور نہ ہمی اعتقادات کے بیان سے زیادہ کچھ نہیں۔ ملاوجھی نے ایک خیالی قصے کو ادبی شان سے بیش کیا اور رنگارنگ مواد کی مدد سے اردوز بان کی لسانی خوبیوں کو اجا گرکر دیا۔ چنال چہ وجھی کو اردونثر کے ان نمائندہ ادبا میں شار کیا گیا ہے جن کا اسلوب نہ صرف موضوع پر چھایا ہوا ہے بلکہ جنہیں عہد آفریں بھی کہا جا سکتا ہے اور جو ایک مخصوص علاقے اور ایک خاص دور کے ممتاز نمائندہ بھی ہیں۔ شاکی ہندوستان میں اردونثر کی کتاب ''کربل کتھا'' یا ''دہ مجلس'' محمد شاہی عہد میں فضلی نے لکھی۔ محمد حسین آزآد نے اسے اردو کی پہلی نثری تصنیف شار کیا ہے۔ لیکن جدید شخصیق نے دکن کے بہت سے قدیم مخطوطات کو دریا فت کر لیا ہے اور ''معراج کیا ہے۔ لیکن جدید شخصیق نے دکن کے بہت سے قدیم مخطوطات کو دریا فت کر لیا ہے اور ''معراج کیا ہے۔ لیکن جدید شخصیق نے دکن کے بہت سے قدیم مخطوطات کو دریا فت کر لیا ہے اور ''معراج کیا ہے۔ لیکن جدید شخصیق نے دکن کے بہت سے قدیم مخطوطات کو دریا فت کر لیا ہے اور '' معراج کیا ہے۔ فضلی اردونشر کے فروغ کی اولیت بھی دکن ہی نے عاصل کر لی ہے۔ فضلی اردونشر کے بجائے فارسی اسلوب مقتیٰ ہے۔ جملول

کی استخوان بندی میں بھی سلاست اور سادگی نظر نہیں آتی۔ چناں چہ اسے اردو نثر کا نما ئندہ اسلوب قرار دینا ممکن نہیں۔ مرزار فیع سود آکے دیوان مرشیہ کا دیباچہ اس دور کی نثر کا ایک اور نمونہ پیش کرتا ہے۔ سود آکی نثر کو دیکھ کریہ حقیقت بھی سامنے آتی ہے کہ اردو کو فارسی کے ہم پایہ بنانے کے لیے اس زمانے میں کتنی کدو کاوش کی جار ہی تھی۔ سود آنے شاعری کے اسلوب کو نثر میں بر قرار رکھنے کی کوشش کی اور عبارت کو زور دار بنانے کے لیے قوافی کا استعال بھی کیا ہے۔

قدیم اردو نثر کے کچھ اقتباسات:۔قدیم اردو نثر کی خصوصیات سادگی، روانی اور بے تکلف اظہار ہیں۔ یہ نثر فارسی اور عربی اثرات کے ساتھ اردو زبان کی ابتدائی شکلوں میں نظر آتی ہے۔

یہاں قدیم اردونٹر کے کچھاہم اقتباسات اور نمونے پیش کیے جارہے ہیں:

ملاوجہی (سبرس، ۱۹۳۵): ۔ "دنیا کی حقیقت یہ ہے کہ جو شخص اس میں آیا، اپنے مطلب کو پہنچا اور گیا۔ دنیا میں جینے کا مطلب یہی ہے کہ نیکی کا کام کرواور بدی سے بچو۔ "

قلی قطب شاہ: ۔ "پیارادوست جو دنیا میں رہے، اس کا دل ہمیشہ غم سے بھرارہے۔ دنیاایک سرائے ہے، جوآیا، وہ گیا۔ "

مرزا کاظم علی جوان: ۔ " دل کا چین وہی ہے جواپنے دل کوخوش رکھے اور دوسر وں کے دل کو غم میں نہ ڈالے۔ انسان کو جا ہیے کہ دنیا کو کھیل سمجھ کراپنی آخرت سنوارے۔ "

یہ اقتباس اس وقت کے مذہبی اور اخلاقی تعلیمات کا عکاس ہے۔

شاه ولی الله دہلوی (فولدَ الحرمین): - "علم کے بغیر انسان کادل ایک مردہ جسم کی مانند ہے۔ علم ہی وہ نور ہے جودل کو روشنی دیتا ہے اور انسان کو الله کے قریب کرتا ہے۔ "شاہ ولی الله کی تحریر ول میں ند ہبی اور فلسفیانہ انداز نما یاں ہے، جو قدیم اردونٹرکی علمی روایت کو واضح کرتا ہے۔

میر غلام علی آزاد بلگرامی:۔ "لفظ کا سلیقہ سکھنے کے لیے ضروری ہے کہ دل کو سیائی کے آئینے میں دیکھو اور زبان کو اس کی پیروی کا حکم دو۔" بقول آل سرور "میں کہنا ہے چاہتا ہوں کہ اردو، اردوئے معلّیٰ اور اردئے مصفّیٰ میں فرق کرناچاہیے۔ لیخی جب ہم اردومیں عجم کے حسن طبیعت اور عرب کے سوز دروں پراصرار کرتے ہیں تواس کے ساتھ بلکہ اس سے پہلے ہمیں اردوکی ہندوستانی بنیاد پراصرار کرناچاہیے اور زبان کے قواعد اور افعال، حروف جار اور ضائر کی نوعیت کوفراموش نہ کرناچاہیے۔ میرے نزدیک خیروسے لے کرآج تک کاسار السانی سرمایہ ہمارا ہے۔ متر وکات اور اصلاح زبان کے بیچھے جو نظریہ تھاوہ زبان کی جینس کاکام اور خواص پرستی کا زیادہ آئینہ دار تھا"۔

وہ مزید فرماتے ہیں کہ "اردوزبان اپنے ارتفاکے دوران مختلف مراحل سے گذری ہے۔
بازار کا چلن، صوفیوں کا پیام محبت اور دربار کی رنگینی اور مستی سب نے مل کراس کارنگ بنایا ہے۔
وجہی کی سب رس، قلی قطب شاہ کی شاعری، ولی کا تغزل، میر وسودا کی تازہ کاری اور لالہ کاری، نظیر
کااپنی تہذیب سے عشق، غالب کا گنجینهٔ معنی کا طلسم، حالی کی سادگی، جوش اور اصلیت، سر سید کاسوز،
ابوالکلام آزاد کا غبارِ خاطر، اقبال کا صحیفهٔ کا کنات، پریم چند کی آورشی حقیقت نگاری، شوق قدوائی کا عالم خیال اور آرزو لکھنوی کی سریلی بانسری سب مل کر اردوکی قوس قزح بناتے ہیں "۔
میں شام خیال اور آرزو لکھنوی کی سریلی بانسری سب مل کر اردوکی قوس قزح بناتے ہیں "۔

مثق اور سوالات

کے اپنے استاد کی مدد سے درج ذیل الفاظ کے معانی کھیں:۔ لطافت، فصاحت، بلاعت، محاورہ، زینت، بذلہ، شنجی، لالہ، خود رو، افکار، تخلیقات، مقفّی

🖈 درج ذیل سوالات کے جواب بتائیں:

- (۱) اردو نثر کسے کہتے ہیں؟
- (۲) اردو نثر کا فروغ سب اور کیسے ہوا؟
- (٣) قديم اردو نثر كے كچھ خمونے اپنے استاد كى مدد سے معلوم كريں اور كاني ميں قلم بند كريں

- (4) قدیم اردو زبان کے کم سے کم ۱۰ مشہور مقولے نوٹ کریں اور انہیں یاد بھی کریں۔ (۵) قدیم اردو نثر کی ترقی میں جن صوفیاء اور قرآن کے ترجموں کا کردار ہے ان کی ایک لسٹ بنائیں
 - (۲) سبق میں دارالسلطنت بڑھ چکے ہیں ، اس وزن پر پانچ الفاظ کھیں: اردارالخلافہ ۲۔دار سردار سمردار
- (۷) درج ذیل الفاظ کے معانی بتائیں اور ان کو اپنے جملوں میں استعال کریں۔ منصوبہ، بندی، درولیش، روایت، دارالسلطنت، حلقہ، عقیدت مند، وسط، مقبولیت، مزاحیہ، توانائی، سرایے، سنگ، میل، گرال، بار، بام، عروج، کلیدی، اعتقادات، عہد، آفرین، گنجلک، نمائندہ، کدوکاوش آفرین، گنجلک، غالی جگہوں کو پر تیجیے:

قدیم اردو نثر کے ارتقاء میں کلام پاک کے دو۔۔۔۔۔ کا بھی ذکر ضروری ہے۔شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ دبلی کے ایک۔۔۔۔۔بزرگ تھے۔کلام پاک کے یہ دونوں ترجے ان کے دو بیٹوں ۔۔۔۔۔ کے قلم سے ۱۷۸۴ء اور ۱۹۶ء میں وجود میں آئے۔مقصد یہ تھا کہ ۔۔۔۔۔۔ نہ رکھنے والے قرآن کریم کے مطالب سے واقف ہوسکیں۔اس طرح ان تراجم کی وجہ سے بھی اردو نثر کو کافی تقویت ملی۔ اردو نثر کی ترقی میں صوبہ۔۔۔۔ نے بھی قابل ذکر خدمات انجام دی۔ زمانہ قدیم سے لے کر۔۔۔ تک اردو زبان اس خطہ ہند کے احسان سے گراں بار ہے کہ یہل شلسل کے ساتھ اردو شروع مو جاتے ہیں۔ابتدائی تخلیقات زیادہ تر مذہبی نوعیت کی ہیں۔ نمونے ملنے شروع ہو جاتے ہیں۔ابتدائی تخلیقات زیادہ تر مذہبی نوعیت کی ہیں۔

اردو نثر کی تاریخ

کہ اردو زبان میں نیپال میں بہت سی میگزینس اور معروف علماء کی کتابیں شائع ہوئی ہیں، اپنی لائبریری اور اردو کے استاد کی مدد سے ۱۰ کتابوں اور ان کے مصنفین کی فہرست تیار کریں ، اسی طرح کم سے کم ساردورسالوں کے نام بھی لکھیں۔

☆ اردو قواعد کی مشق:۔

(۱) اردو نظم کی تعریف لکھیں۔ نظم اور نعت میں کیا فرق ہے؟ اسے بھی لکھیں۔ معال

(۲) اردو مققّی اردو مشجیٰ اردو معلیٰ

اینے استاد کی مدد سے اردو کی درج بالااقسام کی وضاحت کریں۔

(۳) ادب اور ادیب ، شعر اور شاعر ، حسن اور حسین جیسے ۵ الفاظ لکھ کر ان میں فرق کو واضح کریں۔



بچوں کے حقوق سبق نمبر ہ

بچوں کے حقوق کی پاس داری، امن وامان اور عدل وانصاف پایا جاتا ہے۔ اس میں تمام جنس اور عمر کے لوگوں کے حقوق کو تحفظ فراہم کیا گیا ہے۔ مثلًا مر دوں کے حقوق، خواتین کے حقوق، جسمانی ساخت کے لحاظ سے کمزوریا معذوروں کے حقوق وغیرہ۔ آئندہ سطور میں بچوں کے اہم اور بنیادی حقوق کا تذکرہ کیا جارہا ہے۔



ا۔ نیک بیوی کا انتخاب: ۔ بچہ کا پہلا حق میہ ہے کہ اس کے لیے نیک اور دیندار مال کا انتخاب کیا جائے۔ تعلق زن و شو حلال طریقہ سے اپنایا گیا ہو۔ وہ حلال نطفہ سے ہو، یعنی اس کا نسب متعین ہو، اس کے باپ کا پتا ہو، معاشر تی شناخت حاصل ہو، معاشرہ میں مقام حاصل کرنے کے لیے خاندان ملے، یہی وجہ ہے کہ اسلام میں نکاح کولازمی قرار دیا گیا ہے۔ کے اولادکی نیکی اور بھلائی کے لیے دعاکر نا۔ بچوں کا حقوق حق میہ بھی ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ سے کے اولادکی نیکی اور بھلائی کے لیے دعاکر نا۔ بچوں کا حقوق حق میہ بھی ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ سے

نیک اولاد کی دعائیں کرے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اس عمل کو مؤنین کی صفت قرار دیا ہے۔ ارشاد فرمایا: وَالَّذِیْنَ یَقُولُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِیْتِنَا قُرَّةَ اَعْیُنِ وَ اجْلْنَا لِمُنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِیْتِنَا قُرَّةَ اَعْیُنِ وَ اجْلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا . (قرآن: ۲۵: ۲۵)۔ مسلمان بید دعا کرتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار! تو ہمیں نیک جوڑے اور اولادسے آکھوں کی ٹھنڈک عطافر مااور ہمیں پر ہیزگاروں کا امام بنا۔

اولاد بالخصوص نیک اولاد بہت بڑی نعمت ہے۔ والدین کا فرض ہے کہ جب انہیں اولاد کی نعمت سے نوازا جائے تواس کی نیکی کی دعائیں اللہ سے کرتے رہیں، چناں چہ سید نا ابوم پر ہ قامت موایت ہے کہ نبی کریم النوائی آیا ہوا نے ارشاد فرمایا:۔ قَلاَثُ دَعْواتِ یستجاب لهن لا شک فیهن دعوۃ المظلوم، و دعوۃ المسافر، ودعوۃ الموالد لولدہ (ابن ماجہ)۔ تین دعائیں ایسی ہیں جن کی قبولیت ہیں کوئی شک نہیں: مظلوم کی دعا، مسافر کی دعا اور والد کی اپنی اولاد کے لیے دعا۔ میں موئی شرح میں کوئی شک نہیں: مظلوم کی دعا، مسافر کی دعا اور والد کی اپنی اولاد کے لیے دعا۔ معالی زق فراہم کریں، والدین حلال غذائیں استعال کریں تاکہ جو حمل شہرے وہ بھی رزق حلال کا نتیجہ ہو، حرام ذریعہ سے حاصل کیا گیا نہ ہو، مثلاً رشوت، چوری، ڈاکہ، غصب کے ذریعہ حاصل کیا ہوامال کوز بعہ اولاد پر اثر انداز ہوتا ہے، ایسے مال سے پرورش پانے والا جسم دنیاوی واخر وی اعتبار سے سعادت و خیر کا دریعہ نہیں بن سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے آپ اٹھ آیا ہی حدیث کا مفہوم ہے، جس شخص کی حرام لقمہ سے پرورش ہوتی ہے اس کی چالیس دن تک دعاء قبول نہیں ہوتی۔

اللہ دیتا ہے۔ اس کو واپس لینے کا حق ہے کہ آؤ کی وجہ ہے قبل کو بدترین جرم قرار دیا گیا ہے خواہ اپنی اولاد کا ہو۔ قرآن میں ہے: 'آپ کہئے کہ آؤ میں تم کو وہ چیزیں پڑھ کر سناؤں جن کو تمہارے رب نے تم پر حرام فرمادیا ہے، وہ یہ کہ اللہ تعالی کے ساتھ کسی کو نثریک مت کھہراؤ، اور مال باپ کے ساتھ احسان کرو، اور اپنی اولاد کو افلاس کے سبب قتل مت کرو، ہم تم کو اور ان کورزق دیتے ہیں، اور بے حیائی کے جتنے طریقے ہیں ان کے پاس محصی مت جاؤ، خواہ وہ اعلانیہ ہول یا پوشیدہ، اور جس کا خون کرنا اللہ تعالی نے حرام کردیا ہے اس

بچوں کے حقوق

کو قتل مت کرو۔ ہاں مگر حق کے ساتھ ، اسی کا تمہیں تاکیدی حکم دیا ہے تاکہ تم سمجھو۔ ((قرآن، ۲:۱۵۱)

الله تعالیٰ نے ''سورہ الاسراء '' میں اس مضمون کو اس طرح سے بیان فرمایا ہے کہ ''مفلسی کے خوف سے اپنی اولاد کو مار نہ ڈالو! انہیں اور تمہیں ہم ہی روزی دیتے ہیں، یقیناً ان کا قتل کر نا کبیرہ گناہ ہے۔ ((قرآن، کا: ۳۱)

زندگی کا تحفظ، بیاری سے بچانا بھی ہے، اگر بچہ بیار ہو جائے تواس کاعلاج کرانا، وبائی امراض سے حفاظت کرنا، موروثی بیاریوں سے بچانے کی پیش بندی کرنا، خطرناک مقامات، جہاں جان ضائع ہونے کاخد شہ ہواس سے محفوظ رکھنے کے اقدامات کرناوغیرہ۔

۵۔ بچہ کا اچھا نام رکھا جائے:۔
جائے۔ نام بچہ کو شاخت فراہم کرنے کا ذریعہ ہوتا ہے۔ ناموں کے شخصیت پر اثرات ہوتے ہیں۔ نبی کریم اللّٰی اللّٰی کا ارشاد گرامی ہے: بچہ اپنے عقیقہ کے ساتھ گروی ہے، جو ساتویں دن اس کی طرف سے ذرّح کیا جائے گا، اور اس کا نام رکھا جائے گا، اور اس کا نام رکھنا چاہئے۔ اس کے سر کے بال اتارے جائیں گے۔ یعنی ساتویں دن اس کا نام رکھنا چاہئے۔ (ابن ماجہ ونسائی)۔

نبی کریم النگالیّر نبی نامول کے بارے میں بتلاتے ہوئے ارشاد فرمایا:۔ تمہارے نامول میں سے اللہ کو سب سے زیادہ محبوب نام: عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہیں۔ (مسلم ۱۵۸۷)۔اسی طرح ہر وہ نام جو بامعنی و خوب صورت ہو اور مشرکانہ مفاصیم سے منزہ ہو رکھا جانا چاہئے، اس لیے کہ بچوں پرناموں کا اثر پڑتا ہے۔ ۵۔ بچول کے درمیان عدل و مساوات قائم کرنااوران سے محبت کرنا:۔ اولاد میں عدل و مساوات کے متعلق امام بخاری و مسلم نے سید نا نعمان بن بشیر کی حدیث ذکر کی ہے، وہ فرماتے ہیں میرے والد مجھے لے کررسول اللہ النافی ایکھی خدمت میں حاضر ہوئے، اور عرض کیا: میں نے اپنے میرے والد مجھے لے کررسول اللہ النافی النافی اللہ النافی اللہ النافی اللہ النافی اللہ النافی اللہ النافی النافی النافی النافی النافی اللہ اللہ النافی النافی النافی النافی النافی النافی النافی النافی النافی اللہ النافی النافی اللہ النافی ال

اس لڑکے کو اپناایک غلام مدیہ کردیا ہے۔ رسول اللہ اللّٰہ الللّٰہ اللّٰہ الللّٰہ اللّٰہ الللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ اللّٰ

2۔ بچہ کی عزت و آبرو کا شخفط کرنا: ہم بچے کو ظلم، تشدد اور استحصال سے بچانے کا حق ہے۔ اس طرح اس کی عزت و آبرو بھی، عزت و آبرو کے شخفط کا مطلب ہے بچہ کی تذکیل نہ کی جائے، اسے باعزت نام و القاب سے بکارا جائے، حقارت کا رویہ نہ اپنایا جائے، غلط کاموں پر اس کی سرزنش ضرور کی جائے، کین اصلاح کی نیت سے، عزت و آبرو کے شخفط کا مطلب یہ بھی ہے کہ انہیں بری صحبت سے بچایا جائے تاکہ وہ اخلاقی و جنسی برائیوں سے محفوظ رہیں۔

۸۔ بچہ کے ساتھ شفقت سے بیش آنا: ۔ یعنی بچوں سے محبت اور شفقت ان کاحق ہے، سیر ناعائشہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ النَّیْ اَیْ اَرشاد فرمایا: لَایَکُونُ لِأَحَدِثَلَاثَ بَنَاتٍ، أَوْثَلَاثَ أَخَوَاتٍ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ النَّیْ اَیْبَا اِنی، ۱۰۳) ۔ جس کسی کی بھی تین بیٹیاں یا بہنیں ہوں وہ ان کے ساتھ اچھاسلوک کرے تواسے جنت ملے گی۔ نبی کریم النَّیُ اَیّبَمْ نے شفقت کے حوالے سے ایک

اچھے معاشرہ کے قیام کے لیے روشن ہدایت فرمائی۔

سنن ترمذی میں ہے: جو شخص ہمارے جھوٹوں پر رحم نہیں کرتا، اور ہمارے بڑوں کی توقیر نہیں کرتا، وہ ہم میں ہے: جو شخص رحم نہیں کرتا، وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ (الترمذی، ۴: ۱۳۲۲) ۔ آپ الٹی اللہ فی کافرمانِ ہے: جو شخص رحم نہیں کرتا، اس پر بھی رحم نہیں کیا جاتا۔ (بخاری، ۱۹۹۷)۔

ایک دفعہ آپ ایٹی آیٹی ایپ چھوٹے نواسے حضرت حسین کو پیارسے چوم رہے تھے کہ پاس بیٹے ہوئے ایک دیہاتی نے جیران ہو کر کہا: 'اآپ ایٹی آیٹی پی پی کو پیارسے بوسہ دیتے ہیں؟ ہم توابیام گرنہیں کرتے ''اس کی بات سن کرآپ ایٹی آیٹی نے فرمایا: ''اگر تیرے دل سے اللہ تعالی نے رحم نکال دیاہے تواس میں میر اکیاافتیارہے ''۔ایک دفعہ ایک بیچ کو بوسہ دیتے ہوئے فرمایا: '' بیچ توجنت کے پھول ہیں''۔

ارشاد نبوی ایٹی آیٹی کو چھی تعلیم دلوانا:

ارشاد نبوی ایٹی آیٹی ہے نہ کا حاصل کر نام مسلمان پر فرض ہے۔ (ابن ماجة) والدین کو چاہیے کہ اپنے بچول کو نیکی کی تعلیم دیں اور برائی سے بیخے کی تعلیم دکریں۔ حصول علم مر بچہ پر لازمی قرار دیا گیاہے، علم کو دو حصول میں تقسیم کر سکتے ہیں، ایک تلقین کریں۔ حصول علم مر بچہ پر لازمی قرار دیا گیاہے، علم کو دو حصول میں تقسیم کر سکتے ہیں، ایک علم الفرائض ہے، یعنی بچہ کو قرآن کریم کی تعلیم دی جائے، شریعت اور دین کے احکام کی تعلیم دی جائے مثلاً نماز، روزہ، حقوق و معاملات اور معاشرت و غیرہ تاکہ شریعت کے مطابق وہ زندگی گزار نے کے لیے ضروری ہیں، انہیں سکے اور دوسرے عصری علوم ہیں، یعنی ایساعلم و ہنر جو حلال ہو اور ذریعہ معاش بن حاصل کرنے کے اسباب و مواقع فراہم کیے جائیں، یعنی ایساعلم و ہنر جو حلال ہو اور ذریعہ معاش بن سکے، اس کا دائرہ بہت و سیع ہے۔

 کا مناسب انتظام تھا، انہیں محبت اور پیار سے بلایا جاتا تھا۔ حضرت علیٰ چھوٹی سی عمر میں بھی بہت عمرہ عادات کے مالک تھے۔ وہ نہایت فرماں بردار، خوش اخلاق اور ہنس مکھ تھے، اس لیے گھروالے ان کی پیاری عاد توں اور بھولی اداؤں کو پیند کرتے تھے۔ گھر کام فردانہیں عزت اور محبت سے نواز تا تھا۔ اسی طرح آپ لٹی گلیکی کو انس سے بہت محبت تھی اور پیار سے بیٹا یا پیارے انس کہہ کر بلاتے تھے۔ اکثر پیار و محبت سے ان کے سر پر ہاتھ بھیرا کرتے تھے۔ ایک دفعہ آپ لٹی گلیکی نے انس سے فرمایا: "اے میرے چھوٹے بچ جہاں تک ہو سکے دن رات اس طرح گزار و کہ تبہارے دل میں کے خلاف کوئی میل نہ ہو"۔ بھی کبھی انس سے مذاق بھی کر لیتے تھے، ایک مرتبہ آپ لٹی گلیکی کی سے فرمایا: "اے دوکانوں والے "

الله تعالی نے حضرت سیدنا ابرائیمؓ کی دعا نقل فرمائی ہے کہ انہوں نے اپنے رب سے یہ دعا کی کہ وہ انہیں اور ان کی اولاد کو نماز کا پابند بنادے، اور ان کی تمام دعاؤں کو بالعموم اور اس دعاء کو بالحضوص قبول فرمالے۔" اے میرے پالنے والے! مجھے نماز کا پابند رکھ، اور میری اولاد کو بھی، اے ہمارے رب! میری دعا قبول فرما۔ "(قرآن، ۱۲؛ ۴۸)

نبی کریم اللّٰهُ اللّٰهِ فِي اللّٰهِ اللّٰهِ اللّٰهِ فَي اللّٰهِ اللّٰهِ اللّٰهِ اللّٰهِ اللّٰهِ اللّٰهِ اللّ کا حکم دو، اور اگر دس سال کے ہو جائیں توان کو نماز کے لیے مارو، اور انہیں الگ الگ سلاؤ۔" (مسد احمہ)

اا۔ پچہ شادی کے قابل ہو جائے تو ان کا نکاح کرا نا:

بالغ ہو جائے تو ان کا نکاح کرادیں تاکہ بچے غلط راستوں سے محفوظ رہیں، غلط جوڑے کے انتخاب سے محفوظ رہیں۔ جائیداد کی تقسیم کے خوف سے یاکسی اور غیر شرعی سبب سے تاخیر کی صورت میں اگر اولاد گناہ کی مرتکب ہو تو والدین بھی گناہ گار ہوں گے۔

11۔ پچہ اور بچی دونوں کو وراثت میں حصہ دینا: اللہ تعالیٰ نے تمام ورثاء کے حقوق متعین فرما

دیئے ہیں، للذا وراثت سے کسی کو محروم کرنے کا حق نہیں ہے، خواہ لڑکا ہو یالڑکی محروم کرنا کبھی عاق کی صورت میں ہوتا ہے اور کبھی قرآن کریم کے حکم کی صریحاً خلاف ورزی کی شکل میں، بعض افراد اپنی زندگی میں ہے عمل کرتے ہیں کہ ایک بچہ کو مال و جائیداد دیا، دوسرے کو محروم کردیا یا ایک کوزیادہ دیا دوسرے کو کم دیا، نثر عاً یہ بھی ظلم ہے، اس کی بھی اجازت نہیں، آپ اللّٰہ اللّ

سا۔ بچوں کے لیے جائداد چھوڑنی جاہیے: حضرت سید نا سعد بن إبی و قاص سے روایت

ہے کہ میں مکہ میں بیار تھا، اور رسول اللہ لٹا گالیا ہم میری عیادت کو تشریف لائے، میں نے عرض کیا: حضور لٹا گالیا ہم میرے پاس مال ہے، کیا میں اپناسارا مال خیرات کرنے کی وصیت کر سکتا ہوں؟ فرمایا: نہیں، میں نے عرض کیا: اچھا تو نیک فرمایا: نہیں، میں نے عرض کیا: اچھا تو ایک تہائی سہی، فرمایا: - خیر! گر تہائی بھی بہت ہے، اگرتم اپنے ورثاء کو مال دار چھوڑ کر مروتو یہ اس سے بہتر ہے کہ تم ان کو محتاج چھوڑ کر مروکہ وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں، اور تم جو کھے مال خرچ کروگے وہ تہہارے واسطے صدقہ (ثواب) ہے، حتی کہ جو لقمہ تم اپنی بیوی کے منہ میں دُرایتے ہو، اور امید تو یہ ہے کہ اللہ تعالی تم کو زندہ رکھے گاور تمہارے ذریعہ سے کسی کو نفع اور کسی کو ضرر کہنچے گا۔ (بخاری)

ہ۔۔ ۱۲۔ معذور بچوں کی معاونت و کفالت ان کا حق ہے: معذور یکے ہوں یابڑے ان کے ساتھ

طعن و تشنیع کے جملوں کا استعال یاز س کھانے کارواج ہے، جس سے معذور فرد میں خوداعتادی کے بجائے بے جارگی کاروبیر پروان پڑھتا ہے۔ ایسے افراد کے ساتھ نازیبالور انتیازی سلوک کی ممانعت کی گئی ہے۔ ان سے مساویانہ سلوک اور رعایت کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور ترغیب دی گئی ہے کہ ایسے افراد کے ساتھ ہمدردی کے ساتھ تعاون و کفالت کاروبیہ اختیار کیا جائے تاکہ وہ معاشرہ میں اپناکر داراداکر سکیں، بیان کا حق ہے اور م فرد کی ذمہ داری ہے۔ کفالت کاروبیہ اختیار کیا جائے تاکہ وہ معافی مشقت کام نہ کروایا جائے:

اسلام کی عمومی تعلیمات سے واضح ہوتا ہے بچہ سے مشقت والے کام نہ کروائے جائیں، بالخصوص مزدوری و ملازمت، اس

بچوں کے حقوق

لیے کہ بیہ عمر کھیلنے اور تعلیم حاصل کرنے کی ہے۔ بچہ فل ٹائم یا پارٹ ٹائم کمانے لگتا ہے، تواس کی توجہ فوائد پر مر تکز ہو جاتی ہے، اس کا دل و دماغ تعلیم میں لگتا ہے نہ دیگر امور میں جب کہ بچہ کو پہلے مرحلہ میں اپنی صلاحیتیں علوم و فنون کے حصول پر صرف کرنی چاہیے۔

یاد رکھیں بچے ہمارا مستقبل ہیں، ہمیں پورے خلوص کے ساتھ ان کی بہتری کے لیے سوچنا چاہئے، ہماری سوچ و حی الہی اور اِسوہ حسنہ لِنْتَا اَلَہُمْ کے ماتحت ہوگی تو یقیناً نتائج اجھے ہوں گے۔ اسلام جامع مذہب ہے اور اس کی تعلیمات افراط و تفریط سے پاک ہیں۔جو حقوق اسلام نے عطا کیے ہیں، وہ متوازن و مفید ہیں۔ ہمارے معاشرے اور ملک میں ان اصول پر سختی سے عمل ہونا چاہئے تاکہ بچوں کے حقوق محفوظ ہوں اور ملک و ملت کا مستقبل روشن ہو۔

عملی مثق:

- (۱) طلبہ اپنے خیالات کا اظہار کریں کہ وہ اپنے ارد گرد بچوں کے حقوق کی حفاظت کے لیے کیا کر سکتے ہیں۔
- (۲) بیچ گروپ میں تقسیم ہو کر بچوں کے حقوق کے تحفظ کے لیے منصوبہ بندی کرس۔
- (۳) استاد طلبہ کو نصیحت کریں کہ وہ اپنے گھر اور معاشرے میں بچوں کے ساتھ حسن سلوک کو فروغ دیں۔
- (۳) بچوں کے حقوق کے بارے میں ایک مضمون لکھیں۔بعنوان: "بچوں کے حقوق کی حفاظت ہمارا فرض ہے"۔

سوالات:

(۱) درج ذیل الفاظ کے معانی بتائیں:

بیش بندی ، پر هیزگار، امتیازی سلوک، مفاهیم، عرض کرنا، مرتکب

بچوں کے حقوق

هونا، سرزنش، بوسه، پرمشقت، حقارت

(٢) يح كيا بين اور ان كي اہم ضروريات كيا ہو سكتي بين؟

(m) بچوں کے ساتھ نرمی اور محبت کیوں ضروری ہے؟

(۴) بچوں کے حقوق کی وضاحت کریں:

(۵) خالی جگهوں کو پر کیجیے:

بچہ کا تیسر احق ہے رزق حلال یعنی والدین اسے حلال کریں ، یعنی حلال غذا کی فراہمی والدین حلال غذا کیس استعال کریں تاکہ جو حمل ٹہرے وہ بھی ہو، حرام ذریعہ سے حاصل کیا گیا نہ ہو، مثلًا کے ذریعہ حاصل کیا ہوا مال بھی اولاد پر اثر انداز ہوتا ہے ، ایسے مال سے جسم دنیاوی و اخروی اعتبار سے سعادت و خیر کا ذریعہ نہیں بن سکتا ہے ۔ یہی وجہ ہے کا مفہوم ہے ، جس شخص کی حرام لقمہ سے ... ہے اس کی چالیس دن تک دعاء قبول نہیں ہوتی ۔ کی حرام لقمہ سے ... ہوتا کے ضد کھیں :

یاسداری، معذور، خدشه، توقیر، موروثی، افراط، نازیبا، سعادت، خیر، حسن، سلوک



سبق نمبر ۱۰

لمبيني گارڈن کا سفر



آج پر نسپل صاحب نے آخری گھنٹی میں بچوں کو جمع کیا اور اعلان کیا کہ کل آپ تمام کو بکنک میں جانا ہے اور ان شاء اللہ کل بکنک کے لیے ہم لوگ لمبینی گارڈن کا سفر کریں گے۔ پہلے سے آپ حضرات کو جو ہدایات دی گئی ہیں، اسی لحاظ سے تیار ہو کر کل صبح سات ہجے اسکول پہنچ جائیں۔ارادہ سے کہ صبح ٹھیک سات ہجے ہی بکنک کے لیے طلبہ وطالبات نکل جائیں۔

آج گھر پہنچے تو پہنچے ہی امی سے بتایا کہ کل ہم لوگوں کا پکک پرو گرام ہے۔اس لیے کل ناشتہ اور تیاری وقت پر ہونی جا ہیے۔ ہم ساڑھے چھ ہجے ہی گھر سے نکل جائیں گے اور سات ہجے اسکول سے ہمیں پکک کے لیے نکلنا ہے۔ الحمد للداگلی صبح وقت پر اسکول پہنچ۔ آج ہم بچ بہت خوش اور ہثاش بشاش نظر آ رہے تھے۔ سب کے چہرے بشرے سے خوشی صاف نمایاں تھی۔ پر نسپل صاحب کی مگرانی میں سات بجے اسکول سے ہم لوگ نکلے۔ درجہ اٹھ ، درجہ نو اور درجہ دس کے بچوں پر

مشتمل مکنک کا بدیر و گرام تھا۔ ہمارے اسکول ہے کل ۹۰ طلبہ وطالبات تھے۔ آج اسکول بیگ کا بوجھ نہیں تھا، سب مسرور تھے، بعض طلبہ بیڈ منٹن اور بعض طلبہ نے کرکٹ مال بھی لائے تھے۔ دو بسوں سے ہم لوگ روانہ ہوئے۔ محمد ساجد نے سفر پر نکلنے اور سواری پر سوار ہونے کی دعا پڑھی اور سب نے بآواز بلندساتھ دیا۔ یانچ کلومیٹر کے بعدایک دوسرے مدرسہ کے بچے بھی ہمارے ساتھ ہوگئے۔اب ہمارا قافلہ کافی بڑا ہو گیا تھا۔ بیسا کھ کا پہلا ہفتہ تھااس لیے ہم لوگ ملکے کپڑوں میں تھے۔ صبح ساڑھے آٹھ بچے ہی ہم لوگ لمبینی گارڈن میں پہنچ گئے تھے۔ بس یارک اور انٹر نیشنل کا نفرنس ہال کے جوار میں بنے خوب صورت یارک میں ہم نے اجتماعی ناشتہ کیا۔ پھر دیر تک خوب گھوم گھام کریورے گارڈن کی زیارت کی گئی۔ پہلے اتر جانب ورڈپیس پیگوڑا گئے جو بالکل سفید بلڈنگ ہے۔ یہاں بچوں نے شوقیہ تصاویر لیں اور خوب خوش ہوگئے۔ بعض بیچے گول سیر هیوں سے ہوتے ہوئے بالکل اوپر تک چڑھ گئے۔ پھر سری لنکا ہوٹل کا معاینہ کیا۔واپس بس یارک پر آئے، ککٹ کاؤنٹر سے تمام طلبہ کے لیے ٹکٹ بنوایا گیا اور وہاں سے کشی کی مدد سے سیدھے مایادیوی مندر گئے۔ کروز بوٹ پر سوار ہوئے۔ تھوڑی ہی دور چلے تھے کہ مارے خوشی کے سب بیجے بلند آواز میں شور مجانے لگے۔ بل کے نیچے سے گزرتے ہوئے دیکھا کہ بندر بالکل ہم بچوں کی طرح پل پر چڑھتے ہیں اور پانی میں بار بارچھلانگ لگاتے ہیں۔ بندروں کی حرکتیں دیکھ کر ہم قہقہہ زار ہوگئے۔ الحمد للله موسم بہت خوش گوار تھا۔ بوٹ سے اترے اور سیدھے پیدل مایادیوی مندر گئے۔ یو کھری اور اشوک استمېچه د یکھا۔ پر نسپل صاحب نے اعلان کیا کہ اب ایک گھنٹہ آپ لوگ خو د ہی اد ھر اد ھر گھوم لیں اور جن کو کچھ کھیلنا کو دناہے وہ بھی کرلیں۔ ٹھیک ایک گھنٹہ بعد بوٹ پر دو بارہ سوار ہونے کے لیے پہنچیں۔ ہم نے وہاں قریب میں موجود دو تین مندروں کی زیارت کی۔ مختلف ممالک کے طرز تغمیر کا مشامدہ کیا۔البتہ ہمارے بعض ساتھی وہیں میدان پاکر کھیل کود میں مصروف ہوگئے۔ لمبینی گارڈن کی زبارت مکمل کرتے ہی ہم لوگ پرٹریا چوراہے سے مشرقی جانب مسجد دارالسلام گئے اور وہاں ہم نے ظہر کی نماز ادا کی۔مسجد ماشاء اللہ بہت بڑی اور بہت خوب صورت

تھی۔وضوخانہ اور طہارت خانہ کا معقول انتظام تھا۔ نماز کے بعد پرنسپل صاحب کے حکم پر سوشل سائنس پڑھانے والے ہمارے ماسٹر صاحب نے ایک تقریر کی:

پیارے بچو! کمبینی گارڈن جسے ابھی آپ نے دیکھا یہ ایک تاریخی مقام ہے، جو دنیا بھر میں بدھ مت کے پیروکاروں کے لیے بے حداہمیت رکھتا ہے۔ یہ جگہ گوتم بدھ کی جائے پیدائش کے طور پر مشہور ہے اور نہ صرف مذہبی بلکہ ثقافتی، تاریخی اور سیاحتی لحاظ سے بھی منفر دہے۔ لمبینی گارڈن یو نیسکو کے عالمی ثقافتی ورثے کی فہرست میں شامل کر لیا گیا ہے اور ہر سال ہزاروں زائرین یہاں آتے ہیں تاکہ روحانی سکون حاصل کر سکیں اور اس عظیم تاریخی مقام کاسیر کر سکیں۔

کمبینی کا ذکر قدیم بدھ مت کی کتابوں اور کتبوں میں موجود ہے۔ ۵۹۳ قبل میں منہ ادہ سدھارتھ، جنہیں بعد میں گوتم بدھ کے نام سے جانا گیا، کہا جاتا ہے کہ لمبینی کے اسی پرسکون باغ میں پیدا ہوئے تھے۔ یہ باغ اس وقت ان کے باپ راجہ شدھودھن کی ریاست کا حصہ تھا۔ گوتم بدھ کی تعلیمات نے دنیا کو امن، ہمدردی اور عدم تشدد کا پیغام دیا۔

کمبینی کے تاریخی مقامات میں اشوک کا ستون سب سے زیادہ مشہور ہے، جو راجہ اشوک نے تیسری صدی قبل مسے میں بدھ مت کے فروغ کے لیے بطوریادگار نصب کیا تھا۔ ستون پر کندہ تحریریں اس جگہ کی تاریخی اہمیت کی تصدیق کرتی ہیں اور یہاں کا دورہ کیا تھا۔

مایاد بوی مندر: کمبینی گارڈن کا مرکز مایا دیوی مندر ہے، جو گوتم بدھ کی والدہ مایا دیوی سے منسوب ہے۔ کہا جاتا ہے کہ شہرادہ سدھارتھ کی پیدائش اسی باغ میں ایک درخت کے نیچے ہوئی تھی۔ بطور علامت مندر کے اندروہ پھر محفوظ ہے جو گوتم بدھ کی پیدائش کے مقام کی نشان دہی کرتا ہے۔ یہ مقام بودھسٹ زائرین کے لیے خاص روحانی اہمیت رکھتا ہے اور یہاں مروقت عبادت گزاروں کی بھیڑگی رہتی ہے۔ وہ یہاں آتے ہیں اور خاص طرح کی عبادتوں میں مصروف دکھائی

لمبینی گارڈن کا سفر

دیتے ہیں۔

بین الا قوامی خانقابیں: یہاں مختلف ممالک کی طرف سے تغمیر کی گئی خانقابیں اور مندریں موجود بیں۔ ان خانقابوں میں مختلف طرز تغمیر کی جھلک ملتی ہے، جو ہر ملک کی بدھ مت سے وابستہ روایت اور ثقافت کی نمائندگی کرتی ہیں۔ جاپانی، تھائی، سری کئکن، چینی اور دیگر طرز تغمیر کے مندر یہاں موجود ہیں، جو اس مقام کو عالمی بدھ مت کا مرکز بناتے ہیں۔



قدرتی خوب صورتی اور ماحول: یه گارڈن اپنی قدرتی خوب صورتی کے لیے بھی مشہور ہے۔ یہاں کے پر سکون ماحول میں زائرین مراقبہ کرتے ہیں اور بدھ مت کی تعلیمات کو گہرائی سے سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ باغ کے ارد گرد موجود جھیلیں، خوب صورت پارک اور روڈ، بس پارک سے مندر تک نہراور نہر کے دونوں جانب کشادہ فٹ پاتھ، محراب نما قدیم طرز کی جا بجا عمار تیں، درخت اور سبز ہاس کی خوب صورتی کو مزید نکھارتے ہیں۔ زائرین کے لیے کروز بوٹ یعنی چھوٹے درخت اور سبز ہاس کی خوب صورتی کو مزید نکھارتے ہیں۔ زائرین کے لیے کروز بوٹ یعنی چھوٹے

اسٹیمر کی سہولت بھی موجود ہے، جو بالخصوص بچوں کواس مقام کاایک منفر داور دلر با تجربہ فراہم کرتی ہے۔ بس پارک سے مایادیوی مندر تک زائرین بالعموم اسی کشتی پر سوار ہو کر سفر کرتے ہیں۔
لمبینی کی عالمی اہمیت لمبینی گارڈن نہ صرف بدھ مت کے پیروکاروں کے لیے بلکہ تاریخ،
ثقافت اور امن میں دلچیپی رکھنے والے لوگوں کے لیے بھی ایک اہم مقام ہے۔ اس مقام پر مر سال
امن کا نفر نسز اور عالمی ثقافتی تقریبات کاانعقاد کیا جاتا ہے، جو دنیا بھر سے مختلف مذاہب اور ثقافتوں
کے لوگوں کوایک ساتھ لانے میں معاون ثابت ہوتی ہیں۔ تعاون باہمی کے ساتھ متحدہ کو ششوں
کوفروغ دیتی ہیں۔

لمبینی گارڈن ایک ایبا مقام ہے جو تاریخ، روحانیت، اور قدرتی خوب صورتی کو یکجا کرتا ہے۔ یہ دنیا بھر کے لوگوں کو امن، ہم آ ہنگی، اور بھائی چارے کا پیغام دیتا ہے۔ لمبینی گارڈن طلبہ ودیگر حضرات کے لیے بکنک کی بہترین جگہ ہے۔ ساتھ ہی تاریخی معلومات اور بودھ مت کی قدامت وتاریخ کو جانے کا بھی ذریعہ ہے۔ ساتھ سائٹ پیلس کا تعارف: سائٹ پیلس ایک جدید طرز کاوہ مقام ہے جہاں سے زائرین گارڈن کے مختلف مقامات کا جائزہ لے سائٹ پیلس ایک جدید طرز کاوہ مقام ہے جہاں سے زائرین گارڈن کے دیکھناچاہتے ہیں۔اس کے ڈیزائن میں روایتی نیپالی فن تغییر اور جدید سہولتوں کا امتزاج موجود ہے۔ خوب صورت ستون، کھلی گیلریاں، اور نظارے کے لیے مخصوص بالکونیاں بنائی گئی ہیں۔سائٹ پیلس کے اندرایک معلوماتی مرکز بھی موجود ہے جہاں لمبنی گارڈن کی تاریخ، گوتم بدھ کی زندگی، پیلس کے اندرایک معلومات کے بارے میں تفصیلی معلومات فراہم کی جاتی ہیں۔ ایک گیلری بھی موجود ہے جہاں لمبنی گارڈن کی تاریخ، گوتم بدھ کی زندگی، موجود ہے جہاں فدیم دور کی تصویریں، اشوک کے ستون کی تفصیلات، اور دیگراہم آ ثار قدیمہ کی موجود ہے جہاں فدیم دور کی تصویریں، اشوک کے ستون کی تفصیلات، اور دیگراہم آ ثار قدیمہ کی موجود ہے جہاں زائرین کے لیے بیٹھنے کی جگہیں، ریفریشنٹ کے اسٹالز، اور گائیڈکی سہولت نمائش کی گئی ہے۔ یہاں زائرین کے لیے بیٹھنے کی جگہیں، ریفریشنٹ کے اسٹالز، اور گائیڈکی سہولت بھی ہے۔

ورلڈ بیس بیگوڈا: یہ خوب صورت ، سفید اور یادگار بلڈنگ جو شانتی اسٹویا کے نام سے بھی

جانی جاتی ہے، دنیا بھر میں جاپانی بدھسٹ تنظیم نپونزان میو ہو جی کی جانب سے تعمیر کردہ امن پیگوڈوں میں سے ایک ہے۔ یہ پیگوڈابودھا کی جائے پیدائش کے قریب واقع ہونے کی وجہ سے روحانی اور ثقافتی اہمیت رکھتا ہے۔ اس کی تعمیر کا مقصد لوگوں کو ہم آ ہنگی کے ساتھ زندگی گزارنے کی ترغیب دینااور عالمی اتحاد کو فروغ دینا تھا۔ نپونزان میو ہو جی نے اس منصوبے کی قیادت کی، جس کا مقصد اہنسا، عدم تشد داور عالمی امن کی ترویج تھا۔

پیگوڈاسادگی اور خوب صورتی کا شاہ کارہے۔ سفید سنگ مر مرسے تغیر کردہ یہ عمارت پاکیزگی اور سکون کی علامت مانی جاتی ہے۔ گنبد نمااسٹو پا کوسونے کے مجسموں سے سجایا گیاہے جو بودھا کی زندگی کے مختلف مر احل کی عکاسی کرتے ہیں، جن میں ان کی پیدائش، روشن خیالی، پہلا وعظ، اور وفات شامل ہیں۔ یہ یادگار مجسمے جمالیاتی دل کشی میں اضافہ کرتے ہیں۔زائرین یہاں مراقبہ کرنے اور روحانی سکون حاصل کرنے کے لیے آتے ہیں، جب کہ سیاح اس کی تغیرات، خوب صورتی اور ارد گرد کے ثقافتی مقامات کی سیر کرتے ہیں۔

روحانی اہمیت سے ہٹ کر، ورلڈ پیس پاگوڈا بین الا قوامی تعاون کی علامت بھی ہے۔ اس کی تعمیر میں دنیا بھر کے افراداور تنظیموں نے تعاون کیا، جوامن کے لیے مشتر کہ عزم کا مظہر ہے۔ یہ مقام مختلف تقادیب کی میز بانی کرتا ہے جو مختلف ثقافتوں اور فداہب کے در میان باہمی رواداری اور اتحاد کو فروغ دینے کے لیے منعقد کی جاتی ہیں۔ یہاں آنے کا بہترین وقت مارچ سے اکتوبر کے در میان کا وقت ہے جب موسم خوشگوار ہوتا ہے۔

بين الا قوامي كا نفرنس مال:

بین الا قوامی کا نفرنس ہال کمبنی میں واقع ایک شان دار تغمیر ہے، جو علمی مباحثوں، ثقافتی تقریبات، اور عالمی امن کے فروغ کے لیے وقف ہے۔ یہ کا نفرنس ہال بدھ مت کے پیروکاروں اور دنیا بھر کے سیاحوں کے لیے خاص اہمیت رکھتا ہے۔ اس کی تغمیر کا مقصد دنیا بھر کے مختلف مٰداہب، ثقافتوں، اور نظریات کے افراد کوایک جگہ پر جمع کرنا ہے تاکہ عالمی ہم آ ہنگی اور بھائی چارے کو فروغ دیا

جاسکے۔ یہ کا نفرنس ہال جدید اور روایتی فن تغمیر کا حسین امتزاج ہے۔اس انداز میں ڈیزائن کیا گیا ہے کہ یہ لمبنی کی مذہبی فضاسے ہم آ ہنگ ہو۔اس کا کشادہ ہال، جدید ترین سہولیات، اور ماحولیاتی طور پر یائیدار تغمیر اسے ایک منفر د بناتے ہیں۔

بین الا قوامی کا نفرنس ہال لمبنی کے سیاحتی مقامات میں ایک اہم اضافہ ہے۔ یہ ہال نہ صرف زائرین کو علمی اور ثقافتی سر گرمیوں سے واقف کراتا ہے بلکہ مقامی معیشت کو بھی فروغ دیتا ہے۔اس کے ذریعہ نہ صرف روز گار کے مواقع پیدا ہوتے ہیں بلکہ مقامی کارو بار اور دیگر انسانی خدمات کے شعبے کو بھی فروغ حاصل ہوا ہے۔

آخر میں ماسٹر صاحب نے کہا کہ مختصراً یہ معلومات دی گئی ہیں۔ باقی الحمد للد آپ لوگوں نے خود ہی مشاہدہ کر لیا ہے۔ دس کلومیٹر مر بع میں یہ پھیلا ہوا ہے اور اس میں ابھی انتمیراتی کام چل ہی رہاہے۔

اس کے بعد ہمارے لیے ظہرانے کا نظام کیا گیااور بغل کے ایک ہوٹل میں بیٹھ کر ہم تمام طلبہ اور طالبات نے ایک ساتھ دو پہر کا کھانا تناول فرمایا۔ آج ہماری پیند کے مطابق بریانی اور پیسٹری کا انتظام کیا گیاتھا۔ ہم لوگ بہت محظوظ ہوئے۔ ہمارے بعض ساتھی اپنے گھروں سے ٹفن لے کر بھی آئے تھے۔ اسے بھی آج خوب مزہ لے کر بانٹ بانٹ کر کھایا گیا۔ ہمارے ٹیبل پر چھ لوگ تھے اور سب ایک ہی کلاس ساتھی تھے۔

اس طرح سے ہم لوگ اب وہاں سے لوٹے اور بھیر ہوا اور نول پراسی بازار ہوتے ہوئے گروب آ فتاب سے نصف گھنٹہ قبل اپنے اسکول پنچے۔ بس سے اترے تو بچوں کو جمع کیا گیا اور مولانا صاحب نے کہا: بچو! اب آ رام سے اپنے اپنے گھروں کو جائیں اور اپنے والدین کو پکنک کی پوری روداد سنائیں اور آخری بات بتانانہ بھولیں: کہ گوتم بودھا ایک مشہور راجہ شدھودھن کا بیٹا تھا۔ اسے کافی غور وفکر کے بعد ایک اللہ کی معرفت مل گئی تھی۔ وہ توحید کا قائل تھا اور اس کی تعلیمات میں سب سے اہم اہنا ہے یعنی کوئی کسی پر ظلم اور تشددنہ کرے۔ لیکن لوگوں نے اس کی باتوں کو یکسر بھلادیا۔

لمبینی گارڈن کا سفر

ایک اللہ کو بھول گئے اور خود بودھا کی بڑی بڑی مور تیاں بنادی ہیں اور اسی کی پوجا شروع کر دی ہے۔ جب کہ بعض علماء نے لکھاہے کہ وہ نبی تھے اور ان کا نام قرآن میں ذوالکفل درج ہے۔

اب ہم اپنے اپنے گھروں کو رخصت ہوئے۔ الحمد للدید کینک ہمارے لیے بہت ہی مفید رہا۔ علم میں بھی اضافہ ہوا اور ہمیں کافی تفریح کا موقع ملا۔ آج دن بھر طلبہ وطالبات خوش گیوں میں مصروف رہے۔ کینک میں بہت ہی اہم بات یہ رہی کہ دو مدر سوں کے بچوں نے ایک ساتھ کینک کیا۔ اس طرح سے ہمیں دیگر اساتذہ سے بھی اور دوسرے مدرسے کے بچوں سے بھی بات چیت کرنے ان کے ساتھ گھو منے اور کھیلنے کا موقع ملاجو بہت ہی مفید رہا۔

مشق اور سوالات:

(الف) مشکل الفاظ کے معانی لکھیں:

مشاش بشاش، معاینه ، منسو،ب امتزاج، خوش گیی، ترویج ،خوش گوار، خانقاه، واقف کرانا، قدامت، مسرور، میزبانی

(ب) درج ذیل سوالول کا جواب دیجیے:

سوال نمبرا:۔ تعلیمی زندگی میں کپنک کیوں ضروری ہے؟ اس کے تین فولکہ کھے: سوال نمبر ۲:۔ کمبینی گارڈن میں کن سیاحتی مقامات کی زیارت آپ نے کی ہے؟ سوال نمبر ۲:۔ ورڈ پیس بیگوڑاکی تغمیر کس مقصد سے کی گئی ہے؟

سوال نمبر ۲: ۔ ماسٹر صاحب نے انٹر نیشنل کانفرنس ہال کے بارے میں کیا بتایا؟ سوال نمبر ۵: ۔ مایادیوی مندر لمبینی میں کس جگہ واقع ہے؟ سوال نمبر ۲: ۔ ضد لکھیں:

قهقهه، مصروف، قدامت، بھائی چارہ، عدم تشدد، محظوظ، ہم آہنگ، فوائد (ج) درج ذیل ہوم ورک تیار کریں:

(۱) طلبہ کو چار گروپ میں تقسیم کیجیے اور ہر گروپ کے طلبہ گوتم بودھا کی

تعلیمات سے تین تین اہم باتوں کو ایک چارٹ پر پیش کریں۔
(۲) کیا آپ نے بھی لمبینی کی زیارت کی ہے ؟ تو اپنی آپ بیتی دو صفحات میں کھیے:
(۳) اگلے سال آپ لوگ کپنک میں کہاں جانا چاہتے ہیں اور کیوں؟ کم از کم پانچ دلائل اور فوائد لکھ کر اپنے پرنسپل صاحب کے پاس جمع کریں اور کپنک کا پرو گرام کنفرم کروائیں۔

اردو قواعد:۔

الف) آپ بیتی کسے کہتے ہیں؟ آپ نے کسی کی آپ بیتی پڑھی ہے تو بتائیں۔ ب) سیاحت سفر کی ایک قتم ہے جس میں کسی خاص مقام کا سفر کر کے اسے غور سے دیکھا جاتا ہے اور تفریح کی جاتی ہے۔ سفر کی دوسری اقسام ہیں، مثلًا: ، زیارت، سفر حج، سفر عیادت ان اسفار کا مفہوم لکھ کر ان کی وضاحت کریں۔

ج) سادگی پاکیزگی گندگی

ان الفاظ کے ہم وزن دس الفاظ آپ بھی لکھیں۔

د) درج ذيل اقتباس كو خوشخط لكه لائين:

" بچو! اب آرام سے اپنے اپنے گھروں کو جائیں اور اپنے والدین کو پکنک کی پوری روداد سنائیں اور آخری بات بتانانہ بھولیں: کہ گوتم بودھا ایک مشہور راجہ شدھودھن کا بیٹا تھا۔ اسے کافی غورو فکر کے بعد ایک اللہ کی معرفت مل گئی تھی۔ وہ توحید کا قائل تھا اور اس کی تغلیمات میں سب سے اہم اہنسا ہے بعنی کوئی کسی پر ظلم اور تشدد نہ کرے۔ لیکن لوگوں نے اس کی باتوں کو یکسر بھلادیا۔ ایک اللہ کو بھول گئے اور خود بودھا کی بڑی مور تیاں بنادی ہیں اور اسی کی پوجا شروع کردی ہے۔ جب کہ بعض علاء نے لکھا ہے کہ وہ نبی تھے اور ان کا نام قرآن میں ذوالکفل درج ہے۔"

قومی اخبارات کا تعارف



सर्वे भवन्तु सुखिनः सर्वे सन्तु निरामगः। सर्वे भद्राणि पश्यन्तु मा कश्चिद् दुःखभागजनः॥ निरोगी सबै हन् सबै हन् सुसीया। सबै वेस देखन् नहन् वचै दुखीया॥ राष्ट्रिय संस्करण

GORKHAPATRA DAILY

ملک کی ترقی اور خوش حالی میں میڈیا یعنی صحافت کا کلیدی رول ہوا کرتا ہے۔ خبروں کے ذریعہ دنیا کی ترقی اور ساجی تبدیلیوں کا پتہ لگتا ہے۔ ایجادات اور نئی تبدیلیوں سے باخبر ہوا جاتا ہے۔ ملک و بیرون ملک دنیا کی معلومات فراہم ہوتی ہیں۔ تعلیمی و ساجی ترقی کا بھی پتا لگتا ہے۔ خبروں اور اہم معلومات کا فوری تبادلہ ہوتا ہے۔ ہم دنیا کے احوال اور ہور ہی تبدیلیوں سے بروقت واقف ہوتے رہتے ہیں۔ اسی لیے کہا جاتا ہے کہ کسی ملک کی ترقی میں میڈیا کا اہم کر دار ہوتا ہے۔ صحافت کی دنیا میں اخبارات کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ پوری دنیا میں قومی تہذیب و ثقافت کے فروغ، ساجی و معاشرتی تبدیلی، ملک کی پالیسی کے نفاذ اور سوچ و فکر میں ہم آ ہنگی پیدا کرنے میں اخبارات نے اہم کر دار ادا کیا ہے۔ پوری دنیا میں اخبارات کا آغاز الکٹر انک میڈیا، ریڈیو، ٹیلی ویزن اور دیگر میڈیا سے پہلے ہوا۔

ہمارے ملک نیپال کے پرنٹ میڈیا یا اخبارات کی تاریخ انیسویں صدی کے اواخر میں شروع ہوئی، اور اس نے ملک کی سیاسی، ساجی، اور ثقافتی ترقی میں اہم کر دار ادا کیا ہے۔ آج، نیپال میں پرنٹ میڈیا کا ایک مضبوط نیٹ ورک موجود ہے، جو مختلف زبانوں اور موضوعات کا احاطہ کرتا ہے۔ نیپال کے قومی اخبارات مختلف زبانوں اور علاقائی پس منظر کی عکاسی کرتے ہیں۔ یہ اخبارات عوام کو خبریں، تجزیے، اور معلومات فراہم کرنے کے ساتھ نیپال کے ساجی، تعلیمی، سیاسی، اور اقتصادی حالات کو سبجھنے میں مدد دیتے ہیں۔ ذیل میں نیپال کے چنداہم قومی اخبارات کا تعارف پیش کیا جاتا ہے۔

نیپال کے پرنٹ میڈیا کی تاریخ اور موجودہ مشہور اخبارات کا تعارف:

جہت ترقی ملی۔

آغاز:۔ نیپال کا پہلا اخبار "گور کھا پتر "ہے، جو ۱۹۰۱ میں شائع ہو نا شروع ہوا۔ یہ اخبار نیپال کے شاہی خاندان کی زیر نگرانی شروع کیا گیااور بنیادی طور پر حکو متی اعلانات اور سر کاری خبروں کے لیے استعال ہو تا تھا۔ ۱۹۵۰ کی دہائی تک اخبارات پر سخت حکو متی کنڑول تھا، اور آزادی اظہار پر بڑی حد تک یا بندیاں عائد تھیں۔

جمہوری وجد مید دور کا آغاز:۔
پر پابندیاں کم ہو کیں اور آزاد اخبارات کی اشاعت شروع ہوئی۔اس دور میں کئی نئے اخبارات اور رسائل شائع ہوئے، جن میں سیاسی اور ساجی موضوعات پر بحث اور تجزیہ کے عمل کو فروغ ملا۔ رسائل شائع ہوئے، جن میں سیاسی اور ساجی موضوعات پر بحث اور تجزیہ کے عمل کو فروغ ملا۔ تعلیمی ترقی اور ثقافتی و فنی معلومات فراہم کرنے کارواج عام ہوا۔ مقامی کھیل کود، میلے اور تیوہار، ساجی روایات اور فد ہبی اعمال کو بھی کور بج ملنے لگا۔ ۱۹۹۰ میں نیپال میں بحالی جمہوریت کے بعد پر نٹ میڈیا نے تیزی سے ترقی کی۔ متعدد پارٹیوں کی متحدہ حکومتی نظام اور آزادی اظہار کے فروغ نے آزاد اور متنوع صحافت کو جنم دیا۔ عوام کی دل چسپی کافی بڑھ گئی۔ صحافت اور اخبارات کو ہمہ

موجوده مشهور اخبارات: - نیپال میں آج کی مشهور اخبارات شائع ہو رہے ہیں، جو نیپالی، انگریزی، اور دیگر زبانوں میں دستیاب ہیں۔ یہ اخبارات خبروں، تجزیوں، سائنسی و علمی معلومات، سیاسی انتخل بچھل اور تبدیلیاں، معاشی ترقی، عوام کے رجحانات، جدید دنیا کی سیاسی، ساجی و علمی ترقی و تبدیلی اور ملک کی قومی اور بین الاقوامی پالیسی پر مشتمل مفید معلومات فراہم

كرتے ہيں۔ ذيل ميں چنداہم اخبارات كا تعارف كرايا جاتا ہے:

نیالی زبان کے اخبارات:

ا. گور کھا پتر روز نامہ (Gorkhapatra):

یہ نیپال کا قدیم ترین اخبار ہے، جو آج بھی حکومتی پالیسیوں اور سرکاری اعلانات کا اہم ذریعہ ہے۔حکومتی اعلانات، معلومات، حکومتی پالیسی، سیاسی خبریں اور دیگر اہم قومی معلومات اس اخبار کے ذریعہ فراہم کی جاتی ہیں۔وزراءِ اور دیگر بڑے حکومتی اہل کاروں کے بیانات اس میں شائع ہوتے ہیں۔

۲. کانتی پور ڈیلی (Kantipur Daily):

یہ نیپال کاسب سے مشہور اور بڑے پیانے پر شائع ہونے والانیپالی زبان کا اخبار مانا جاتا ہے، اس کے بڑھنے والوں کی تعداد لاکھوں میں ہے۔ یہ اخبار سیاست، ساج اور معیشت پر مفصل رپورٹنگ کرتا ہے اور یہ کانتی پور میڈیا گروپ کے تحت شائع ہوتا ہے۔

۳. نیا پتریکا روزنامه (Naya Patrika):

یہ جدید خبروں اور تجزیوں کے لیے مشہور ہے۔نوجوان قارئین میں بہت مقبول ہے۔یہ اخبار معاشرتی مسائل اور تفریحی موادیر توجہ دیتا ہے۔ جس کی وجہ سے نئی نسل میں اس کے پڑھنے کا عام رجحان یا یا جاتا ہے۔

۳. نیال ساچار پتر (Nepal Samacharpatra):

یہ علا قائی اور قومی خبروں کے لیے معروف ہے۔ یہ اخبار دیہی علا قوں کی خبروں پر خاص توجہ دیتا ہے۔

۵. راج د هانی دٔ یکی (Rajdhani Daily)

یہ اخبار بھی نیپالی زبان کا معروف اخبار ہے۔ قومی خبروں کے ساتھ ساتھ بین الا قوامی معاملات پر بھی روشنی ڈالتا ہے۔

مقامی مسائل اور عوامی فلاح و بہبود کے موضوعات پر زیادہ توجہ مر کوز کرتا
 ہے۔

انگریزی زبان کے اخبارات:

ا. دی جالین ٹائمنر (The Himalayan Times):

نیپال کاسب سے مشہور انگریزی روز نامہ تصور کیا جاتا ہے۔ یہ اخبار بین الا قوامی خبروں، سیاسی تجزیوں، اور تجارتی اشتہارات کے لیے معروف ہے۔ ملک کی یاسی صورت حال کا بہترین تجزیہ اس میں ہوتا ہے۔ سیاحت اور نیپال کے قدرتی وسائل پر خصوصی مضامین بھی شائع کرتا ہے۔ نیپال کاسب سے بڑا انگریزی روز نامہ، جو بین الا قوامی قارئین میں بھی مقبول ہے۔

نیپال کے سیاسی حالات، بین الا قوامی خبریں، اور تجارتی موضوعات پر جامع مواد فراہم کر تا ہے۔ یہ سیاحت اور نیپال کے قدرتی وسائل پر خصوصی مضامین بھی شائع کر تا ہے۔

۲.ریبلیکا (Republica):

نیپال کاایک اور مشہور انگریزی اخبار ہے۔ یہ سیاست، کار و بار، اور معاشر تی مسائل پر تفصیلی مضامین شامل کرتا ہے۔

۳. دی رائزنگ نیال (The Rising Nepal):

o یہ سر کاری سطح پر شائع ہونے والاقدیم انگریزی اخبار ہے۔ یہ حکومتی نقطہ نظر اور سر کاری خبریں پیش کرتا ہے۔

ان قومی اخبارات کے علاوہ بھی کئی مشہور اخبارات نیپالی اور انگریزی میں شائع ہوتے ہیں۔ان میں ہمالیہ ٹائمنر، انا پور نا پوسٹ، نیپال بھاسا پتر یکا، جنک پور روز نامہ، مزدور اور راج دھانی روز نامہ وغیرہ معروف ہیں۔علاقائی سطحوں پر بھی متعدد اخبارات، روز نامہ، ہفتہ وار اور ماہنامہ شائع ہوتے ہیں۔

آن لائن اور ڈیجیٹل میڈیا کا اضافہ:۔ نیپال میں ڈیجیٹل میڈیا تیزی سے مقبول ہو رہاہے۔بڑے

اخبارات کے ساتھ ساتھ کئی نیوز پور ٹلز جیسے "آن لائن خبر "اور "سیتو پائی" بھی اہم ہیں۔ان کے ذریعہ قارئین فوری اور تازہ ترین خبریں حاصل کر سکتے ہیں۔یہ اخبارات نیپال کی کثیر الثقافتی اور لسانی تنوع کی نمائندگی کرتے ہیں اور ملک کے مختلف پہلوؤں کواجا گر کرتے ہیں۔

پرنٹ میڈیا کاساجی کردار: نیپال کے پرنٹ میڈیا نے مختلف ساجی، سیاسی، اور اقتصادی مسائل کو اجا گر کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ یہ: (۱) جمہوری اقدار کو فروغ دیتا ہے۔ (۲) عوامی آگاہی میں اضافہ کرتا ہے۔ (۳) قومی اور بین الاقوامی خبروں کو عام قارئین تک سیندان یہ

مجموعی طور پر نیپال کاپر نٹ میڈیا ایک متحرک اور متنوع شعبہ ہے، جونہ صرف قومی رائے عامہ ہموار کرنے میں اہم کر دار اداکر تاہے بلکہ حکومت اور عوام کے در میان رابطے کا ایک اہم ذریعہ بھی ہے۔ جدید دور میں ڈیجیٹل میڈیا کے اضافے کے باوجود، پر نٹ میڈیا بنی اہمیت بر قرار رکھے ہوئے ہے۔

مشق اور سوالات:

(الف) مشكل الفاظ كے معانی لكھيں:

کلیدی رول ، نفاذ ، تجزیه ، فنی معلومات ، متحرک ، متنوع ، دستیاب ، اہل کاروں ، دیہی علاقوں ، فلاح وبہبود ، اشتہار ، سیاحت ، متعدد

(ب) درج ذیل سوالوں کے جواب اور معلومات اپنی کاپی میں نوٹ کریں:

ال نیمال میں سب سے پہلے اخبارات کا سلسلہ کب سے شروع ہوا؟

٢ نيپال كا سب سے بہلا اخبار كون سا مانا جاتا ہے؟

سے نیپالی اور انگریزی کے چند اخبارات کے نام لکھیں۔

سم۔ اخبارات ساج میں کیا کیا کردار ادا کرتے ہیں؟

۵۔ آپ اپنے استاد کی مدد سے اردو اور نیپالی کے ماہانہ میگزین کی معلومات حاصل کریں۔

۲۔ اخبارات بڑھنے کی عادت ڈالیں اور اہم معلومات کو اپنی ڈائری میں نوٹ کریں۔

2۔ درج ذیل الفاظ کے مترادف تلاش کریں:

تجزيه ، دستياب ، متعدد، فلاح وبهبود ، متحرك ، متنوع

کے عملی مثق (۱) پانچ طلبہ وطالبات کا ایک گروپ بنائیں اور گزشتہ ایک ما ہ کی اہم خبر وں کو ترتیب دے کر خصوصی وال میگزین نکالیں۔جس میں پالیکا کی خبریں زیادہ ہوں۔

کے عملی مشق(۲) آپ کے اسکول میں کون سا اخبار برابر آتا ہے گزشتہ دو ماہ کے اخبارات جمع کیجیے اور ان کا سر سر می مطالعہ کرکے اس اخبار کا تعارف اور مشن بیان کیجیے اور بتا ہے؟ بید اخبار کس قسم کی خبروں کو زیادہ جگہ دیتا ہے؟

اردو قواعد: اخبارات اخبار کی جمع ہے، اسی طرح معلومات معلوم کی جمع ہے، احسانات احسان کی جمع ہے، احسانات احسان کی جمع ہے۔ آپ بھی کم سے کم دس ایسے الفاظ لکھیں جن کے آخر میں "ا" اور "ت" لگا کر جمع بنایا حاتا ہو۔

اپنی کوشش سے ایسے دس الفاظ آپ بھی بنائیں۔

حضرت يوسف عليه السلام سبق نمبر ١٢

حضرت لوسف عليه السلام

حضرت یوسف علیہ السلام ایک مشہور نبی گذرے ہیں۔ آپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں۔ آپ کے والد محترم کا نام حضرت لیقوب علیہ السلام ہے ، آپ کے دادا کا



نام حضرت اسحاق علیہ انسلام ہے۔ آپ

کے پرداداکا نام حضرت ابراہیم علیہ السلام
ہے اور یہ سب انبیائے کرام ہیں۔ آپ کی
پیدائش ملک فلسطین کی مشہور جگہ وادی
حبرون میں کے ۱۹۲ قبل مسیح ہوئی تھی۔ آپ
کی والدہ کا نام راحیل تھا۔ آپ کل بارہ بھائی
سے بنیامین آپ کے حقیقی بھائی تھے۔
آپ بجین سے بہت ہی شریف ، والدین
کے فرمانبردار اور انتہائی ذہین تھے۔ آپ

بہت ہی حسین و جمیل بھی تھے اور صفائی ستھرائی اور پاکی وطہارت آپ کی عادت شریفہ تھی۔
آپ ہمیشہ والد محرم کے ساتھ رہتے اور ان کام حکم بجالاتے تھے اور روزانہ ان سے دین کی چھوٹی چھوٹی باتیں سکھتے تھے۔ آپ کے والد محرم بھی آپ کو بہت بیار کرتے تھے۔ حضرت یوسف علیہ السلام جب کچھ بڑے ہوئے والد محرم آپ کا زیادہ خیال رکھنے ہوئے والد محرم آپ کا زیادہ خیال رکھنے گئے۔ نتیجہ میں بھائیوں کوآپ سے حسد ہو گئی اور وہ سب حضرت یوسف علیہ السلام کے دسمن ہو گئے۔

ایک دن اپنے والد کو دھو کہ دے کر وہ حضرت یوسف علیہ السلام کو لے کر جنگل چلے گئے اور آپ

کو ایک گمنام کنوئیں میں بھینک دیا۔ اتفاق سے ایک قافلہ آیا جو یانی کی تلاش میں کنوئیں تک پہنچا اوراندر سے آپ کو نکالا۔وہ قافلہ تجارت کی غرض سے مصر جار ہاتھا۔اس بچے کو لے کر وہ مصر کے بازار پہنچے اور اچھی قیمت یا کراہے فروخت کر دیا۔ عزیز مصرنے آپ کوخرید لیا۔ اس امید کے ساتھ کہ ایک ہو نہارلڑ کا ہے۔ ضرور ہمارے کام آئے گایا پھراسے اپنامنہ بولا بیٹا ہی بنالیں گے۔اب آپ کی یر ورش ایک شنمرادہ کی طرح ہونے گئی۔عنقوان شاب کو پہنچے تو در بار میں آپ کے حسن و جمال اور ذ ہانت کے چریے ہونے لگے۔ یہاں تک کہ عزیز مصر کی بیوی ہی حضرت یوسٹ پر فریفتہ ہو گئی اور انہیں اپنے دام میں لانے کے لیے ڈورے دالنے گلی۔ حد تو یہ ہوا کہ ایک دن وہ بد کاری پر اتر آئی۔ جب حضرت یو سف کی جانب سے کوئی آ مادگی نہ دیکھی گئی تواس نے آیٹ کوبد نام کرنے کے لیے شور کر دیااور آیٹ کا کرتا بھی پھاڑ ڈالا۔ بالآخر دریار کے ایک بزرگ حکیم ودانانے فیصلہ دیا کہ اگر حضرت یوسٹ کا دامن آ گے سے پھٹا ہے تو یوسٹ مجرم ہیں اور اگر دامن پیچھے سے پھٹا ہے تو عزیز مصر کی بیوی زلیخاہی مجرمہ ہے۔اس طرح آٹ کی پاک دامنی کا سر کاری اعلان ہو گیااور وہ بد کاری کے الزام سے بری ہو گئے۔اب شہر میں عور تول نے رانی کی بدنامی شروع کر دی کہ وہ کیسی ہے ؟ اپنے غلام پر فریفتہ ہو گئی۔ جب رانی کی بڑی جگ ہنسائی ہونے لگی تواس نے ایک دن شہر کی عور توں کو بلایا اور شاہی در بار میں ان کی ایک مجلس سجائی۔ رانی کے حکم پر ان کے سامنے دستر خوان سجایا گیااور اسی ا ثناء میں ان ہی خواتین کے در میان سے حضرت یوسف علیہ السلام کو گزارا گیا۔ حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھ کر مصر کی عور تیں مبہوت ہو گئیں اور اپنے ہاتھ کاٹ بیٹھیں۔ابرانی نے ان کوخوب ملامت کی اور کہاتم لوگ بلاوجہ مجھے ملامت کررہی تھیں۔ میں نے ہی یوسٹ کور حمانے کی کوشش کی تھی۔اگراب بھی وہ میری نہیں مانے گا تو اسے جیل جانا ہو گا۔اد ھر حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے رب سے دعا کی۔اے اللہ! اس حیال سے مجھے محفوظ فرمااور اس برائی کے مقابلہ میں مجھے اپنی عصمت وعفت عزیز ہے جاہے مجھے جیل ہی جانا پڑے۔ ملک کی رانی زلیخا کو مزید بدنامی سے بیانے کے لیے حکمرال طبقہ نے آپ کو فوری طور پر جیل بھیج دیا۔

حضرت يوسف عبيل مين

حضرت یوسف کی عفت و پاک دامنی ثابت ہونے کے باوجود عزیز مصر نے اُنہیں حوالہ زنداں کردیا۔ یوں اللہ تعالیٰ نے جیل جانے کی دُعا قبول فرما کر ایک طرف تواُنھیں عور توں کی جال بازیوں سے بچالیا، تو دوسری طرف شاہِ مِصر کا تقرب اور حکومت میں شامل ہونے کے مواقع فراہم کردیے۔ جیل میں آپ قیدیوں کی خبر گیری کرتے اور اُن سے بیار و محبّت سے پیش آتے۔ خوابوں کی تعبیر بیان فرماتے اور ایک اللہ کی بندگی کی دعوت دیتے چناں چہ بہت جلد قیدیوں میں مقبول ہوگئے۔

قیدیوں کے خواب کی تعبیر

محل کے دوخاص آدمی بادشاہ کوزم دینے کے الزام میں گرفتار کر کے قید خانے لائے گئے۔
اُن میں سے ایک شاہی ساقی لیعنی بادشاہ کو مشروبات پلانے والا اور دوسرا، باور چی تھا۔ ایک رات
اُن دونوں نے عجیب و غریب خواب دیکھے۔ جس کی تعبیر کے لیے دونوں نے حضرت یوسف ہی
سے رجوع کیا۔ ایک نے خواب میں خود کو شراب نچوڑتے دیکھا اور دوسرے نے دیکھا کہ وہ اپنے
سے رپر روٹی اٹھائے ہوئے ہے جسے پرندے نوچ نوچ کر کھارہے ہیں۔ آپ نے فرمایا: "اے میرے
قید خانے کے رفیقو! تم دونوں میں سے ایک تواپنے بادشاہ کو شراب پلانے پر مقرّر ہوجائے گا، لیکن
دوسر اسولی پر چڑھا یاجائے گا اور پرندے اس کا سر نوچ نوچ کر کھا ئیں گے۔ "آپ نے دونوں اشخاص
میں سے جس کی نسبت خیال کیا کہ وہ رہائی پا جائے گا، اُس سے کہا: "رہائی ہوجائے تواپنے آتا سے
میر اذکر بھی کرنا" لیکن شیطان نے اُسے بھلادیا۔

بادشاہ کے خواب کی تعبیر

آپ سات سال جیل میں رہے، پھر اللہ رہ العرقت نے اپنے محبوب نبی کی باعرقت رہائی کا بندوست فرمادیا۔ ہوایوں کہ مصر کے بادشاہ نے ایک ایسا حیران کُن خواب دیکھا کہ در باری اور مام بین فن بھی اُس کی تعبیر نہ بتا سکے۔ قرآنِ پاک میں اسے یوں بیان کیا گیا ہے" اور بادشاہ نے مام بین فن بھی اُس کی تعبیر نہ بتا سکے۔ قرآنِ پاک میں اسے یوں بیان کیا گیا ہے" اور بادشاہ نے

کہا: ''مئیں خواب دیکھتا ہوں کہ سات موٹی گائیں ہیں، جنھیں سات دُبلی گائیں کھاجاتی ہیں اور سات سنر خوشے ہیں اور سات خشک۔اے در بار والو! مجھے میرے خواب کی تعبیر بتلاؤ،ا گرتم خواب کی تعبیر دینے والے ہو۔" اُنہوں نے کہا" یہ منتثر اور پراگندہ و بے ربط خواب و خیالات ہیں اور ہم ایسے خوابوں کی تعبیر نہیں جانتے۔" (سورۂ یوسف ۴۴،۴۴) اُس وقت در بار میں وہ شاہی ساقی بھی موجود تھا۔ اُسے جیل میں قید حضرت بوسف یاد آگئے۔ اُس نے بادشاہ سے کہا کہ "اگر مجھے جیل خانہ جانے کی اجازت عنایت فرمادیں، تومکیں اس خواب کی تعبیر آپ کولا دوں گا۔" بادشاہ نے اُسے اجازت دے دی، تو وہ حضرت یوسٹ کے پاس آیا۔ قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے'' جب وہ یوسٹ کے یاس آیا، تو کہنے لگا''اے یوسٹ! آپ بڑے سچے ہیں! آپ ہمیں اس خواب کی تعبیر بتلایئے کہ سات موٹی تازی گائیں ہیں، جنہیں سات دُبلی نیلی گائیں کھارہی ہیں اور سات سنر خوشے ہیں اور سات ہی خشک، تاکہ مکیں اُن لوگوں کے یاس واپس (جاکر تعبیر بناؤں) عجب نہیں کہ وہ (تمہاری قدر) جانیں۔" یوسٹ نے کہا"تم لوگ سات سال تک متواتر کھیتی کرتے رہو گے، تو جو (غلّہ) کاٹو، تو تھوڑے سے غلّے کے سوا، جو کھانے میں آئے، باقی خوشوں ہی میں رہنے دینا۔اس کے بعد سات سال نہایت سخت قحط کے آئیں گے۔وہ اس غلّے کو کھاجائیں گے،جوتم نے اُن کے لیے ذ خیرہ رکھ حچھوڑا تھا۔ صرف وہی تھوڑاسارہ جائے گا، جو تم احتیاط سے رکھ حچھوڑو گے۔ پھراس کے بعد ایک ایساسال آئے گا کہ خُوبِ مینہ برسے گااور لوگ اس میں رُس نچوڑیں گے۔" (سورہُ یوسف ۲ ۴ تا ۴۹) غرض کہ حضرت یوسٹ نے نہ صرف خواب کی تعبیر بیان فرمائی، بلکہ اناج کو محفوظ رکھنے کے لیے ہم دُر دانہ مشورہ بھی دے دیا۔

رہائی سے پہلے الزام کی تحقیق کی شرط

شاہی ساقی نے بادشاہ کے دربار میں حاضر ہو کر خواب کی تعبیر بیان کی، تو بادشاہ بہت حیر ان ہوا۔ اُس نے حکم جاری کیا کہ تعبیر بتانے والے کو دربار میں پیش کیا جائے۔ قاصد فوری طور پر حضرت یوسف کی خدمت میں حاضر ہوا اور دربار میں چلنے کی درخواست کی۔ آپ نے فوری طور

پر جانا پیندنہ فرمایا اور قاصد سے کہا" اپنے بادشاہ کے پاس جاکر پوچھو کہ اُن عور توں کا حقیقی واقعہ کیا ہے؟ جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لیے تھے۔" اس پر بادشاہ نے عور توں کو طلب کیا اور پوچھا" اے عور تو! کیا ہوا تھا، جب تم نے یوسف کو اپنی طرف مائل کرنا چاہا؟" سب نے یک زبان ہو کر کہا " حاشاللہ! ہم نے اُن میں کوئی بُر ائی نہیں دیکھی۔" عور توں نے جب حضرت یوسف کی پاک دامنی کی گواہی دے دی، تو زلیخا شرم سے پانی پانی ہوگئے۔ وہ بولی" اب سچی بات تو ظاہر ہو ہی گئی ہے، کی گواہی دے دی ، تو زلیخا شرم سے پانی پانی طرف مائل کرنا چاہا تھا اور وہ بے شک سچے ہیں۔" (سورہ کوسف اے) دراصل حضرت یوسف نے رہائی سے قبل ضروری سمجھا کہ اس معاملے کی اصل حقیقت بوسف اے ، تاکہ عوام الناس آ ہے کے بارے میں غلط فہمی میں نہ رہیں۔

حضرت بوسف بادشاہ کے در بار میں

حضرت یوسف کو در بار میں لایا گیا، تو بادشاہ نے بڑا پُر تپاک خیر مقدم کیا اور آپ سے خواب کی تمام تفصیلات اور اُن کاحل دریافت کیا۔ بادشاہ آپ کی مؤثر گفتگو، فہم وفراست اور ذہانت وفطانت سے بے حد متاثر ہوا۔ حضرت یوسف نے فرمایا" مجھے اس ملک کے خزانوں پر مقرر کردیجے، کیوں کہ میں حفاظت کر سکتا ہوں اور (اس کام سے) واقف بھی ہوں"۔ بادشاہِ مصرایک جہاں دیدہ، تجربہ کار اور چہرہ شناس شخص تھا، اُس نے آپ کو خزانے سمیت اُمورِ مملکت میں مختارِ کُل بنادیا۔

خوش حالی کے سات سال اور قحط کی ابتدا:

شاہِ مِصر کے خواب کے مطابق شروع کے سات سال خُوش حالی کے تھے۔ آپ نے بہترین حکمت ِ عملی اختیار کرتے ہوئے تین اہم کام کیے (۱) اناج کی پیدادار میں بڑے پیانے پراضافہ، بنجر زمینوں پر کاشت کا خصوصی انتظام (۲) اناج کے استعمال میں احتیاط اور کفایت شعاری (۳) اناج کی زیادہ نے زیادہ ذخیرہ اندوزی۔ سات برس بعد قحط کے اثرات ظاہر ہونا شروع ہو گئے۔ آپ نے عوام کو تاکید کردی تھی کہ جس قدر ممکن ہو، اپنے گھروں میں غلّہ جمع کرلیں۔ ایک برس بعد آپ

نے اعلان کروادیا کہ اناج کی تقسیم صرف در بارِ شاہی سے ہوگی۔ للذا، لوگ اناج کے حصول کے لیے وہاں کارُخ کرنے گئے، جہاں حضرت یوسف کی نگرانی میں اناج تقسیم کیا جاتا تھا۔ آپ نے غلے کی فروخت کا ایک خاص پیانہ بنایا تھا۔ کسی کو بھی ایک اونٹ کے بوجھ سے زیادہ غلّہ نہیں ماتا تھا۔ قبط نے مصر کے علاوہ شام اور فلسطین سمیت پورے خطے کو اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا۔ اس کے ساتھ ہی حضرت یوسف کی فتیاضی اور رحم دلی کی شہرت مصر سے باہر بھی دُور دُور تک پھیل بھی تھی۔ لوگ موق در جُوق آتے اور اناج خرید کر چلے جاتے۔ حضرت یعقوب کا خاندان، فلسطین میں تھا اور جب آتے۔ حضرت یعقوب کا خاندان، فلسطین میں تھا اور جب آتے۔ کو خرید کو عزیزِ مِصر (یعنی حضرت یوسف) کی فتیاضی کا علم ہوا، تو بیٹوں سے کہا: ''تم بھی مرصر جاکر اُس رحم ول حکم ران سے غلّہ لے آئے۔ ''

برادران بوست در بار مین:

کے ساتھ جلوہ افروز تھے۔ بھائی تو اُنھیں نہ بچپان سکے، لین بُنٹی گئے، جہال حضرت یوسف شان و شوکت کے ساتھ جلوہ افروز تھے۔ بھائی تو اُنھیں نہ بچپان سکے، لیکن اُنھوں نے اپنے بھائیوں کو بچپان لیا۔ حضرت یوسف سات برس کی مُرمیں اُن سے جدا ہوئے تھے اور اب چپالیس سال کے ہو چکے تھے۔ آپ نے مزید اطمینان کے لیے اُن سے سوالات کیے اور فرمایا: "تم مِصری معلوم نہیں ہوتے، تمہاری زبان بھی عبر انی ہے۔ کہیں کسی دشمن مُلک کے جاسوس تو نہیں ہو؟" ان سوالات کا مقصد یہ تھا کہ وہ اپنے حالات کے بارے میں سب بچھ بتا دیں۔ سوتیلے بھائیوں میں سے ایک نے بتایا کہ "ہم نبی زادے ہیں اور حضرت بعقوب کی اولاد ہیں۔ ہم بارہ بھائی تھے، ایک بھائی کو بچپن میں بھیڑیا کھا گیا، جس کے غم میں ہمارے والد یعقوب کی اولاد ہیں۔ آپ چھوٹ ابھائی ہے، جسے والد کی دیکھ بھال کے لیے چھوڑ آئے ہیں۔"حضرت یوسف نابین مہمان خانے میں رکھا۔ جاتے ہوئے پورا اناخ دیا اور کہا:" آئیدہ اپنے چھوٹ بھوٹ بھائی کو بھی ساتھ لانا۔ اگر تم اُسے لے کر نہیں آئے تو نہ غلہ ملی اور دھم دیل کے واقعات سُناخے۔ ساتھ ہی آئے نو نہ الد کو دیان کی بوریوں میں رکھوادی۔ بھائی خوشی خوشی اناخ کے رائے گسن سلوک، فیاضی اور رحم دیل کے واقعات سُناخے۔ ساتھ ہی کنعان واپس آئے، تو والد کو عزیز مرحم کے خسن سلوک، فیاضی اور رحم دیل کے واقعات سُناخے۔ ساتھ ہی کنعان واپس آئے، تو والد کو عزیز مرحم کے خسن سلوک، فیاضی اور رحم دیل کے واقعات سُناخے۔ ساتھ ہی کنعان واپس آئے، تو والد کو عزیز مرحم کے خسن سلوک، فیاضی اور رحم دیل کے واقعات سُناخے۔ ساتھ ہی

یہ بھی کہا کہ عزیز مصرنے کہہ دیاہے کہ اگرآئندہ اپنے چھوٹے بھائی کوساتھ نہ لائے، تواناج نہیں ملے گا، للذا بھائی کو ہمارے ساتھ بھیج دیجے تاکہ ہم پھر غلّہ لاسکیں، ہم سفر میں اس کی پوری تکہ بانی کریں گے۔ (حضرت یعقوبؓ) نے کہا: "مجھے تواس کی بابت تمہارا بس ویساہی اعتبار ہے، جیسا اس سے پہلے اس کے بھائی کے بارے میں تھا۔ سو، اللّہ ہی بہترین تکہ بان اور سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔" بنیا مین مصر میں:

حضرت یعقوب سابقہ تجربے کی بناپر بنیامین کوساتھ تجیجے پر آمادہ نہ تھے۔ للذا، اُنھوں نے کہا کہ ''میں تواسے مر گرتمہارے ساتھ نہیں جیجوں گا، جب تک کہ تم اللہ کو گواہ بناکر مجھے قول وقرار نہ دو کہ اسے میرے پاس صحیح سالم لے آؤگے۔ سوائے اس ایک صورت کے کہ تم سب گرفتار کر لیے جاؤ (یعنی تمہیں کوئی اجتماعی مصیبت پیش آجائے یا تم سب ہلاک ہو جاؤ)۔ ''جب اُنہوں نے عہد کرلیا، تو حضرت یعقوب نے اُنہیں ہدایت کی: ''اے میرے بیڑا تم سب ایک ہی دروازے سے داخل نہ ہو نا، بلکہ جداجدا دروازوں سے داخل ہو نا اور میں اللہ کی تقدیر تو تم سے نہیں روک سکتا۔ (بے شک) حکم اس کا ہے۔ میں اس پر بھروسار کھتا ہوں اور اہل تو گل کو اس پر بھروسار کھتا ہوں اور اہل تو گل کو اس پر بھروسار کھنا موں اور اہل تو گل کو اس پر بھروسار کھنا حیا ہے۔ '' (سورہ کیوسف۔ ۲۷-۲۷)

یہ سب بھائی بنیامین کوساتھ لے کر عزیزِ مرصر کے دربار میں پہنچ گئے۔ حضرت یوسٹ نے اپنچ بھائی کو پہچان لیا۔ آپ نے دو، دو بھائیوں کوایک کمرے میں تھہرایا، اس طرح بنیامین تہارہ گئے، تو اُنہیں الگ کمرے میں رکھا اور پھر خلوت میں اُنہیں بتا دیا کہ وہ اُن کے حقیقی بھائی، یوسٹ بیں۔ حضرت یوسٹ نے بنیامین سمیت سب بھائیوں کا اناج اُن کے اونٹوں پر لدوا دیا اور وہ خوشی خوشی روانہ ہوگئے۔ قرآنِ پاک میں ہے" پھر جب اُنہیں اُن کا سامان ٹھیک ٹھیک کر کے دیا، تواپنے بھائی کے سامان میں پانی پنے کا بیالہ رکھ دیا۔ پھر ایک آ واز دینے والے نے پکار کر کہا" اے قافلہ والو! تم لوگ تو چور ہو۔" وہ اُن کی طرف متوجہ ہو کر کہنے گئے: "تمہاری کیا چیز چوری ہوئی ہے؟" وہ بولا" بادشاہ کا بیالہ کھو گیا ہے اور جو شخص اس کو لے آئے، اس کے لیے ایک اونٹ کے بوجھ کا غلّہ وہ بولا" بادشاہ کا بیالہ کھو گیا ہے اور جو شخص اس کو لے آئے، اس کے لیے ایک اونٹ کے بوجھ کا غلّہ

انعام ملے گااور مئیں اس کا ضامن ہوں۔ '' وہ کہنے گئے کہ ''اللہ کی قتم! تم کو معلوم ہے کہ ہم اس ملک میں اس لیے نہیں آئے ہیں کہ اس ملک کا نظام دربر ہم کریں اور نہ ہم چور ہیں۔ ''انہوں نے ہما'' اچھا! اگر تمہارے سامان میں وہ پیالہ مل گیا، تو پھر اس کی سز اکیا ہو گی؟ '' بھائیوں نے جواب و یا'' یعقوب کی شریعت میں اس کی سز ایہی ہے کہ چور کو اس شخص کے سپر دکر دیا جاتا ہے۔ ''سب کو مع سامان حضرت یوسف کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ وہاں سب بھائیوں کے سامان کی تلاشی ہوئی اور آخر میں بنیا مین کے سامان کی تلاشی کے دوران وہ پیالہ اُن کے سامان سے برآ مد ہو گیا اور جرم فابت ہونے پر بنیا مین کو گھر جانے کی اجازت نہیں ملی۔ ''

بھائیوں کا آپس میں مشورہ اور کنعان واپی

بھائیوں کو فکر تھی کہ والد کو کیا جواب دیں گے۔ اُنہوں نے حضرت یوسف سے بہت اصرار اور آہ وزاری کے ساتھ درخواست کی" بنیا بین کے والد بہت بوڑھے ہیں، اِس کی جگہ آپ ہم میں سے کسی کو بھی روک لیں۔ "حضرت یوسف نے فرمایا" یہ ممکن نہیں۔ جس کے سامان سے مال برآ مد ہوا ہے، وہی سزاکا مستحق ہے۔" بھائی بڑے مایوس ہوئے اور آپس میں بینٹھ کر مشورہ کرنے لگے۔ سب سے بڑے بھائی نے کہا کہ" کیا تنہیں یاد نہیں کہ اپنے والد سے بنیا مین کو واپس لانے کا پختہ عہد کیا تھا۔ ہم اس سے پہلے یوسف کے معاطع میں بھی کو تاہی کر چگے ہیں، تو جب تک والد کا پختہ عہد کیا تھا۔ ہم اس سے پہلے یوسف کے معاطع میں بھی کو تاہی کر چگے ہیں، تو جب تک والد صاحب مجھے حکم نہ دیں، میں تو اس جگہ سے ملنے کا نہیں۔" (سورہ یوسف۔ ۸۰) یہ بڑا بھائی بہودا تھا۔ باتی نو بھائی مِصر سے روانہ ہوئے اور کنعان پہنچ کر والد کو ساری صُورتِ حال سے آگاہ کیا۔ ساتھ ہی اپنی صفائی بیان کرتے ہوئے گویا ہوئے" اگر آپ کو جماری باتوں کا یقین نہیں، تو آپ بی اس ساتھ ہی اپنی صفائی بیان کرتے ہوئے گویا ہوئے" اگر آپ کو جماری باتوں کا یقین نہیں، تو آپی پریشائی اور رنج و غم کی فریاد اپنے اللہ ہی سے کر رہا ہوں۔ مجھے اللہ کی طرف سے وہ باتیں معلوم ہیں، جو اور رہی ہوں۔ مجھے اللہ کی طرف سے وہ باتیں معلوم ہیں، جو کافر ہیں، حب سے مایوس مت ہونا۔ بے شک اللہ کی رحت سے نامید وہی ہوتے ہیں، جو کافر ہیں۔"

حضرت يوسف عليه السلام

(سوره يوسف ١٨-٨٨)

حضرت لعقوبٌ كاخط

حضرت یعقوب کے اصرار پربرادران یوسف دوبارہ عزیز مصر کے دربار میں گئے اور نہایت عاجزی وائساری سے بھائی کی رہائی کی اپیل کی۔ ساتھ ہی باپ کے بڑھاپے، ضُعف اور دوسر بے بیٹے کی جدائی کے صدمے کا بھی ذکر کیا۔ حضرت یوسف کا دِل بھر آیا، آ تکھیں نم ناک ہو گئیں۔ روایت ہے کہ حضرت یعقوب نے عزیزِ مصر کے نام ایک خط بھی لکھ کر دیا تھا۔ حضرت یوسف علیہ السّلام نے خط پڑھا، تو بے اختیار رونے گے اور پھر اپنے راز کوظام کر دیا۔ تعارف کی تمہید کے طور پر بھائیوں سے سوال کیا: " بچھ یاد بھی ہے کہ یوسف اور اُس کے بھائی کے ساتھ تم لوگوں نے کیابر تاؤ کیا تھا؟" بھائیوں نے جب عزیز مِصر کی زبان سے اپنے بھائی یوسف کا تذکرہ سُنا، تو جبران رہ گئے اور گھبراکر ہولے 'کیا چی پُھ تم ہی یوسف ہو؟" حضرت یوسف کا تذکرہ سُنا، تو جبران رہ گئے اور یہ میرا کر ہولے 'کیا چی پُھ تم ہی یوسف ہو؟" حضرت یوسف ہوں اور یہ میرا بھائی ہے۔ اللہ نے ہم پر فضل و کرم کیا۔ جو شخص اللہ سے ڈرتا اور صبر کرتا ہے، تواللہ نیوکاروں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔ " (سورہ یوسف۔ ۹۰) بھائیوں نے جب حضرت یوسف کی یہ شان دیکھی، توانی غلطیوں اور کوتا ہیوں کا اعتراف کر لیا۔ آپ نے بھی پیٹیبرانہ عفو و در گزر سے کام لیت ہوئے انہیں معاف کر دیا۔

حضرت یعقوبً کی بینائی

حضرت یوسف نے بھائیوں کو بہت سا اناج دیتے ہوئے کہا کہ "میرا یہ کُرتا کھی لے جاؤ، اسے والد صاحب کے منہ پر ڈال دینا، اُن کی بینائی واپس آ جائے گی ان شاء اللہ اور تم سب اپنے اہل و عیّال کے ساتھ میرے پاس آ جاؤ۔" قافلہ قبیص لے کر چلا ہی تھا کہ ڈھائی سو میل دُور، کنعان میں حضرت یعقوب نے آس پاس کے لوگوں سے کہنا شروع کر دیا:"اگر تم لوگ مجھ کو یہ نہ کہو کہ بوڑھا بہک گیا ہے، تو مجھے یوسف کی خُوش بُو آ رہی ہے۔" بھائی واپس کنعان پہنچے اور والد کے گیا ہے، تو مجھے یوسف کی خُوش بُو آ رہی ہے۔" بھائی واپس کنعان پہنچے اور والد کے

چہرے پر سُرتا ڈالا، جس سے اُن کی بینائی بحال ہو گئی۔ آپؓ نے بیوُں سے فرمایا:"
کیا مَیں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ مَیں اللہ کی طرف سے وہ باتیں جانتا ہوں، جو
تم نہیں جانتے؟" (سورہ یوسف۹۲)
حضرت یعقوبؓ دربارِ مصر میں

کچھ دنوں بعد حضرت یعقوب اہل خانہ کے ہم راہ مصر روانہ ہوگئے۔ حضرت یوسف نے ایک بڑی سپاہ کے ساتھ شہر سے باہر والد اور خاندان والوں کا استقبال کیا۔ چالیس سال بعد ہونے والی اس ملاقات نے باپ، بیٹے یعنی اللہ کی دو پاکیزہ اور بر گزیدہ ہستیوں کو آب دیدہ کر دیا۔ دونوں دیر تک ایک دوسرے کے گلے گلے رہے۔ آپ نے والد اور سونیلی والدہ کو تخت شاہی پر بٹھا یا۔ پھر خود تخت شاہی پر جلوہ افر وز ہوئے، توشاہی آ داب کے مطابق تمام در باریوں نے سجدہ کیا۔ یہ صورت حال دیکھ کر خاندان یوسف نے کہا کہ ''اے ابنا جان! یہ میرے اس خواب کی تعبیر ہے، جو میں نے بچین میں دیکھا تھا اور جس کو میرے رہ نے سپا کر دکھایا۔ بادشاہ، حضرت یوسف پر ایمان لے آ یا تھا اور اُس نے امورِ سلطنت میرے رہ نے سپر دکر دیے تھے۔ حضرت یوسف کے خاندان نے مصر ہی میں مستقل سکونت اختیار کر لی تقیار کر لی تختی اور اس طرح بنی اسر ائیل سر زمین مصر میں آ باد ہو گئے۔ حضرت یوسف کا انتقال ایک سو ہیں برس کی مُمر میں ہوا اور دریائے نیل کے کنارے دفن ہوئے۔

مشق اور سوالات:

- (۱) حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ قرآن مجید کی کس سورہ میں بیان کیا گیا ہے؟ (۲) حضرت یوسف علیہ السلام کس ملک میں پیدا ہوئے اور آپ کی وفات کہاں ہوئی ؟
- (٣) حضرت بوسف عليه السلام كو بھائيوں نے كيا سوچ كر كنوئيں ميں ڈالا تھا؟

- (4) جیل میں تعبیر بنانے کے ساتھ حضرت یوسف علیہ السلام نے کیا پیغام پیش کیا؟
- (۵) حضرت یوسف علیہ السلام کی زندگی میں آپ کے لیے سب سے مؤثر واقعہ کیا ہے ؟
 - (٢) حضرت يوسف عليه السلام كي زندگي سے ہميں كيا كيا تصیحتیں ملتی ہیں؟
 - (۷) خالی جگهول کو پر کریں:

شاہ مصر کے خواب کے مطابق شروع کے نُوش حالی کے تھے۔ آپ نے بہترین حکمت عملی کرتے ہوئے تین اہم کام کیے (۱) اناج کی پیداوار میں بڑے پیانے پراضافہ، زمینوں پر کاشت کا خصوصی انتظام (۲) اناج کے استعال میں ... قبط کے اثرات ظاہر ونا مشروع ہوگئے۔ آپ نے عوام کو تاکید کردی تھی کہ جس قدر ہو، اپنے گھروں میں غلّہ جمع کرلیں۔ ایک برس بعد آپ نے اعلان کروادیا کہ اناج کی تقسیم صرف ہوگ۔ کرلیں۔ ایک برس بعد آپ نے اعلان کروادیا کہ اناج کی تقسیم صرف ہوگ۔ (۸) درج ذیل محاوروں کا مفہوم بیان کریں:

ڈورے دالنا، جگ ہنسائی ہونا، مبہوت ہوجانا، ملامت کرنا، فریفتہ ہوجانا، خبر گیری کرنا، شرم سے پانی پانی ہوجانا، خاطر مدارات کرنا، خیر مقدم کرنا، بندوبست فرمانا، حاشاللہ، ہاتھ کاٹ لینا، آب دیدہ ہوجانا

کہ درج ذیل اقتباس کو خوشخط لکھ کر لائیں اور خط کشیدہ الفاظ کی بہترین وضاحت کریں:

عنقوان شاب کو پہنچے تو در بار میں آپ کے حسن وجمال اور ذہانت کے چرچ

ہونے گئے۔ یہاں تک کہ عزیز مصر کی بیوی ہی حضرت یوسفٹ پر فریفتہ ہو گئی۔ان کو اپنے دام میں
لانے کے لیے ڈورے ڈالنے لگی۔ حد تو یہ ہوا کہ ایک دن وہ بدکاری پر اتر آئی۔ جب حضرت یوسف
کی جانب سے کوئی آمادگی نہ دیکھی گئی تو اس نے آپ کو بدنام کرنے کے لیے شور کر دیا اور آپ کا کر تا

بھی پھاڑ ڈالا۔ بالآخر در بار کے ایک بزرگ حکیم ودانا نے فیصلہ دیا کہ اگر حضرت یوسف گا دامن آگے

سے پھٹا ہے تو یوسف مجرم ہیں اور اگر دامن بیچھے سے پھٹا ہے تو عزیز مصر کی بیوی زلیخا ہی مجر مہ

حضرت يوسف عليه السلام

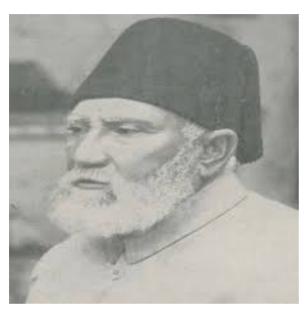
ہے۔اس طرح آپ کی پاک دامنی کا سر کاری اعلان واقرار ہو گیا اور وہ بدکاری کے الزام سے بری ہوگئے۔اب شہر میں عور توں نے رانی کی برائی شروع کردی کہ وہ کیسی ہے ؟ اپنے غلام پر فریفتہ ہو گئے۔ جب رانی کی بڑی جب ہنائی ہونے گئی تو اس نے ایک دن شہر کی عور توں کو بلایا اور شاہی در بار میں ان کی ایک مجلس سجائی، ان کے سامنے دستر خوان سجایا گیا اور اسی اثناء میں ان ہی خواتین کے در میان سے حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھ کر مصر کی عور تیں مبہوت ہو گئیں اور خود اپنے ہاتھ کا طبیع بیٹھیں۔اب رانی نے ان کو خوب ملامت کی اور کہا تم لوگ بلاوجہ مجھے ملامت کرر ہی تھیں۔

 \hat{\sigma} حضرت یوسف علیه السلام کی زندگی میں واقعات پیش آئے ہیں ، ان کو شمجھنے کے لیے ایک نقشہ پیش کریں۔



از:علامه راشدالخيري

سوتیلی مال کا آخری وقت



جب اشرف جہاں بیگم کو اپنی زندگی سے ناأمیدی ہوئی، حکیم جواب دے علیہ اس آسانی محور نے جو انسانی صورت کے کر دُنیا میں آئی تھی، اپنے تمام عزیزوں کو جمع کیا۔ جاڑوں کا موسم تھا اور سوتیلے بیچ اُس کے تلوؤں سے آ تکھیں مل رہے تھے۔ بُخار کی شدت تھی اور غفلت لمحہ بہ لمحہ ترقی کر رہی تھی۔ آ دھی رات کا وقت تھا کہ انشرف جہاں بیگم نے آ نکھ کھولی ،

چاروں طرف سے اللہ بہم اللہ ہوئی۔ کسی نے دُعائیں کیں اور کسی نے بَلائیں لیں ، اُٹھنے کا اِرادہ کیا تواُوپر والوں کی جان میں جان آگئ ، شوم نے جو دَم بخود کھڑا تھاسہار الگایا ، ساس نے گاؤ تکیہ رکھا اور وہ نیک بی بی اُٹھ کر بیٹھ گئی۔ اُٹھنے کی تکان سے سانس پُھول گیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد جب سانس ٹھیک ہوگیا تو یانی مانگا ، اور لڑ کھڑاتی آ واز میں زور سے کہا۔

پیاری بہنو! تم میں سے بعض گو عُمر میں مجھے سے بڑی ہوں ، مگر رشتہ میں سب چھوٹی ہیں۔ اب کہ میر اآخری وقت ہے۔ ضرورت ہے میں تُم سب کے سامنے اپنی گذشتہ زندگی پر ایک نظر ڈالوں ، میری زندگی اُن بیویوں کے واسطے جن کی شادی ہو چکی ہے شاید زیادہ مُفید نہ ہو ، مگر اُن لڑکیوں کے واسطے جو بیویاں بننے والی ہیں یقیناً ایک نمونہ ہو گی۔

بیٹیو! تمہاری طرح ایک دن میں بھی ٹنواری تھی! ماں باپ کاسایہ میرے سرپر موجود تھا۔ بے فکری کے دن تھے، آزادی کی راتیں، خُوشی کا وقت تھا، اطمینان کی باتیں، مگر جوانی نے اِس بے فکری کا خاتمہ کر دیا۔ شادی کے پیغام آنے شروع ہوئے، میں بظاہر خاموش تھی مگر نکاح میری زندگی اور موت کا فیصلہ تھا۔ تمام گفتگو غور سے سُنتی رہی، مگر اِس لیے کہ محض واقعات پر نتیجہ نکالنا ہوتا تھا، میں اتال ابّا کی رائے محض اس واسطے کہ وہ تجربہ کار تھے، اپنے سے بہت بہتر سمجھتی تھی۔

پھر بھی آج جب کہ نوبرس سے زیادہ ہوئے ہیں، زبان سے نکالتی ہوں کہ امال جان کے ایک پیغام سے انکار کرنے کا مجھ کو اتنار نج ہوا کہ میں نے دووقت روٹی نہیں کھائی۔ یہ میرے چیا کے بیٹے کا پیغام تھا، لیکن آخر کار اُن کی رائے ٹھیک نکلی اِور میر اخیال بالکل غلط نکلا۔اُس شخص نے یے دریے تین ہویاں کیں اور تینوں کو جُلاجُلااور گھلا گھلا کر یاراُتارا۔جبِ اماں جان نے اِس گھر کو جس میں ہم سب بیٹھے ہیں بیند کیااور اس بُرپر رضامندی ظام کی تو مجھ کوسب سے بڑااندیشہ یہ تھا کہ اِن دونوں کلیجہ کے ٹکڑوں کوجو میرے یاس بیٹھے رورہے ہیں، کہنے کو سوتیلے مگر پیٹے کے بچوں سے زیادہ عاشقِ زار ، کس طرح خُوش رکھوں گی۔ یہی دھڑ کا تھاجس کوساتھ لیے میں سُسرال میں آ داخل ہُوئی۔ سر کارنے جیساد نیا کے تمام مر دوں کا قاعدہ ہے میری صُورت دیکھتے ہی بچوں کی وقعت کم کردی۔ اِن کا کھانا پینا ، پہننا اوڑ ھناسب میرے ہاتھ میں تھا۔ میں خود بچہ تھی اور اِن بچوں کی خدمت میرے بس کا کام نہ تھا ، پھر بھی خوفِ خُدا میرے دل میں تھا۔ میں سمجھتی تھی کہ دُنیا کی کسی حالت کو قیام نہیں۔ زندگی کے ساتھ انقلاب لگے ہوئے ہیں ، یہ دومعصُوم رُوحیں جو قُدرت نے میرے سُیر د کی ہیں محض میری شفقت کی محتاج ہیں۔ نہ معلوم چندروز بعد میں اِس شفقت کے قابل بھی رہوں بانہ رہوں۔ میں اند ھی، کنگڑی، گانڑی رانڈ ہو جاؤں اور بھیک بھی مُجھ کو مُیّسر نہ ہو۔اِس لیے جہاں تک ممکن ہوتا میں اِن کی خاطر مدارات کرتی۔

دو سال اِسی طرح گُذرے اور میں بھی ایک بیہ کی ماں بن گئی۔ مُجھے اب اپنے بیہ کے آگے

یہ دونوں زمر معلوم ہوتے اور مروقت یہ خواہش ہوتی کہ سرکار کی تمام محبت چاروں طرف سے گھنچ کر میری طرف آ جائے۔ میری آرزُوبُوری ہوئی، سرکار دَم جُر میرے بچے سلمان کو آ نکھ سے او جھل نہ کرتے اور اپنے بچہ عرفان کو جو مشکل سے تین برس کا ہوگا، ہمارے کمرے تک میں گھینے نہ دیتے۔ اِسی طرح چاربر س بیت گئے۔ مُجھے دن عید اور رات شب برات تھی۔ اِن سو تیلے بچوں کا کانٹا قریب قریب نکل پُچا تھا۔ یہ زندہ تھے مگر مُردوں سے بدتر۔ میں بھی اُس وقت پچھ الیہ گھنٹر کانٹا قریب قریب نکل پُچا تھا۔ یہ زندہ تھے مگر مُردوں سے بدتر۔ میں بھی اُس وقت پچھ الیہ گھنٹر میں تھی کہ مُجھے ان سے سیدھے منہ بات کرنا قسم۔ میں جو ہاتھ اُٹھا کر دیتی یہ لے لیتے، جو کہہ دیتی میں تھی کہ مُجھے ان سے سیدھے منہ بات کرنا قسم۔ میں جو ہاتھ اُٹھا کر دیتی بیا گئتا، اور اپنی عزت یہ اُٹوری بُوری طرح جانتا، دن جر میرے بچے کے پیچھے خُوشامد کرتا بچھی طرح بہتا کہتا، گھر کیاں سُنتا اور اُنی نہ کرتا۔ مُجھے کو خود ایسے لڑکے کی ضرورت تھی، جو مروقت سلمان کی خدمت کرتا، اس کو جو اُلے کھلائے، اس کی خدمت کرتا، اس کو جانتا تو اس کے آگے کا بچا بچا یا کھانا بھی میں اس کو دے دیتی، پُرانی دُھر انی جُوتی، پھٹا پُرانا کُرتا جھی اسی کے کام آتا۔

میر ی سوکن کے زمانے کا ایک طوطا تھا جس کو سب ہیر امن کہتے تھے۔ایک دن کا ذکر ہے۔
گرمی کے موسم میں شام کے وقت میں نہانے جارہی تھی۔ سونے کی گھڑی نکال کر میں نے رکھنی
چاہی۔ سلمان میرے پاس بیٹھا کھیل رہا تھا۔ گھڑی دیکھتے ہی مچل گیا۔ دس بیس رُوپے کی چیز ہوتی
تو خیر تھی ، ساڑھے تین سوکی گھڑی ، میں نے اٹھا صند ُ وقیچ میں چھیا دی۔ بچہ مچل گیا ، لگا پٹخنیال
کھانے ، عرفان کھڑاائس کو پٹکھا جھل رہا تھا ، بہلا یا چُھارا مگر بچہ کسی طرح قابُو میں نہ آیا۔اسی سلسلے
میں غریب جاکر طوطے کا پنجرہ اُٹھالا یا اور کہنے لگا ،

" مٹھو میاں پر ہنس رہا ہے۔"

وہ تواد ھر بہلااور میں غُسل خانہ میں پہنچی۔ ابھی اچھی طرح نہانے بھی نہ پائی تھی کہ اس کے بلکنے کی آواز میرے کان میں پہنچی ، کیسا نہانا اور کس کا غُسل ، جلدی سے تین لوٹے ڈال باہر آئی تو کیا دیکھتی ہُوں کہ بیہ کی اُنگلی سے خُون کی تللّی بندھی ہوئی ہے اور وہ تڑپ رہاہے۔ محبت کے مارے بے تاب اور غُصہ کے مارے آگ بگولہ ہو گئی۔ انّا نے کہامُوئے عرفان نے طوطے سے اُنگلی کٹوا دی۔ اتنا سُنتے ہی میں آیے سے باہر ہو گئی۔ بَس چلتا تو عرفان کی بوٹیاں کاٹ کرچیلوں کو دے دیتی۔ میں نے ایک غضب کی بھری ہوئی نگاہ اُس پر ڈالی ، اُس کی رنگت زر دیڑی ہوئی تھی اور تھر تھر کانپ رہا تھا۔ وہی طوطے کا پنجرِہ جس کی ایک تیلی ٹوٹی ہوئی تھی ،اُٹھا کر اس کے منہ پر اس زور سے مارا کہ تیلی اُنگل بھر کان میں کھس گئی۔ اس کے گورے گورے کلّے خُون میں لہُو لہان ہوگئے۔ بن ماں کا بچہ اس وقت مُصیبت کی سچی تصویر تھا۔ بیکسی اس کے چہرے پر بر س رہی تھی اور گھو نگھر والے بال اُس کی بے گناہی کی داد دے رہے تھے۔ اُس کی معصُوم آ نکھیں آنسوؤں کی جُھڑ ماں بہار ہی تھیں مگر میرے غُصے کی آگ کسی طرح ٹھنڈی نہ ہوتی تھی۔ جب تک انّا نے اُنگلی دُھلا کریٹی باندھی، میں نے اس مُصیبت کے مارے کا ہاتھ پکڑ کر دو طمانیجے اور مارے اور پھر ایک ابیادھکا دیا کہ بے قرار ہو کر دَریرِ جا کر پڑااور ستون کی گگر بھوں میں پُجہم گئی۔ کنیٹی پہلے ہی لہُولہان ہور ہی تھی ، بھوں بھی زخمی ہو گئی۔ بے بُس اور مظلوم عرفان کی وہ تصویر آج تک میرے دل سے فراموش نہ ہوئی۔اس کے کیڑے خُون میں شرابور تھے مگر اس کواپنی تکلیف کا مطلق خیال نہ تھا، بلکہ اس سے بھی بہت زیادہ مار پیٹ کا یقین تھا، اس کی آئکھ سے آنسو جاری تھے وہ ہاتھ جوڑے مجھ کوالیمی نظرسے دیکھ رہاتھاجو میرے رحم کی التجا کر رہی تھی۔ ڈر کے مارے آ وازبند تھی اور ایک آٹھ برس کی جان میرے سامنے بیری کی طرح تھر تھر کانپ رہی تھی۔

میں اس حالت میں غُصہ سے بھری سلمان کو گود میں لیے اپنے کمرے میں پینچی۔ وہ سو گیا تھا بلنگ پر لٹا دیا۔ اتنے ہی میں سر کار تشریف لے آئے۔ میں سلمان کو کلیجہ سے لگائے بیٹھی تھی دیکھتے ہی گھبرا گئے اور پُوچھا،

" کیوں ؟ خیر تو ہے ؟"

میں آب دیدہ ہو کر، '' ہاں شکر ہے اللہ کا! اس کا پنڈا بچھیکا ہو گیا، وقت کی بات ہے، چُوک

گئے۔انّا کمبخت بھی اُدھر چلی گئی، عرفان نے طوطے سے کٹوادیا، اتناسارا جیتا جیتا خُون نکل گیا، یہ بلک رہاتھاوہ ہنس رہاتھا۔ میں نہ آؤں توساری اُنگلی الگ ہوجائے۔''

سر کار کی حالت تواتناسنتے ہی پچھ سے پچھ ہوگئی۔ وہ بغیر کپڑے اُتارے باہر گئے اور عرفان کو اُٹھا کر انگانی سے باہر پھینک دیا۔ آٹھ برس کے بچہ کی بساط ہی کیا۔ ہاتھ کی ہڈی پڑسے ٹوٹ گئی۔ ایس حالت میں سر کار نے اُس کے کپڑے اُتر وائے اور ہنٹر لے کر اس قدر مارا کہ تمام کھال اُدھڑ گئی۔ بے گناہ معضوم کے پاس قضور سے بری ہونے کی کوئی شہادت نہ تھی۔ وہ سر سے پاوُل تک نُون میں ڈُوب چکا تھا اور کوئی حمایتی، لا وارث عرفان کا ایسانہ تھا جو ہم ظالموں کے قبضہ سے مظلوم کو نکال لے۔ آخر سر کار نے اس کا ہاتھ پکڑ کر گھرسے نکال دیا اور سلمان کو گود میں لے کر بیٹھ گئے۔ میں اُس وقت نہایت خُوش، دل میں ہنستی، ظاہر میں ٹھنڈے سانس بھرتی باہر آئی۔ رات چاندنی تھی، آئی، میرا قدم دھر نا تھا کہ چاندنی تھی، آئی، میرا قدم دھر نا تھا کہ احسان عرفان کا بڑا بھائی جو اب دس برس کا تھا، میر کی آ واز کان میں آئی، میرا قدم دھر نا تھا کہ احسان عرفان کا بڑا بھائی جو اب دس برس کا تھا، میر کی صورت دیکھتے ہی سہم گیا۔ اس کی گود میں عرفان کا سرتھا، وہ ہاتھ جو ڈرکر کہنے لگا،

"یه سوگیا ، جاگتا ہی نہیں ، میں اس کو ابھی لے جاتا ہوں۔" احسان نے رورو کر کچھ اس در د سے بھائی کی حالت بیان کی کہ اُس وقت میں بھی لرزگئی، دیکھتی ہوں تو عرفان بیہوش پڑاہے۔

گھبراکر گھر میں آئی، سرکار کی آئھ لگ گئی تھی۔ صندوقیجی کھول کر عطر نکلا۔ ٹرنک منگوا
کر کپڑے نکالے، لے کر آئی تو دونوں بجے جاچکے تھے۔ خاموش آکر بیٹھ گئی، معاملہ پر غور کیا تو بن
ماں کا بچہ بے گناہ تھا۔ اُس پر جو ظُلم ٹُوٹا وہ خُدادُ شمن کو بھی نہ دِ کھائے۔ اس کی عبرت ناک تصویر،
اس کا میرے آگے ہاتھ جوڑنا، بلکنا اور رونا میرے کلیج کے پار ہو رہا تھا۔ دل نے اُس وقت یہ صدا
دی۔ اشر ف! زندگی کا اعتبار نہیں۔ اگر آج تیرادُم نکل گیا تو عرفان سے بدتر حالت سلمان کی ہوگی۔
اس خیال کا دل میں آنا تھا کہ سلمان کی یہی تصویر آنکھوں میں پھر گئی۔ برقع اوڑھ ہام نکل

گئی۔ کو تھی کے سامنے قبر ستان تھا۔ چاندنی رات میں دو معصُوم بیچے ایک قبر پر نظر آئے۔ چھوٹا بیہوش تھااور بڑااُس کی صُورت دیکھ دیکھ کر تڑپ رہاتھا۔ میں چُبکی کھڑی اُن کو دیکھ رہی تھی۔ دفعتاً چھوٹاکسمسا مااور بڑے نے اُس کے منہ پر منہ رکھ کر کہا،

" بھائی، اُٹھ بیٹھ۔"

عرفان : ''بھائی میرے ہاتھ میں بڑا درد ہو رہا ہے۔ ہاتھ نہیں اُٹھتا۔ ابا جان نے جو باہر پھینکا تو چوٹ لگ گئی۔''

احسان: "لا، میں اپنا کُرتا اُتار کر باندھ دُوں۔ ہمارا بھی تواللہ ہے۔ اب ہم بڑے ہو جا کیں گے توآیہ کمانے لگیں گے۔"

۔ عرفان: ''ا چھے بھائی، خُدا کے لیے میراسر دبادے، بڑا در دہورہا ہے۔ تیلی آ دھی گھس گئی ہے ، پھر ستون گھسا۔ میری اماں ہو تیں تووہ دبا دیتیں۔''

احسان: "امال کے سامنے ابا مارتے ہی کیوں! امال ہی کے مرنے سے تو ہماری مٹی ویران ہوئی۔اس قبر میں امال میری سور ہی ہیں۔امال جان ہم کو بھی کلیجے سے لگالو۔" بیہ کہہ کر دونوں بھائی لیٹ گئے اور چینیں مار مار کر رونے لگے۔

اس وقت میری حالت بھی بگڑ چکی تھی، موت میرے سامنے کھڑی تھی اور ظُلمِ ناحق کی سزاد وزخ کے شعلے میرے رات بھر ان کی سزاد وزخ کے شعلے میرے رُوبرُ و بھڑک رہے تھے۔ میں دونوں کو اُٹھا کر گھر لائی۔ رات بھر ان کی خدمت کی۔ صبح اُٹھتے ہی ڈاکٹر کو بلایا۔ ہاتھ پر پٹی بندھوائی اور سپے دل سے خُدا کے حضور میں توبہ کی۔

وہ دن اور آج کا دن میہ تینوں اب جوان جوان میرے سامنے بیٹھے ہیں۔ ان میں رتّی بھر فرق کیا ہو توخُدا کے ہاں کی دین دار ہوں۔

" " پیارے بچواحسان ، عرفان! اس ظلم کی آج تم دونوں سے معافی مانگتی ہوں۔ میری زندگی ختم ہو گئی۔اوراب میں اس جگہ جارہی ہوں جہاں مرفعل کی جزااور مرکام کی سز انگسکتنی ہے۔ایسانہ

سوتیلی مال کا آخری وقت ہوتم اس نُطلم کا دعویٰ کرو۔''

ابُ دونوں بچے اشر ف جہاں بیگم کو لیٹے دھاڑیں مار مار کر رورہے تھے اور کہہ رہے تھے، "امال جان ہمیں تو وہ بات ایک خواب سی یاد ہے۔ ہاں یہ اچھی طرح یاد ہے کہ آپ کی محبت نے حقیقی مال کو بھلادیا۔"

اب اشرف جہاں بیگم نے کہا: "پیاری بچیو! ممکن ہے تم کو بھی میری طرح ایسے بچوں سے سابقہ بڑے مگر یادر کھو کہ ان کے دُکھے دلوں کی آ ہا چھی نہیں ہوتی۔ جس طرح میں اپنے فعل پر نادم ہو کر آج خُدا کے حضور میں سُسر خُرُو جارہی ہوں، اسی طرح جانے کی کوشش کرنا، اور وہ موت ایسی ہوگی جس پر ہزاروں زندگیاں قربان ہوں۔

مشق اور سوالات:

سوال نمبر ۱:۔ سونیلی ماں کا آخری وقت اردو ادب کے کس صنف کے تحت آتا ہے؟
سوال نمبر ۲:۔ اشرف جہاں بیگم کے بیٹے کا نام کیا تھا؟
سوال نمبر ۳:۔ اس سبق میں کن دو بچوں کے ساتھ ظلم ہوا اور کیوں ؟
سوال نمبر ۴:۔ اس مشہور افسانہ سے ہمیں کیا سبق ماتا ہے؟
سیال نمبر ۴:۔ اس مشہور افسانہ سے ہمیں کیا سبق ماتا ہے؟

سوال نمبر ۵: علامہ راشد الخیری کو کس مشہور لقب سے جانا جاتا ہے؟ مشق (۱) علامہ راشد الخیری کی دو کتابوں کے نام لکھیں۔

مثق (۲) علامہ راشد الخیری کی کتابوں سے چند اقتباسات لکھیں۔

اردو قواعد:

الف) ناخدا نازیبا نادیدہ ناپسندیدہ ایسے الفاظ ہیں جن میں شروع میں ناکا استعمال کرکے منفی معنی پیدا کیا گیا ہے۔ آپ بھی ایسے دس الفاظ بنائیں۔ ہماری اردو-۹

(۱) درج ذیل الفاظ ومعانی کویاد کریں:

پاراتارا : مار ڈالا۔ بلاک کیا

رانڈ : بیوه

دن عید، رات شب برات : انتهائی خوشی کی زندگی

خون کی تلتی بندھ جاتا : خون جاری ہو جانا

آگ بگوله ہوتا : بہت غصے میں آنا

آیے سے باہر ہونا : بے حد غصہ ہونا ، حو اس کھو دینا

کلے : کال ، رخسار

مطلق : بالكل

ہنٹر : کوڑا

لرزنا : كانينا، تقر تقرانا

سمسانا : انگرائی لینا

مٹی ویران ہونا : نتباہ وہرباد ہونا

اندیشه : دهر کا، که کا، خوف

وقعت : ساكه، عزت

او حجل کرنا : پر ده کرنا، غائب ہونا

داد دینا : تعریف کرنا

آبدیده مونا : آنکھ میں آنسو بھر آنا

پنڈا پیچا ہونا : بدن گرم ہونا، ہلکی حرارت ہوتا

بساط : حثیت، مقدرت

سوتیلی مال کا آخری وقت ا تکڑائی لینا : پېلويدانا : عزت، اعتبار سا کھ درج ذیل سوالوں کے جواب دیں: (٢) اشرف جهال بيكم كوكيون صدمه يهنجا؟ اشرف جہاں بیگم کا عرفان اور احسان سے کیا رشتہ تھا؟ ماں بننے سے پہلے اشرف جہاں بیگم کا دونوں معصوم بچوں کے ساتھ کیا سلوک ? 6 ماں بننے کے بعد انٹر ف جہاں بیگم کو دونوں معصوم بیچے کس طرح معلوم ہوتے ? 5 ۵۔ اشرف جہاں بیگم اور اس کے شوہر نے عرفان کی کیوں پٹائی کی؟ ٢ اشرف جهال بيكم كوايخ عمل يركيون ندامت هوئي؟ اشرف جہاں بیگم نے عرفان اور احسان سے کیوں معافی مانگی؟ ٨ اشرف جهال بيكم نے بچوں كو كيانفيحت كى؟ (٣) خالی جگہیں پر کیجے: ا۔ میں ابا امال کی رائے اینے سے بہت ۲۔ میری صورت دیکھتے ہی بچوں کیکم کر دی۔ سر میری سوکن کے زمانے کا ایک تھا۔

۷۔ سلمان کو..... سے لگائے بیٹھی تھی۔ ۵۔ بے گناہ معصوم کے پاسسے بری ہونے کی کوئی شہادت نہ

۲۔ عرفان بھائی میرے ہاتھ میں بڑا ہو رہاہے۔

۲- درج ذیل الفاظ کی ضد کھیے:

آزادی غم رنج شام غلط مظلوم
۵- درج ذیل الفاظ کی تذکیر و تانیث علاحدہ علاحدہ کھیے:

تجربہ واقعہ پیند عطر خاطر بھیک
۲- واحد سے جمع بنائیں:
پیغام پیند انقلاب ممکن مصیبت حالت
درج ذیل الفاظ کو اپنے جملوں میں استعال کریں:
اندیشہ او جمل شرابور شعلہ تادم
گھھاور کام: اس کہانی کے کسی منظر نے آپ کوزیادہ متاثر کیا؟



نعت پاک

حفیظ میر تھی



بحر و بر پر چھا گئی عظمت رسول اللہ کی مرحبا یہ شان یہ شوکت رسول اللہ کی

پیروی باطل کی اور مدحت رسول الله کی کیا منافق ہوگئی امت رسول الله کی

اہلِ ایماں پر ستم کی انتہاء کرنے کے بعد کفر نے تشکیم کی طاقت رسول اللہ کی

لہلہا اٹھیں عرب میں دین حق کی کھیتیاں فضل ہے اللہ کا محنت رسول اللہ کی نعت یاک

بزمِ ہستی کے لئے سمع فروزاں بن گئے جن صحابہ کو ملی قربت رسول اللہ کی

اب مسلمانوں میں جانے کیوں نظر آتی نہیں وہ حیا وہ شرم وہ غیرت رسول اللہ کی

آپ کا ظاہر حسیں ہے آپ کا باطن حسیں آئینہ ہے جلوت و خلوت رسول اللہ کی

جس کاجی چاہے کسی رخ سے اٹھا کر دیکھ لے کس قدر بے داغ ہے سیرت رسول اللہ کی

کیا کرے گا مال و زر لے کر حفیظِ میر تھی بخش دے یارب اسے الفت رسول اللہ کی

مثق اور سوالات:

- (۱) حفيظ مير تهي كا تعارف يا في سطرون مين كهي:
- (۲) نعت کے پہلے اور دوسرے بند کا مفہوم بیان کیجے:
 - (m) مقطع میں شاعر نے اپنی کیا مراد بیان کی ہے؟
- (4) اس نعت میں صحابہ کرامؓ کی کیا خوبی بیان کی گئی ہے؟
 - (۵) اس بند کو سیرت کے واقعات سے جوڑ ہے:

بزم ہستی کے لئے شمع فروزاں بن گئے جن صحابہ کو ملی قربت رسول اللہ کی

(۲) درج ذیل الفاظ کے معانی ککھیں اور ان کو اپنے جملوں میں استعال کریں: عظمت، شوکت، مدحت، قربت، غیرت، خلوت ، جلوت ، الفت، سیرت، امت کھ اس نعت کی خوب مشق کریں اور اجتماعی طور پر ترنم میں سنائیں:

اس نعت سے پانچ مشکل الفاظ نکالیں اور ان کا معنی فیروز اللغات کی مدد سے لکھ کر لائیں:

🖈 حفیظ میر تھی کے اشعار کی کچھ خوبیاں بیان کیجیے اور مثال بھی دیجیے:

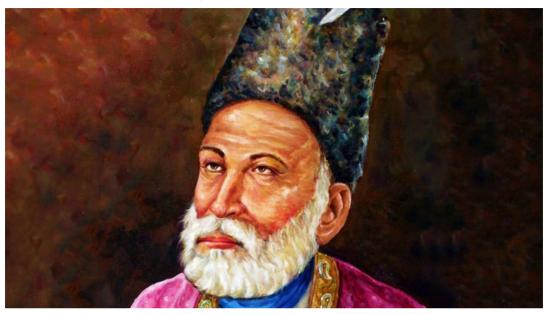
☆ متراد فات لکھیں:
 عظمت، حسین، ستم، خلوت،
 باطن، الفت

﴿ قربت ، فرقت، ندرت یہ ہم وزن الفاظ ہیں آپ بھی پچھ ہم وزن الفاظ ڈھونڈھ کر لکھیں۔

﴿ مطلع اور مقطع کسے کہتے ہیں؟ دو مثالوں سے سمجھائیں۔



مرزاغالب اردوكے عظیم شاعر



مرزااسد الله خان غالب (۱۷۹۷-۱۸۲۹) اردو کے عظیم شاعر تھے، انہوں نے اردو شاعری کو نیارنگ اور گہر ائی عطاکی۔غالب کی شخصیت اور ان کی شاعری دونوں میں ایک خاص د کشی ہے، جو انہیں دیگر شعر اسے ممتاز کرتی ہے۔ ان کا تعلق مغلیہ سلطنت کے زوال کے دور سے تھا، جو ہندوستان کی تاریخ کے ہنگامہ خیز ادوار میں سے ایک ہے۔ زندگی کا تعارف

مرزاغالب ٢٥ دسمبر ١٥٩ كوآگره ميں پيدا ہوئے۔ ان كااصل نام اسدالله بيگ تھااور غالب ان كا تخلص تھا۔ مرزااسدالله خال دسمبر ٢٥، كوآگره ميں مرزاعبدالله بيگ خال كے ہال پيدا ہوئے۔ ان كا تخلص تھا۔ مرزااسدالله خال و سمبر ٢٥، كوآگره ميں مرزاعبدالله بيگ خال راج گڑھ كى جنگ ميں گولى الله سے الله كو پيارے ہوگئے۔ بيپن ميں والدين كے انتقال كے بعد ان كى پرورش چھانے كى۔ ١٨١٠ء

مرزا غالب اردو کے عظیم شاعر

،اگست ۹ کونواب احمد بخش خال کے جھوٹے بھائی الہی بخش خال معروف کی ااسالہ صاحب زادی امر او بیگم سے مرزا اسد اللہ خال غالب کی شادی ہوئی . جب غالب کی عمر صرف ۱۸۱۳ سال تھی۔ ۱۸۱۳ میں مرزا اسد اللہ خال غالب آگرہ سے دہلی منتقل ہوگئے۔

۱۹۲۹ء، فروری۱۵اکادن تھا کہ مر زااسداللہ خال غالب زندگی کی بازی دہلی میں ہارگئے، اناللہ وانا اللہ دانا اللہ دانا اللہ دانا اللہ دانا اللہ داخوں۔۱۸۲۹ء۔سات بچے بچیوں کی ولادت ہوئی لیکن کوئی بھی ۱۹ماہ سے زیادہ عمر نہ پاسکا۔اگلے ہی سال ۱۸۷۰ء، فروری ۴ غموں اور سر پرچڑھے قرضوں سے نڈھال، غالب کی پہلی برسی کی تیاریوں میں مصروف،ان کی بیگم بھی اللہ کو پیاری ہو گیئن، اناللہ داناالیہ راجعون۔

غالب نے کم عمری میں ہی شاعری شروع کی اور اردو کے ساتھ فارسی زبان میں مہارت حاصل کی۔وہ شادی کے بعد دہلی منتقل ہوگئے، جہال ان کی شاعری اور نثر کو بھر پور پذیرائی ملی۔غالب کا دور سیاسی اور ساجی تبدیلیوں کا دور تھا، جس میں مغلیہ سلطنت زوال پذیر تھی اور انگریزوں کا اثر بڑھ رہا تھا۔ شاعری کا انداز اور موضوعات

غالب کی شاعری میں فلسفہ، عشق، انسانی جذبات اور زندگی کے گہرے مشاہدات کا اظہار ملتا ہے۔ان کے اشعار میں داخلیت اور کا کنات کی وسعتوں کا حسین امتزاج پایاجاتا ہے۔غالب کی شاعری کے اہم موضوعات یہ ہیں:

- عشق اور محبت: غالب کے اشعار میں عشق کا ذکر منفر داور فلسفیانہ انداز میں ملتا ہے۔ ان کا عشق محض ظاہری محبت نہیں بلکہ ایک روحانی تجربہ ہے جس کا انہوں نے جا بجا اظہار کیا ہے۔ غالب کی شاعری میں زندگی کی پیچید گیوں اور انسانی د کھوں کی گہری عکاسی بھی ملتی ہے۔
- خدا سے مکالمہ: غالب کے اشعار میں خدا سے سوالات اور مکالمے کی جھلک نمایاں ہے،وہ اپنے خاص لہجے میں رب تعالی سے ہم کلام ہوتے ہیں۔ جو ان کے گہرے فکری رجان کو ظاہر کرتی ہے اور اردو شاعری کو ایک نئی جہت دیتی ہے۔
- o تصوف اور فلسفہ: ان کی شاعری میں عشق و محبت اور گردش ایام کے ساتھ ،

مرزا غالب اردو کے عظیم شاعر

صوفیانه خیالات اور فلسفیانه سوچ بھی شامل ہے، جو قاری کو سنجیدہ غور و فکر پر مجبور کرتا ہے۔ان کو بڑھتے ہوئے آدمی اپنی زندگی اور مقصد زندگی پر غور کرنے کی جانب مائل ہوتا ہے

ایک غزل ملاحظہ کریں جس میں غالب کی شاعری کی سادگی اور وسعت معنوی

عکس ہے۔

میرے درد کی دوا کرے کوئی
ایسے قاتل کا کیا کرے کوئی
دل میں ایسے کے جا کرے کوئی
دہ کہیں اور سنا کرے کوئی
پچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی
نہ کہو گر برا کرے کوئی
بخش دو گر خطا کرے کوئی
کس کی حاجت روا کرے کوئی
اب کسے رہنما کرے کوئی

ا بن مریم ہوا کرے کوئی شرع و آئین پر مدار سہی فیال جیسے کڑی کمان کا تیر بات پر وال زبان کٹتی ہے بات پر وال زبان کٹتی ہے کوئی نہ سنو گر برا کھے کوئی نہ سنو گر غلط چلے کوئی کون ہے جو نہیں ہے حاجت مند کیا کہا خفر نے سکندر سے کیا کہا خفر نے سکندر سے جب توقع ہی اٹھ گئی غالب

خطوط نگاری

مرزاغالب کی نثر بھی اتنی ہی اہمیت رکھتی ہے جتنی ان کی شاعری۔ ان کے خطوط کواردوادب میں نیاانداز کہا جاتا ہے۔ ان خطوط کاانداز بیان ایسا ہے کہ گویاوہ اپنے محبوب یا مکتوب الیہ سے آمنے سامنے بیٹھے بات کررہے ہوں۔ ان خطوط میں غالب کی شخصیت، ان کا مزاح، اور ان کے زمانے کے حالات کی جھلک ملتی ہے۔ غالب نے خطوط کور سمی زبان سے زکال کرروز مرہ کی زبان میں ڈھالا، جس نے اردونثر کو نیارنگ دیا، یہ نیارنگ فصاحت و بلاعت سے پر، دل کش روانی اور زبان کی لطافت کے ساتھ ہی بے پناہ آ ہنگ ورنگ و نکھار کا مرصع ہے۔

غالب كا كلام

مرزاغالب کادیوان، "دیوانِ غالب"، اردوشاعری کاایک شاہ کارہے۔ اس میں غالب کی غزلیس اور اردو نظمیں، ان کے خیالات، اور جذبات کا عکاس ہیں۔ فارسی میں بھی غالب نے وسیع کام کیا، جسے اردو کے ساتھ ساتھ فارسی ادب میں بھی قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔

دورِزوال اورآخری ایام

غالب نے آبینی زندگی کے آخری ایام دہلی میں گزار ہے، جو ۱۸۵۷ کی جنگ آزادی کے بعد اجڑ چکی مخلف کے اور معاشی پریشانیوں سے بھر پور تھی، لیکن وہ ان حالات میں بھی اپنے تخلیقی کام میں مصروف رہے۔ غالب کا انتقال ۱۵ فروری ۱۸۶۹ کو دہلی میں ہوا۔

مر زاغالب اردوادب کے ایک ایسے در خشال ستارے کے مانند ہیں، جنہوں نے اپنی شاعری اور نثر سے اردوز بان کو ایک نیام عطاکیا اور غزلوں کو نئی زندگی بخشی۔ان کا کلام آج بھی قارئین کے دلوں کو جھوتا ہے اور اردو شاعری میں ان کا نام ہمیشہ زندہ رہے گا۔غالب کی شخصیت اور شاعری آنے والی کئی نسلوں کے لیے مشہور شعر:

دل ہی توہے نہ سنگ وخشت، در دسے بھر نہ آئے کیوں؟ روئیں گے ہم مزار بار، کوئی ہمیں رولائے کیوں؟

غالب کی اولین خصوصیت طرفگی، حسن ادااور بیان کی جدت اسلوب ہے لیکن طرفگی سے اپنے خیالات ، جذبات یا مواد کو وہی خوش نمائی اور طرح طرح کی موزوں صورت میں پیش کر سکتا ہے جو اپنے مواد کی ماہیت سے تمام ترآگاہی اور واقفیت رکھتا ہو۔ غالب کی شاعری میں غالب کے مزاج اور ان کے عقائد فکری کو بھی بہت دخل ہے۔ وہ طبیعتاً آزاد مشرب ، ہر حال میں خوش رہنے والے منش تھے ، لیکن نگاہ صوفیوں کی رکھتے تھے۔ باوجو داس کے کہ زمانے نے جتنی چاہئے ان کی قدر نہ کی اور جس کا انہیں افسوس بھی تھا پھر بھی ان کے صوفیانہ اور فلسفیانہ طریق تفکر نے انہیں ہم قسم کے تر دد سے بچالیا اور اس لیے اس شب وروز کے تماشے کو محض بازیج اطفال سمجھتے تھے۔ وہ کہتے ہیں :

بازیچہ اطفال ہے دنیا میرے آگے ہوتا ہے شب و روز تماشا میرے آگے دین ودنیا، جنت ودوزخ، دیر وحرم سب کووه داماندگی شوق کی پناہیں سمجھتے ہیں۔جذبات اور احساسات کے ساتھ ایسے فلسفیانہ بے ہمہ وہاہمہ تعلقات رکھنے کے باعث ہی غالب آپی شدت احساس پر قابو پاسکے اور اسی واسطے اپنے فن میں کا میاب ہو سکے اور میر کی یک رنگی کے مقابلے میں گلہائے رنگ کھلا سکے۔"لوح سے قلم تک سو صفحے ہیں لیکن کیا ہے جو یہاں حاضر نہیں، کون سا نغمہ ہے جواس زندگی کے تاروں میں بیدار یاخوابیده موجود نہیں۔"لیکن غالب کواپنافن پختہ کرنے اوراینی راہ نکالنے میں کئی تجربات کرنے بڑے۔اول اول تو بیدل کارنگ اختیار کیالیکن اس میں انہیں کامیابی نہ ہوئی مجبوراً نہیں اینے جوش شخیل کو دیگر متاخرین شعرائے اردواور فارسی کے ڈھنگ پر لا ناپڑا۔ صائب کی تمثیل نگاری ان کے مذاق کے مطابق نه تھہری، میر کی ساد گی انہیں راس نہ آئی، آخر کار عرقی و نظیری کا ڈھنگ انہیں پیند آیا۔اسی لیے متوازن انداز میں ان کا اپنارنگ نگھر سکا اور اب خیال و شخیل میں آتے ہوئے مضامین کو مناسب اور ہم آ ہنگ نشست میں غالب نے ایک ماہر فن کار کی طرح دل کش اور متر نم انداز میں پیش کر ناشر وع کر دیا۔ عاشقانہ مضامین کے اظہار میں بھی غالب نے اپناراستہ نیا نکالا، شدت احساس نے ان کے سخیل کی باریک تر مضامین کی طرف رہ نمائی کی۔ گہرے وار دات قلسہ کا یہ پر لطف نفسیاتی تجزیہ اردوشاعری میں اس وقت تک سوائے مومن کے کس نے نہیں برتا تھا۔اس لیے لطیف احساسات رکھنے والے دل اور دماغوں کواس میں ایک لذت نظر آئی۔

وتی، میر وسودآسے لے کراب تک دل کی واردا تیں سید سی سادی طرح سے بیان ہوتی تھیں۔ عالب نے متاخرین شعرائے فارسی کی رہ نمائی میں اس پر لطف طریقے سے کام لے کر اور اس باریک بنی سے برتا کہ لذت کام ود ہن کے نازک ترین پہلو نکل آئے۔ غرض کہ ایسا بلند فکر گیر ائی و گہر ائی رکھنے والا وسیع مشرب، جامع اور بلیغ رومانوی شاعر شاید ہی کسی زبان کو نصیب ہوا ہو۔ موضوع اور مطالب کے لحاظ سے الفاظ کا انتخاب (مثلًا جوش کے موقع پر فارسی کا استعمال اور در دوغم کے موقع پر میرکی سی سادگی کی بندش اور طرز اداکا لحاظ رکھنا غالب کا اپناایسافن ہے جس پر وہ جتنا ناز کریں کم ہے۔

مرزا غالب اردو کے عظیم شاعر

ہیں اور بھی دنیامیں سخن وربہت اچھے کہتے ہیں کہ غالب کا ہے انداز بیاں اور

مشق وسوالات:

🖈 درج ذیل الفاظ کے معانی لکھیں:

ہم آ ہنگ، بازیچہ، لوح، تمثیل نگاری، تخیل، واردات، قلبیہ، ہنگامہ خیز، ادوار، نڈھال، پذیرائی، مشاہدات، امتزاج، عکاسی، گردش ایام، آئین، کمان، حاجت روا، توقع، گله، رہنما، دوا، مدار، مزاح، لطافت، تخلیقی کام، درخشال، سنگ وخشت، طرفگی، موزول، ماہیئت، دیروحرم، گلہائے رنگ

🖈 درج ذیل سوالات کے جواب لکھیں:

ا۔ مرزااسداللہ خال غالب کی مختصر سوانح حیات لکھیں۔

۲۔ مرزاغالب کے چنداشعار لکھیں اوران کا مفہوم اپنی زبان میں قلم بند کریں۔ ۳۔ مرزا غالب کہاں مدفون ہیں؟ ان کی چند کتابوں کے نام لکھیں۔ ۴۔ مرزاغالب کی شاعری کے بنیادی موضوعات کیا کیا ہیں لکھیں۔

🖈 خالی جگہوں کو پر کیجیے:

غالب کی اولین خصوصیت طرفگی، حسن ادااور بیان کی جدت اسلوب ہے لیکن ہے اپنے خیالات، جذبات یا مواد کو وہی اور طرح طرح کی موزوں صورت میں پیش کر سکتا ہے جو..... کی ماہیت سے تمام تر رکھتا ہو۔ غالب آپنے دل و دماغ کو یوں دیتے ہیں کہ غالب کی شاعری میں غالب کے مزاج اور ان کے فکری کو بھی بہت دخل ہے۔ طبیعتاً وہ، ہر حال میں خوش رہنے والے منش تھے، لیکن ن گاہ کی رکھتے تھے۔ باوجو داس کے کہ زمانے نے جتنی چاہئے ان کی قدرنہ کی اور جس کا نہیں افسوس بھی تھا پھر بھی ان کے صوفیانہ اور فلسفیانہ طریق تفکر نے انہیں ہم فتم کے تردد سے بچالیا اور اسی لیے کے تماشے کو محض بازیجئ اطفال سمجھتے تھے۔

مرزا غالب اردو کے عظیم شاعر

اس مضمون سے دس ایسے الفاظ منتخب کریں جن کے معانی آپ کو نہیں معلوم اور استاد کی مدد سے ان کے معانی لکھیں۔

🖈 درج ذیل اشعار کا مطلب بیان کریں:

ا بن مریم ہوا کرے کوئی میرے درد کی دوا کرے کوئی شرع وآئین پر مدارسہی ایسے قاتل کا کیا کرے کوئی کون ہے جو نہیں ہے حاجت مند سیس کی حاجت روا کرے کوئی

روک لو گر غلط چلے کوئی مخش دو گر خطا کرے کوئی

این کوشش سے کم از کم ۵ بندیر مشتمل اشعار لکھیں۔

ار د و قواعد

(۱) موصوف صفت، مضاف مضاف اليه اور ضمير كي تعريف بيان كرين اور ان كي چند مثالين

(۲) درج ذیل الفاظ میں سے سوابق و لواحق الگ الگ کریں اور ان کی چند مزید مثالیں آپ بھی

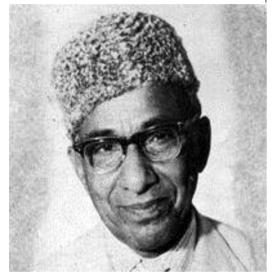
باریک بنی کم ظرفی

ره نمائی حسن ادا



حفيظ جالندهري اور ان کي شاعري

حفیظ جالند هری ار دوادب کے ایک عظیم شاعر ، مصنف اور نثر نگار تھے۔ ان کی شاعری



میں حب الوطنی، اسلامی تعلیمات، اور اخلاقی اقدار
کی جھلک ملتی ہے۔ حفیظ جالندھری کا بورا نام
ابوالاثر حفیظ جالندھری تھا، اور وہ ۱۹ جنوری ۱۹۰۰
کو جالندھر بھارت میں بیدا ہوئے۔ محمد حفیظ نام،
حفیظ تخلص ااور شعر وشاعری سے فطری مناسبت
تھی۔ نوعمری ہی میں اس طرف متوجہ ہوئے اور
شعر کہنے گئے مولانا غلام قادر گرامی سے رشتہ
تالمذ قائم کیا۔

وہ اپنی اسلامی شاعری کے لیے کافی مشہور ہوئے کیوں کہ انہوں نے اپنی شاعری میں اسلامی اقدار وروایات اور تاریخی حقائق کوخوب نمایاں کیا ہے۔ وہ اپنی شاعری کے حوالہ سے اسلامی تاریخ کی عظمت رفتہ کی یادوں کے امین کھے جاتے ہیں۔ سے قط

زند گی اور تعلیم

حفیظ جالند هری نے اپنی ابتدائی تعلیم جالند هر میں حاصل کی، لیکن وہ رسمی تعلیم مکمل نہ کر سکے۔اس کے باوجودان کی غیر رسمی تعلیم کادائرہ بہت وسیع تھا۔انہوں نے اردو، فارسی اور عربی ادب کا گہرا مطالعہ کیا اور ان زبانوں میں مہارت حاصل کی۔وہ شعری کارنامہ جس نے حفیظ کوزندہ جاوید بنادیا 'نشاہنائہ اسلام ''ہے۔ فارسی میں توشاہنائہ فردوسی اور مثنوی مولاناروم جیسی بلند پایہ نظمیس موجود تھیں۔ مگر اس طرح کی پہلی اردو نظم کی کتاب شاہنامہ اسلام ہے۔ مقد کہ شعر

و شاعری میں مولانا حاتی نے اس پر اظہار افسوس کیا ہے کہ اردو میں کوئی بلند پایہ مثنوی موجود نہیں۔"شاہنائۂاسلام" کیاشاعت سے یہ اعتراض کس حد تک دور ہو گیا ہے۔

حفیظ جالند هری کاسب سے مشہور شعری مجموعہ یقینا یہی "شاہنامہ اسلام" ہے، جو اسلام تاریخ اور ثقافت پر مبنی ایک شاہ کار نظم ہے۔ اس کتاب میں انہوں نے اسلام کی ابتدا، غزوات ، عظیم فتوحات اور مسلمانوں کی قربانیوں کو منظوم انداز میں پیش کیا ہے، ان کے اس منظوم کلام نے بر صغیر ہندو پاک میں ان کی شاعری کا سکہ جمادیا اور وہ عظیم اسلامی شاعرکی حیثیت سے معروف ہوگئے۔

تاریخی واقعات کو نظم کر نااور خاص طور پر ایسے واقعات کو جن سے مذہب کا تعلق ہواور جن سے کسی قوم کے جذبات وابستہ ہوں د شوار کام ہے۔ کسی واقعے کے بیان میں اصلیت سے سر موانحراف ہو تو قار ئین کی بر ہمی کا باعث ہو سکتے ہیں اور انحراف نہ ہو تو دل کشی پیدا نہیں ہوتی۔ حفیظ نے اس طویل نظم میں واقعات ہے کم و کاست بیان کیے ہیں۔ مگر طرز نگارش ایساہے کہ دل کشی میں کی نہیں آئی۔ اہل نظر کو اعتراف ہے کہ خشکی اور نثریت اس نظم سے کوسوں دور ہے۔ نظم میں بکثرت ایسے مقام ہیں جن سے قاری کے جوش ایمانی کو تحریک ملتی ہے اور اس کے دل میں ایک ولولہ پیدا ہو جاتا ہے۔

حفیظ نے غزلیں بھی کہیں مگریہ روایتی انداز کی ہیں اور تا نیر سے تقریباً محروم بعض جگہ شاعر پر قنوطیت غالب آ جاتی ہے۔ غم کا جذبہ بہت شدید ہوتا ہے اور پڑھنے والے کو اپنی گرفت میں لے لیتا ہے۔ مگریہ غزلیں اس خصوصیت سے بھی محروم ہیں۔ غالباً اس کا سبب یہ ہے کہ یہ غم ان کا اپناغم نہیں ہے۔

حفیظ نے نظمیں بھی لکھی ہیں۔ان کی نظموں کے کئی مجموعے شائع ہوئے ہیں مثلاً ''نغمہُ راز ''اور ''سوز وساز ''۔ان نظموں میں ان کا اسلوب نگار ش جاذب نظر ہے۔ نظموں میں انہوں نے نئے تجربے تو نہیں کیے مگر قدیم ہیئتوں کو سلقے کے ساتھ برتا ہے۔ متر نم بحریں استعال

کیں ہیں، سبک و شیریں الفاظ کا انتخاب کیا ہے اور اپنی نظموں کو سر مایۂ مسرت بنادیا ہے اور نظم کی دنیا کے وہ معروف ترین شخصیت بن گئے۔

حفیظ جالند هری کی شاعری کے موضوعات

- (۱) اسلامی تعلیمات: انہوں نے اسلامی اقدار کو شاعری کے ذریعہ فروغ دیا اور مسلمانوں کو ان کی عظمت رفتہ باد دلائی۔
- (۲) حب الوطنی: ان کی شاعری میں وطن کی محبت اور قوم کے لیے قربانی کا جذبہ نمایاں ہے۔
- (۳) رومانویت: ان کی غرالوں اور نظموں میں حسن و عشق کے موضوعات بھی شامل ہیں۔
- (4) جنگِ آزادی: انہوں نے آزادی کی تحریک کے دوران اپنی شاعری کے ذریعہ عوام میں بیداری پیدا کی۔

وفات

حفیظ جالند هری ۲۱ دسمبر ۱۹۸۲ کولامور پاکستان میں وفات پاگئے۔ انہیں مینارِ پاکستان کے قریب دفن کیا گیا، حفیظ جالند هری کا شار ار دوادب کے ان روشن ستاروں میں ہوتا ہے جنہوں نے اپنی شاعری کے ذریعہ نہ صرف ادب کو فروغ دیا بلکہ قوم کے دلوں میں جذبہ حب الوطنی کو بھی زندہ رکھا۔ ان کی شاعری آج بھی طلبہ اور عوام کے لیے رہنمائی کا ذریعہ ہے۔ انہوں نے گیت بھی کھے اور ایسے گیت کھے جو تا ثیر سے لبریز ہیں۔

حفیظ جالند هری کی شاعری کے مختصر نمونے: شاہنامہ اسلام سے ایک اقتباس تفاوہ اک باغبانِ ہستی کار از دال اپنی محنت سے جنّت کے در کھولے یہاں روشنی دے گیا وہ جہانِ نو کو ہمیشہ رہے گا وہ نامور یہاں حب الوطنی پر نظم

جمكتا إك أجالا هو وطن کا نام والا ہو

وطن کا جو رکھوالا ہو جہاں بھی ہو، رہے اونجا

رومانوی شاعری کا نمونه

یہ تیری زلف کا سامیہ میہ تیری یاد کا دامن

اسلامی تعلیمات پر شعر

خُدا کی راہ یہ کیلنے کا حوصکہ پیدا کر ہیہ زندگی تو امانت ہے، ضائع نہ کر ارادے باندھتا ہوں سوچتا ہوں توڑ دیتا ہوں کہیں ایسا نہ ہو جائے کہیں ایسا نہ ہو جائے

ہمیشہ دل کی دنیا میں بہاروں کا ساں ہے

حفيظ جالندهري كي شاعري كي تجه مزيد حسين نمونے ملاحظه كرين: دوستوں کو بھی ملے ُ درد کی دولت یا رہ ۔ تمیرا اپنا ہی بھلا ہو مجھے منظور نہیں کوئی سنتا نہیں خدا کے سوا

کوئی حیارہ نہیں دعا کے سوا حفیظ جالندهری نے غزل کے عمدہ اشعار بھی کے ہیں:

ہم ہی میں تھی نہ کوئی بات یاد نہ تم کو آ سکے تم نے ہمیں بھلا دیا ہم نہ شہیں بھلا سکے کیوں ہجر کے شکوے کرتا ہے کیوں درد کے رونے روتا ہے اب عشق کیا تو صبر بھی کراس میں تو یہی کچھ ہوتاہے یہ ملا قات ملا قات نہیں ہوتی ہے بات ہوتی ہے مگر بات نہیں ہوتی ہے او دل توڑ کے جانے والے دل کی بات بتاتا جا اب میں دل کو کیا سمجھاؤں مجھ کو بھی سمجھاتا جا

حفيظ كى شاعرى ميں كافى تنوع يا يا جاتا تھا يجھ نئے نمونے ملاحظہ كريں:

دیکھا جو کھا کے تیر کمیں گاہ کی طرف
اپنے ہی دوستوں سے ملاقات ہو گئی
حفیظ اپنی بولی محبت کی بولی
نہ اردو نہ ہندی نہ ہندوستانی
دل لگاؤ تو لگاؤ دل سے دل
دل لگاؤ تو لگاؤ دل سے دل
کس منہ سے کہہ رہے ہو ہمیں کچھ غرض نہیں
کس منہ سے تم نے وعدہ کیا تھانباہ کا
الہی ایک غم روزگار کیا کم تھا
کہ عشق جھیج دیا جان متلا کے لیے
الہی ایک غمروزگار کیا کم تھا
زندگی کیا موت بھی اچھی نہیں
دل کوخدا کی یاد تلے بھی دیا چکا
دل کوخدا کی یاد تلے بھی دیا چکا

مشق اور سوالات:

🖈 ان الفاظ کے معانی کھیں:

رشتهٔ تلمذ، شاہ نامہ، شاہ کار، قنوطیت، اسلوب نگارش، جاذبِ نظر، عظمت رفتہ، ہجر، دل گلی، غم روز گار، بے تعلق زندگی

المح درج ذیل سوالوں کے جواب لکھیں:

- (۱) حفیظ جالندهری سب اور کہاں پیدا ہوئے؟ ان کی تاریخ وفات بھی لکھیں۔
 - (۲) ان کی شاعری کس بات کے لیے سب سے زیادہ مشہور ہے؟
 - (m) ان کی اسلامی شاعری کے کچھ منتخب اشعار لکھیں۔

﴿ اجتماعی کام:۔ گروپ کی شکل میں اپنی لا بہریری میں موجود شعراء کی کتابیں دھونڈ کر ان کی شاعری کی اقسام درج کریں اور ہر قشم سے متعلق چند اشعار لکھیں۔ ﴿ اینے ادارے پر ایک مخضر نظم لکھیں اور اپنے استاد کی مدد سے اس کی تضجے کروائیں۔ ﴿ ذاتی مشغلہ:۔ ایک مخصوص نوٹ بک تیار کریں جس میں بہت سے اسلامی اور دیگر شعراء کے اشعار جمع کریں، یاد رہے یہ اشعار اپنی ڈائری میں الگ الگ موضوعات کے بھی ہوں، ابجدی ترتیب وار بھی ہوں اور شعراء کے انتخاب میں بھی مختلف فکر و خال کے شعراء کی فہرست ہو۔



بیٹی کا خط باپ کے نام سبق نمبر کا

بیٹی کا خط باپ کے نام

۲۵ منگسیر ۲۰۸۱ بکرمی

میرے مشفق ومحترم پیارے ابو جان!

السلام عليكم ورحمة الله وبركاته

امید ہے کہ مزاج گرامی بخیر ہوگا، پیاری امی جان بخیر ہوں گی اور گھر کے تمام لوگ بھی بخیر ہوں گے۔

پیارے ابوجان! اس مدرسہ میں داخلہ لیے ہوئے سات ماہ ہو چکے ہیں۔ الحمد لللہ میری صحت بہتر ہے اور پوری دل جمعی کے ساتھ تعلیم حاصل کرنے میں مشغول ہوں۔ ہمارے درجہ میں کل ۳۲ پچیاں ہیں۔ بہت خوش گوار علمی ودینی ماحول ہے۔ داخلہ سے پہلے کافی تشویش تھی اور دل میں عجیب وغریب اندیشے پیدا ہورہے تھے لیکن اللہ کا شکر ہے کہ اپنے گمان سے کہیں بہتر میں نے اس مدرسہ کو پایا ہے۔ آپ کا بہت بہت شکریہ کہ آپ نے یہاں داخلہ لینے کے لیے اصر ارپر اصر ارکیا اور ہمیں ذہنی طور پور آمادہ کیا۔

اس مدرسہ میں ایک بہترین لا بحریری ہے جو ہر قشم کی کتابوں سے مالامال ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ مجھے تاریخی کتابیں پڑھنے کا بڑا شوق ہے۔ اس کے لیے میں بہت پریشان رہا کرتی تھی لیکن مجھے معیاری کتابیں وستیاب نہ تھیں۔ یہاں الحمد للہ اچھی اور معیاری کتابیں مجھے میسر آگئ ہیں۔ شاہ معین الدین احمد ندوی کی کتاب تاریخ اسلام جلد اول کا مطالعہ مکمل کرچکی ہوں۔ ابھی کل سیرت النبی لٹٹٹ لیٹٹ پر ایک مشہور کتاب محمد عربی جاری کرایا ہے ، آج شام سے اس کا مطالعہ کروں گی۔ اس بار آپ جب گھر سے آئیں تو میرے لیے الرحیق المحقوم کا نیاایڈیشن لے کر آئیں جو گزشتہ سال مجھے مسابقہ سیرت النبی لٹٹٹ لیٹٹر ہیں انعام ملا تھا۔ دادا کے روم میں جو الماری ہے ، اس کے اوپر ایک

بٹی کا خط باپ کے نام

پلاسٹک جھولے میں رکھا ہوا ہے۔ میر اارادہ ہے کہ دسویں پاس کرنے سے پہلے میں عہد نبوی کی تاریخ کا مکمل مطالعہ کرلوں۔ ہمارے استاد کا کہنا ہے کہ اس کے لیے آپ کو کم از کم دو کتابیں پڑھنی ہوں گی۔ایک محمد عربی اور دوسری کتاب الرحیق المحقوم۔

پیارے ابوجان! آپ کو یہ جان کر خوشی ہوگی کہ یہاں ششماہی امتحان کے رزلٹ میں میری پہلی بوزیش آئی ہے۔ ہمارے سارے معلمین ومعلمات مجھ سے بہت خوش ہیں اور مبارک باد دے رہے ہیں اور ہمارے سارے کلاس ساتھی بار بار بوچھتے ہیں کہ آپ کس مدرسہ سے پڑھ کر آئی ہیں اور آپ کے ابوجان کا نام کیا ہے؟ مجھے خوشی ہے کہ میں نے بورے مدرسہ میں آپ کا نام روشن کردیا ہے۔

امی جان کو بتادیں کہ میں بہت خوش ہوں۔ وہ پریشان تھیں کہ میری بٹیا وہاں ہاسٹل میں کیسے رہے گی؟ نہ جانے وہاں کھانے میں کیا ملے گا؟ نہ جانے ماحول کیسا ہو گا؟ الحمد لللہ یہاں سب ٹھیک ہے۔ ہاسٹل میں بڑی صفائی ستھرائی ہے، نمازوں کا اچھا ماحول ہے، اساتذہ حسب موقع اسلامی آ داب اور اسلامی ثقافت کے بارے میں قیمتی خطاب کرتے ہیں۔ روزانہ فجر کی نماز کے بعد ہیڈ باجی مختصر درس قرآن پیش کرتی ہیں۔ دو تین آیوں کا ترجمہ، ان کی تشر تے اور ان میں موجود پیغام کو عصری معنویت کے ساتھ بیان کرتی ہیں۔ وہ بہت ہی فصیح اردو میں درس پیش کرتی ہیں۔ جس سے ہماری معلومات میں اضافہ ہوتا ہے، دین اور شریعت کے سلسلہ میں جان کاری حاصل ہوتی اور ہمارے ایمان میں نکھار پیدا ہوتا ہے۔

ہیڈ باجی بہت بااخلاق ہیں، وہ ہمیشہ ہماری عادات اور سلوک کو بہتر بنانے کے لیے فکر مند رہتی ہیں۔وہ کبھی کبھار عشاء کی نماز کے بعد بھی قیمتی پندونصائح سے نوازتی ہیں۔

دعا کریں کہ اللہ رب العزت ہمیں زیادہ سے زیادہ محنت کے ساتھ تعلیم حاصل کرنے کی توفیق دے، ہمیں صحت وعافیت سے نوازے۔ میری بھی دعاہے کہ امی جان اور ابوجان کو اللہ خوش رکھے۔دادا دادی، بھائیوں اور بہنوں نیز ہمارے جملہ اہل خانہ کو اللہ خوش رکھے، صحت و تندرستی بیٹی کا خط باپ کے نام سے نوازے اور ہمارے پورے گھر کا اقبال بلند فرمائے۔ آمین ثم آمین! والسلام آپ کی بیاری بیٹی فاطمہ خاتون درجہ نہم

مشق اور سوالات:

کہ آپ بھی اپنے والد صاحب کو ایک خط لکھیں اور اپنے احوال سے آگاہ کریں۔ کہ اپنے کلاس کی جانب سے ایک نمائندہ خط وارڈ ادھکیچھ کے نام لکھیں جس میں اس بات کی درخواست ہو کہ پورے وارڈ میں صفائی ستھرائی بالخصوص روڈ کے کنارے نالیوں کی صفائی پر توجہ دیں۔



حضرت سعيد بن جبير

حضرت سعید بن جبیر مشہور تابعی گذرے ہیں۔ خلیفہ عبدالملک بن مروان کے زمانہ میں حجاج بن یوسف کے حکم پران کو قتل کیا گیا تھا۔ قتل کیے جانے سے قبل انہوں نے حجاج بن یوسف سے جو گفتگو کی تھی، وہ ایک مشہور تاریخی مکالمہ ہے۔ ذیل میں اسے پیش کیا جارہا ہے۔

حجاج: تیرانام کیاہے؟

سعید: میرانام سعید ہے۔

حجاج: کس کا بیٹا ہے؟

سعید: جبیر کا بیٹا ہوں

حجاج: نہیں تو شقی بن کسیر ہے۔

سعید: میری والدہ میرانام تجھ سے بہتر جانتی تھیں۔

حجاج: تو بھی بد بخت اور تیری ماں بھی بد بخت۔

سعید: غیب کا جاننے والا تیرے علاوہ کوئی اور ہے۔

عجاج: اب میں تجھے موت کے گھاٹ اتار دیتا ہوں۔

سعید: تو میری مال نے میرا نام درست رکھا۔ میں واقعی سعید ہول۔

حجاج: اب دیکیم! میں تجھ کوزندگی کے بدلہ کیسے جہنم رسید کرتا ہوں۔

سعید: اگرمیں جانتا کہ بیر تیرے اختیار میں ہے تو تجھ کو معبود نہ بنالیتا۔

حجاج: نبی اکرم اللہ اللہ کی نسبت تیرا کیا عقیدہ ہے؟

سعید: و ہ رحمت کے نبی تھے اور اللہ کے رسول تھے جو بہترین نصیحت کے ساتھ

پوری دنیا والوں کی طرف بھیجے گئے۔

حضرت سعيد بن جبيرًا

حجاج: خلفاء کی نسبت تیرا کیا خیال ہے؟

سعید: میں ان کا محافظ نہیں ہوں۔ ہرشخص اپنے کیے کاذ مہ دار ہے۔

حجاج: میں ان کو براکہنا ہوں یا حیھا؟

سعید: جس چیز کا مجھے علم نہیں اس میں کیا کہہ سکتا ہوں ، مجھے اپناہی حال معلوم ہے۔

عجاج: ان میں سے سب سے پسندیدہ ترے نزدیک کون ہے؟

سعید: جوسب سے زیادہ اپنے مالک کوراضی کرنے والا تھا۔

حجاج: الله كو سب سے زيادہ راضي ركھنے ولا كون تھا؟

سعید: اس کو وہی جانتا ہے جو دل کے بھیدوں اور چھپے ہوئے رازوں سے واقف

--

حجاج: حضرت على شبخت مين بين يا دوزخ مين ؟

سعید: اگر میں جنت اور جہنم میں جاؤں اور وہاں والوں کو دیکھ لوں تو بتا سکتا

ہوں۔

حجاج: میں قیامت میں کیساآ دمی ہوں گا؟

سعید: میں اس سے کم ہوں کہ غیب پر مطلع کیا جاؤں۔

حجاج: تو مجھ سے سے بولنے کاارادہ نہیں کرتا؟

سعید: میں نے جھوٹ بھی نہیں کہا۔

حجاج: تو تجھی ہنستا کیوں نہیں؟

سعید: کوئی بات بننے کی دیکھا نہیں اور وہ شخص کیا بننے جو مٹی سے بنا ہواور قیامت میں اس کو

جانا ہواور دنیا کے فتنوں میں دن رات رہتا ہو۔

حجاج: میں تو ہنستا ہوں۔

سعید: الله نے ایسے ہی الگ الگ طبیعتوں والا ہم انسانوں کو بنایا ہے۔

حجاج: میں تجھے قتل کرنے والا ہوں۔

سعید: میری موت کا سبب پید اکرنے والاتو اپنے کام سے فارغ ہو چا۔

حجاج: میں اللہ کے نز دیک تجھ سے زیادہ محبوب ہوں۔

سعید: اللہ پر کوئی بھی جرات نہیں کر سکتا۔ جب تک کہ اپنا مرتبہ معلوم نہ کرے اور غیب کی اللہ ہی کو خبر ہے۔ اللہ ہی کو خبر ہے۔

حجاج: میں کیوں جرات نہیں کر سکتا؟ حالاں کہ میں خلیفہ کی جماعت کے ساتھ ہوں اور تو باغیوں کی جماعت کے ساتھ ہے۔

سعید: میں جماعت سے علاحدہ نہیں ہوں اور فتنہ کو خود ہی پیند نہیں کرتا اور جو تقدیر میں ہے، اس کو کوئی ٹال بھی نہیں سکتا۔

حجاج: ہم جو کچھ امیر المومنین کے لیے جمع کرتے ہیں؟ اس کو تو کیسا سمجھتا ہے۔

سعید: میں نہیں جانتا کہ تو نے کیا جمع کیا۔

حجاج: میں نے سونا جاندی کے کیڑے وغیرہ منگوا کر ان کے سامنے رکھ دئے۔

سعید: یه اچھی چیزیں ہیں اگراپنی شرط کے موافق ہوں۔

حجاج: شرط كياب؟

سعید: یہ کہ تو ان سے ایسی چزیں خریدے جو بڑے گھبراہٹ کے دن لینی قیامت کے دن لینے کو قیامت کے دن فائدہ دینے والی ہوں۔ ورنہ ہر ددوھ پلانے والی دودھ پیتے کو بھول جائے گی اور حمل گر جائیں گے اورآدمی کو اچھی چیز کے سوا کچھ بھی کام نہ دے گی۔

حجاج: ہم نے جو جمع کیا ہے، اچھی چیز نہیں؟ سعید: تونے کیا جمع کیا تو ہی اس کی اچھائی کو سمجھ سکتاہے۔

حضرت سعيد بن جبيراً

حجاج: کیا تو اس میں سے کوئی چیز اپنے لیے پیند کرتا ہے؟

سعید: صرف اس چیز کو پیند کرتا ہوں جس کو اللہ پیند کرے۔

حجاج: تيرے ليے ملاكت ہو۔

سعید: بلاکت اس شخص کے لیے ہے جو جنت سے ہٹا کر جہنم میں داخل کر وہا جائے۔

ین جاج (دق ہو کر): بتلا کہ میں تجھے کس طریقہ سے قتل کروں؟

سعید: جس طرح قتل ہونا تواینے لیے بیند کرتا ہے۔

حجاج: كيا تخفي معاف كردول_

سعید: معافی اللہ کے یہاں کی معافی ہے۔ تیرا معاف کرنا کوئی چیز نہیں۔

ججاج نے جلاد کو حکم دیا کہ اس کو قتل کردو۔سعید باہر لائے گئے تو ہنس پڑے۔ حجاج کو اس کی اطلاع دی گئی۔ ان کو پھر بلایا گیا اور پوچھا۔

حجاج: تو كيول منسا؟

سعید: الله پرتیری جرات اور الله تعالیٰ کا تجھ پر حلم دیکھ کر۔

حجاج: میں اس کو قتل کرتا ہوں جس نے مسلمانوں کی جماعت میں تفریق کی۔

پھر جلاد سے خطاب کر کے کہا۔ میرے سامنے اس کی گردن اڑاؤ۔

سعید: میں دور کعت نماز پڑھ لول۔ نماز پڑھی قبلہ رخ ہو کر اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیْ لِلَّذِی فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَلاَرْضِ حَنِیْفًاوَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ پڑھا لیعنی " میں نے منہ اس پاک ذات کی طرف کیا جس نے آسان اور زمین بنائے اور میں سب طرف سے ہٹ کر ادھر متوجہ ہوا اور نہیں ہول مشرکین میں سے"

حجاج: اس کامنہ قبلہ سے پھیر دواور نصاریٰ کے قبلہ کی طرف کر دو۔انہوں نے بھی اپنے دین میں تفریق کی اور اختلاف پیدا کیا چناں چہ فوراً پھیر دیا گیا۔

حضرت سعيد بن جبيرًا

سعيد: فاينما تو لوا فثم وجه االله الكافى بالسرآئر - جدهر تم منه پيمر و ادهر بهى خدا بـــوه بهيدول كاجانخ والابـــ

حجاج: اوندها ڈال دو (یعنی زمین کی طرف منہ کردو) ہم تو ظاہر پر عمل کرنے کے ذمہ دار ہیں۔

سعید: مِنْهَا خَلَقْنَا كُمْ وَفِیْهَا نُعِیْدُ كُمْ وَمِنْهَا نُخْرِجُ كُمْ تَارَةً أُخْرِیٰ"- ہم نے زمین ہی سے تم کو پیدا کیا اور اسی میں تم کو لوٹائیں گے اورا سی سے پھر دوبارہ اٹھائیں گے "۔

حجاج: اس کو قتل کردو۔

سعید: میں تخفیے اس بات کا گواہ بناتا ہوں اشھد ان لا الله الا الله وحدہ لا شریک له واشهد ان محمد عبدہ ورسولہ۔ تو اس کو محفوظ رکھنا۔ جب میں تجھ سے قیامت کے دن ملول گا تو لے لول گا۔ اس کے بعد وہ شہید کر دیئے گئے۔ انا لله وانا الیه راجعون۔

ان کے انقال کے بعد بدن سے خون بہت زیادہ نکلا جس سے حجاج کو بھی بڑی حیرت ہوئی۔ اپنے طبیب سے اس کی وجہ پو جھی۔ اس نے کہا کہ ان کا دل نہایت مطمئن تھا اور قتل کاذرا بھی خوف ان کے دل میں نہیں تھا۔ اس لیے خون اپنی اصلی مقدار پر قائم رہا، بخلاف اور لوگوں کے کہ خوف سے ان کاخون پہلے ہی خشک ہو جاتا ہے۔

(دوسر امکالمہ: حامد اور ان کی امی کے در میان)

حامد: امی کل دادا کہہ رہے تھے، میں نے معراج سے اچھاکسی کا گھر نہیں دیکھا۔ کیاان کا گھر بہت اچھااور خوب صورت بناہے؟ ہمارے گھرسے بھی اچھا؟

امی: (مسکراتے ہوے) میں نے تو دو ماہ پہلے معراج بھائی کا گھر دیکھا ہے۔ چھوٹے چھوٹے چھوٹے تین کمرے، ایک برآمدہ، ایک بیت الخلاء اور ایک عنسل خانہ، کچھ خاص تو نہیں

حضرت سعيد بن جبيراً

ہے۔ تم نے شاید دادا کی بوری بات نہیں سی۔

حامد: دادا فاتح چپا سے بات کر رہے تھے۔ مجھے یاد ہے معراج چپا کے گھر کی بات ہورئی تھی۔ اس ہورئی تھی۔ اس دوران دادا نے بیہ بات کہی کہ معراج کا گھر بہترین گھر ہے۔

امی: اب میں سمجھ گئی۔ تم کو علم نہیں، سراج بھائی کا انقال دس سال پہلے ہوچکا ہے۔ اس وقت تو تم صرف دو سال کے تھے۔ سراج بھائی کے تین بیٹے اور دو بیٹیاں تھیں۔ ان کے بچوں کی پرورش معراج بھائی نے کی اور صحیح بات یہ ہے کہ پرورش کا حق ادا کردیا۔

حامد: میں آپ کی بات نہیں سمجھ سکا۔ پرورش کس طرح سے کی؟

امی: بیٹا کیا بتاؤں، وہاں جاؤ توطبیعت خوش ہو جاتی ہے۔ معراج نے بھیبجوں کواپنے بچوں سے بڑھ کر محبت دی۔ انھیں اچھی تعلیم دلائی۔ بھی کسی طرح کی کوئی کمی نہ ہونے دی۔ تین بچوں کی بہت اچھی شادیاں کیں۔ سراج کے بچے بھی چچا کودل وجان سے چاہتے ہیں۔ سراج اور معراج کے بچاس طرح مل جل کر رہتے ہیں جیسے سکے بھائی بہن ہوں۔ معراج نے سراج کی ایک بیٹی کواپنی بہو بھی بنا لیا ہے۔

حامد: امی، میں بہت دنوں تک تو ان سب کو حقیقی بھائی بہن ہی سمجھتا تھا۔ بعد میں معلوم ہوا کہ چیا زاد ہیں۔

گر اُمی ، دادا تو ان کے گھر کے اچھے ہونے کی تعریف کر رہے تھے۔ کہہ رہے تھے، سب سے اچھا گھر معراج کا گھر ہے۔

امی: تم پوری بات سمجھ نہیں سکے۔ ان کا گھر تو ہمارے گھر جبیبا ہی ہے۔ دادا تواُس گھر کے ماحول کی تعریف کر رہے تھے. ہوسکتا ہے اُن کا اشارہ پیارے نبی اللّٰہ اللّٰہ اُلّٰہ اُلّٰہ اُلّٰہ اُلّٰہ اُلّٰہ اللّٰہ ال

گھر کہا ہے؟

حامد: کیا پیارے نبی النا الیّم نے معراج چیا کے گھر کو سب سے بہتر کہا ہے؟ ای اوہ، تم تو بہت سادہ ہو۔ اب میں تمہیں ایک حدیث ساتی ہوں، غور سے سنو، شاید تم پوری بات سمجھ جاؤ۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ خَيْرُ بَيْتٍ فِي الْمُسْلِمِينَ، بَيْتٌ فِيهِ يَتِيمٌ يُسَاءُ إِلَيْهِ. حضرت ابوم ريرةً فِيهِ يَتِيمٌ يُسَاءُ إِلَيْهِ. حضرت ابوم ريرةً فرمات بين كه رسول الله التَّيُّ إِيَّهِم نَ فرمايا: مسلمانوں ميں سب سے بھلا گھر وہ ہے جس ميں يتيم ہو اور اس كے ساتھ اجھا برتاؤكيا جاتا ہو اور مسلمانوں ميں سب سے برا گھر وہ ہے جس ميں يتيم ہو اور اس كے ساتھ اجھا برتاؤكيا جاتا ہو اور مسلمانوں ميں سب سے برا گھر وہ ہے جس ميں يتيم ہو اور اس كے ساتھ بدسلوكي كي جاتي ہو۔

چوں کہ معراج بچاکے گھر نتیموں کے ساتھ بہت اچھاسلوک ہو تاہے،اس لیے دادانےان کے گھر کوسب سے بہتر گھر کہا ہو گا۔

حامد: آپ نے بالکل صحیح کہا، دادامعراج بچاکی بہت تعریف بھی کررہے تھے۔

امی: کیوں نہیں! فلاں سیٹھ صاحب کو دیکھو۔ ان کے بہنوئی کا انقال ہوگیا۔ بہن اور دو بھانجیاں ان کے گھر آگئے۔ ان کے گھر جاؤ تو ایسے لگتا ہے کہ تین نوکرانیاں بیں۔ گھر کے تمام کام ان کی بہن زوہیہ اور اس کی دونوں بیٹیاں ہی کرتی ہیں۔ سیٹھ صاحب کی بیوی زہیرہ تو بڑی حرافہ ہے۔ بات بات پر انھیں ڈانٹتی ڈپتی رہتی ہے۔ انھیں منحوس کہتی ہے۔ ان لوگوں کو دیکھ کر ترس آتا ہے۔ اللہ کسی کو یہ دن نہ دکھائے۔

حامد: محسى دن آپ سيٹھ چيا کے گھر جائيے تو انھيں پيارے نبی النافيليم کی يہ حديث سائيے

حضرت سعيد بن جبير

اور انھیں بتایئے کہ پیارے نبی لٹائی آیکم نے آپ کے گھر کو سب سے برا گھر کہا ہے۔ شاید انھیں عقل آجائے۔

امی: اللہ نے ان کی مت ماری ہے۔ کیا وہ عقل نہیں رکھتے؟

اچھا بتاؤ۔ تمہیں اب تو سمجھ میں آگیا ہوگا کہ معراج چپا کے گھر کی دادا نے کیوں تعریف کی تھی ؟

حامد: بالكل امى، اب ميں سمجھ گيا كہ معراج چچا كا گھر كيوں بہت اچھا گھر ہے۔ الله كرے م گھر ميں نتيموں كے ساتھ اچھا برتاؤ كيا جائے۔ جزاك الله خيراً

سوالات:

سوال نمبر ا: - حجاج بن يوسف كون تها؟

سوال نمبر ۲:- سعيد بن جبير الم كون ته؟

سوال نمبر ۱۳: پہلے مکالمہ کی دو خوبیاں لکھیں۔

سوال نمبر سم: ۔ دوسرے مکالمہ میں کون سی حدیث بیان کی گئی ہے؟

سوال نمبر ۵: معراج کا گھر کیوں بہت اچھاہے؟

مشق:

- (۱) کلاس کے دوطالب علم والدین کی خدمت کی اہمیت وفضیلت پر مکالمہ پیش سیجیے جوزیادہ سے زیادہ پندرہ منٹ کا ہو۔
- (۲) مکالمہ کی مدد سے مسلم غیر مسلم دوستی اور انسانی مساوات کو پیش تیجیے جس میں اسلام کی دعوت پیش کی گئی ہو۔

ار دو گیت

اردوشاعری کا بیش تر سر مایہ فارسی اور عربی سے حاصل ہوا ہے گر گیت اردو میں ہندی شاعری کے اثر سے وجود میں آیا۔ یہ کہا جاسکتا ہے کہ گیت خالص ہندوستانی صنف سخن ہے۔ گیت ہندی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی راگ، سر ور اور نغمہ کے ہیں۔ گیت کسی خاص موضوع یا ہیئت کے پابند نہیں۔ ہال مگر گیت میں محبوب مر د اور عاشق عورت ہوتی ہے۔ جس میں عاشق لینی عورت اپنے محبوب لینی مر د سے جذبۂ محبت، نغمگی، نسوانیت، غنائیت اور ترنم ریزی کے ساتھ عورت اپنے والہانہ انداز میں اپنے عشق کا اظہار کرتی ہے۔ البتہ عشق، بھگتی، عبادت، محبت، رزم، بزم غرض وہ ہرشے جو انسانی احساس کا حصہ ہے گیت میں ان سب کا اظہار ہوتا ہے۔

گیت اپنے منفرد تہذیبی ورثے کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہوتا ہے جس میں محبت اور نغے کی آمیزش سے پیدا ہونے والی نہایت لطیف و دل کش روایت شامل ہے۔ چونکہ گیت کا موسیقی سے گہرا ربط ہے ، ترنم ، لے ، جھنکار اور تھاپ وغیرہ اس کے گائے جانے میں استعال ہوتے رہے ہیں۔ جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ گیت بڑھنے سے زیادہ سننے کی چیز ہے، جو موسیقی کے ساتھ نمودار ہوتا ہے۔ گیت گیت بڑھنے سے زیادہ سکنے کی چیز ہے، جو موسیقی کے ساتھ نمودار ہوتا ہے۔ گیت کے متعلق شمیم احمد لکھتے ہیں :

" گیت شاعری کا وہ اسلوب ہے جہاں محبت اور نغمے کا سنگم پوری لطافت کے ساتھ ہوتا ہے"

گیت کی کوئی خاص ہیئت نہ ہونے کی وجہ سے یہ کسی بھی ہیئت میں لکھا جاسکتا ہے۔ ویسے عموماً گیت کا کبہلا شعر یا پہلا مصرع ہوتا ہے۔ اس کے بعد گیت کا کبہلا شعر یا یانچ سے زیادہ اس کے بعد گیت کے کچھ بند ہوتے ہیں جن کی تعداد عموماً چار یا یانچ سے زیادہ

نہیں ہوتی۔ ہر بند کے بعد گیت کے مکھڑے کا ہم قافیہ ایک مصرع نہیں ہوتابلکہ اس کی جگہ مکھڑے ہی کو دوہرایا جاتا ہے۔ کہیں کہیں تو یوں بھی ہوتا ہے کہ ہر بند کے بعد مکھڑے کا ہم قافیہ مصرع نہیں ہوتا بلکہ اس کی جگہ مکھڑا ہی کو دوہرایا جاتا ہے۔



گیت کسی بھی بحر میں لکھا جا سکتا ہے لیکن عموماً چھوٹی بحریں ہی استعال کی جاتی ہیں۔ بھی کبھی گیت کا مکھڑا ایک بحر میں اور بول مختلف بحر میں ہوتے ہیں۔ گیت کے تمام بند خیال یا مضمون کے اعتبار سے ایک دوسرے سے مربوط ہوتے ہیں۔ اس لیے بھی کہ پورے گیت میں ایک ہی خیال کو پیش کیا جاتا ہے۔ غرض یہ کہ گیت کی ہیئت کے متعلق سب سے اہم بات ہے ہے کہ گیت کا مکھڑا (جو کسی بھی صورت حال میں ہو سکتا ہے۔ مصرعہ آ دھا مصرعے یا شعر) وہ گیت کے ہر بند کے بعد دوہرایا جاسکتا ہے۔

غُزل کی طرح گیت بھی شاغری کی ایک داخلی اور غنائی صنف ہونے کی وجہ سے شخصی جذبات واحساسات کا بے تکلف اور والہانہ اظہار ہو تا ہے۔ گیت میں محبوب سے جدائی کی تڑپ اور وصال کی آرزو مندی نمایاں طور پر نظر آتی ہے۔ان معنوں میں گیت ایک فراق زدہ عورت کے دل کی صدائے پُر سوز ہے۔چو نکہ گیت اور سنگیت کا چولی دامن کارشتہ ہوتا ہے اس لئے سازوں کی آمیز س گیت کے حسن کو دوبالا کر دیتی ہے۔

اردو میں گیت کی روایت امیر خسرو کے عہد سے مانی جاتی ہے۔ امیر خسرو نے راگ راگنیوں کے ساتھ گیت کوپروان چڑھانے کے لئے راگوں کوایجاد بھی کیا۔امیر خسرو کے عہد سے تا حال اردو میں جو گیت لکھے گئے اس کا خاص موضوع عشق ہے۔جدائی غم، اور ملن کی خوشی سے ہمارے گیت بھرے پڑے ہیں۔

امیر خسرو کی مشہور غزل '' زحالِ مسکین مکن تغافل '' میں جو مصرعے یا مصرعوں کے عکرے ہندوستانی زبان میں ہیں۔انھیں ہم گیت کے اولین نقوش کہہ سکتے ہیں۔ان مصرعوں میں عورت کی طرف سے محبت کااظہار ہوتا ہے اور فراق کی کیفیت بیان ہوتی ہے جو گیت کی خصوصیت ہے۔

آج بھی اردوگیت نے اپنی اہمیت بر قرار رکھی ہے۔ نئی نسل اردوگیت کو نئے رنگ و معنوں سے آراستہ کر رہی ہے۔ ان کے سانحات اور موضوعات میں تنوع اور رسائی اردوگیت کی اہمیت کو باقی رکھے گی۔

اردو گیت اور اردو نظم دونوں ادب کی اہم اصناف ہیں، لیکن ان دونوں کے در میان کئی بنیادی فرق موجود ہیں۔ یہ فرق موضوع، انداز، ساخت اور مقصد کے لحاظ سے واضح کیے جاسکتے ہیں: ا۔ مقصد اور موضوع

گیت: گیت عموماً موسیقی کے لیے لکھا جاتا ہے اور اس کا بنیادی مقصد سامعین کو محظوظ
 کرنا یا جذباتی طور پر متاثر کرنا ہوتا ہے۔ گیت کے موضوعات رومانویت، محبت، خوشی، یا در د جیسے جذباتی پہلوؤں پر مشتمل ہوتے ہیں۔

نظم: نظم زیادہ فکری اور سنجیدہ ہوتی ہے۔ یہ کسی بھی موضوع پر ہو سکتی ہے، جیسے

ساجی مسائل، فلسفہ، سیاست، یا ذاتی تجربات۔ نظم کا مقصد گہرے خیالات یا احساسات کو بیان کرنا ہوتا ہے۔

۲ ساخت اور انداز

گیت: گیت کی ساخت سادہ، متر نم اور موسیقی کے لیے موزوں ہوتی ہے۔
 اس میں اشعار کی ترتیب الیی ہوتی ہے کہ اسے گایا جا سکے۔ گیت میں قافیہ، ردھم
 اور روانی کا خاص خیال رکھا جاتا ہے۔

نظم: نظم کی ساخت زیادہ آزاد ہوتی ہے اور یہ مختلف طرزوں (آزاد نظم، معریٰ نظم، غزل نما نظم) میں لکھی جاسکتی ہے۔ اس میں موسیقیت ضروری نہیں ہوتی، بلکہ الفاظ کے ذریعے معنویت اور گہرائی بیدا کی جاتی ہے۔

٣_الفاظ كاا نتخاب

گیت: گیت میں الفاظ آسان، عام فہم ، متر نم اور دل کو بھانے والے ہوتے ہیں تاکہ سامعین فوری طور پر اس سے جڑ سکیں۔

نظم: نظم میں الفاظ پیچیدہ، مشکل، گہرے اور فکری ہوتے ہیں تاکہ قارئین پر اس کے معنی اور پیغام کا اثر ہو۔

۵۔ مثالیں

گیت: "چلو اک بار پھر سے اجنبی بن جائیں ہم " (شاعری جو گیت کی شکل میں مشہور ہو)۔

نظم: نظم: فیض احمد فیض کی "به داغ داغ اجالا، به شب گزیده سحر" (سنجیده اور فکری نظم)۔ به فرق گیت اور نظم کو الگ الگ اصناف کے طور پر پہچان دیتا ہے، لیکن دونوں اپنی جگه پر ادب اور جذبات کی خوب صورتی کا اظہار کرتے ہیں۔ فیض احمد فیض کی مشہور گیت:

" چلو پھر سے مسکرائیں ہم" ان کے تخلیقی شاہ کاروں میں سے ایک ہے۔ یہ گیت انہوں نے ۱۹۷۹ میں لکھی تھی اور یہ ایک خوب صورت اور پُرامید پیغام دیتا ہے۔ مکمل کلام درج ذیل ہے::

چلو پھر سے مسکرائیں ہم گلالی روشنیوں کے دلکش خواب سجائیں ہم وه گلیاں وہ مکان اینی وہ چہرے اپنی پیجان اپنی جو پچ گئے ہیں وفا کے قاتل انہیں گواہی میں لائیں ہم چلو پھر سے مسکرائیں ہم گلانی روشنیوں کے دلکش خواب سجائیں ہم جوروز وشب کی صلیب کاٹے وہ خو شبوئیں دل کے زخم حالے یہ وعدیے بھر سے نکھار لائیں یہ عہد پھر سے نبھائیں ہم چلو پھر سے مسکرائیں ہم گلانی روشنیوں کے دلکش خواب سجائیں ہم

شاعر بے کل کی یہ مشہور گیت بھی پڑھیں سہانی رات ہے بھینی ہوا بھی گنگناتی ہے میں ہوں پردیس میں مجھ کو وطن کی یاد آتی ہے کہیں پچھلے پہر ٹیلے پہ وہ بجتی ہے شہنائی وہ اکساتی ہوئی چوٹوں کی خاموشی کو پُروائی وہ جنگل سے پہیے کی گئن مستی میں لہرائی اٹھی وہ تیج سے اوشاکی لالی لے کے انگرائی وہ کوئل باغ کے سناٹے میں جادو جگاتی ہے۔ میں ہوں پردلیس میں مجھ کو وطن کی یاد آتی ہے وہ لادے پیٹھ پر بستہ للن اسکول جاتا ہے۔ دھرے کاندھے پہل کھیتیسر وہ بیلوں کو مناتا ہے وہ کوئی سائکل پر لاد کر بازار جاتا ہے کوئی ٹوٹی ہوئی کٹیا کی دیوار اٹھاتا ہے نہا کر نہر میں گوری کوئی کپڑے سکھاتی ہے۔ میں ہوں پردلیس میں مجھ کو وطن کی یاد آتی ہے

مشق اور سوالات:

(۱) گیت کی تعریف بیان کرتے ہوئے ، اس کے چند نمونے لکھیں۔

(۲) گیت اور نظم میں کیا کیا بنیادی فرق ہیں، بیان کریں۔

(m) روز وشب صبح وشام کیل و نهار

ان جیسے کم سے کم کے مرکب الفاظ آپ بھی لکھ کر ان کے معانی بھی لکھیں۔

(م) درج ذیل سے شعری اقسام کا پتہ لگتا ہے، ان کا مفہوم اپنے استاد کی مدد سے سمجھیں اور لکھیں۔

غزل: ۔ ایک عربی لفظ ہے جس کا مطلب ہے اعور توں سے بات کرنا'۔غزل کئی آزاد اشعار (شعر کی جع) کا مجموعہ ہوتی ہے ۔ کی جعع) کا مجموعہ ہوتی ہے ، جس میں بحر ، قافیہ ، ردیف کی رعایت کی جاتی ہے۔

مصرع: - شعر کی ہر سطر کو مصرع کہتے ہیں۔ پہلی سطر مصرع اولی کہلاتی ہے جبکہ دوسری سطر مصرعہ ثانی کہلاتی ہے۔

ردیف:۔ شعر کے آخر میں بار بار دہرائے جانے والے الفاظ کو ردیف کہتے ہیں۔ چونکہ غزلوں کا کوئی عنوان نہیں ہوتا، اس لیے غزل کو روایتی طور پر ردیف کا استعال کرتے ہوئے حوالہ دیا جاتا ہے۔

قافیہ:۔ ردیف سے ذرا پہلے آنے والا لفظ قافیہ کملاتا ہے۔

مطلع: ۔ غزل کا پہلا شعر ہوتا ہے اور اس کے دونوں مصرعوں میں قافیہ اور ردیف کا استعال ہوتا ہے۔ باقی شعروں میں قافیہ اور ردیف صرف دوسرے مصرع میں استعال ہوتے ہیں۔

نظم: ۔ نظم ایک مرکزی عنوان کے تحت منظم اور منطقی شکل میں پروان چڑھتی ہے۔ جس میں ہر شعر یا مصرع کا دوسر ہے سے گہرا تعلق ہوتا ہے۔ اس کو قید ، آزاد یا نثری پیرائے میں لکھا جاتا ہے۔ *۲ویں صدی میں نظم کو ترقی پیند شاعروں کے ساتھ میراجی، اخترالا بمان اور ن م راشد جیسے شاعروں نے مقبولیت عطاکی۔ نظموں کا عام طور پر ایک عنوان ہوتا ہے اور یہ اردو کی الیمی صنف ہے جس کا جدید انگریزی شاعری سے زیادہ موازنہ کیا جاتا ہے۔

قطعہ:۔ دو یا دو سے زیادہ شعروں کا مجموعہ جس کے ہر شعر میں ایک ہی مفہوم اور عنوان کے متعلق بیان کیا گیا ہو، قطعہ کملاتا ہے۔ قطعہ غزل کا بھی حصہ ہو سکتا ہے۔ قصیدہ:۔ قصیدہ: شاعری کی ایسی صنف ہے جس میں کسی بادشاہ یا رئیس کی تعریف بیان کی جاتی ہے۔ اس کا آغاز غزل نما مطلع سے ہوتا ہے اور اس کے بعد اس زمین میں مختلف شعر کے جاتے ہیں۔

مر شیہ: ۔ لفظ مر ثیہ عربی زبان کے لفظ ارثا سے ماخوذ ہے جو کہ گہرے سانحے یا مرنے والی روح کے لئے ماتم کی علامت ہے۔ یہ ایک قسم کی عزاداری ہے، اور اس کا کربلا کی کہانی سے گہرا تعلق ہے۔ مر ثیہ عام طور پر چھ سطری اکائیوں پر مشتمل ہوتا ہے جسے مسدس کہتے ہیں، جس میں ایک ہی قافیہ ردیف کے چار مصرعوں کے ساتھ ایک الگ زمین کا مطلع شامل کیا جاتا ہے۔

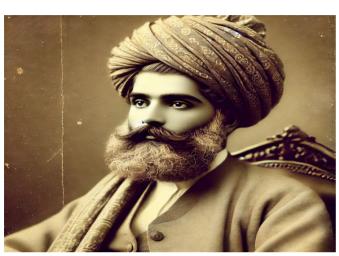
مثنوی: مثنوی ایک ایس صنف ہے جو طویل کہانیوں کو نظموں کی شکل میں پیش کرنے کے لیے استعال ہوتی ہے۔ اس میں ہر شعر مطلع کی شکل کا ہوتا ہے۔ رہائی: ۔ رباعی چار مصرعوں کی ایک نظم ہوتی ہے جس میں ایک ہی خیال کا اظہار کیا

گیا ہو۔ اس کی بحر غزلوں میں مستعمل بحروں سے مختلف ہوتی ہے۔ عام طور پر پہلے، دوسرے اور چوشے شعر میں قافیہ،ردیف کی رعایت کی جاتی ہے لیکن بعض رباعیوں کے چاروں مصرعوں میں قافیہ ردیف کی پابندی بھی نظر آتی ہے۔



سبق نمبر ۲۰

دیی نذیر احمه مشهور ناول نگار



سمس العلماء خان بہادر حافظ ڈپٹی نذیر احمد ملک بھارت کے مشہور ضلع بجنور کے ایک گاؤں ریبر میں بیدا ہوئے۔ آپ ایک مشہور بزرگ شاہ عبد الغفور اعظم پوری کے خاندان سے تعلق رکھتے تھے، لیکن آپ کے والد مولوی سعادت علی غریب آ دمی تھے۔ واضح رہے علی غریب آ دمی تھے۔ واضح رہے

کہ ریاست حیدرآ بادسے انھیں غیور جنگ کا خطاب دیا جارہا تھا جسے انھوں نے قبول نہیں کیا تھا۔

اردو میں وہ شخصیت جسے پہلا ناول نگار ہونے کا شرف حاصل ہے، جس نے سب سے پہلے خوا تین کے لیے ادب کی تشکیل کی، جس نے تانیثیت کا منشور مرتب کیا اور انڈین پینل کوڈ کا ترجمہ تعزیرات ہند' کے نام سے کیا جو سرکاری حلقوں میں بہت مقبول ہوا۔ اسی شخصیت کا نام ڈپٹی نذیر احمد ہے۔

ندیراحمہ کی پیدائش ۲ دسمبر ۱۸۳۷ کو ضلع بجنورانڈیا میں ہوئی۔ان کے والد مولوی سعادت علی معلم تھے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی۔ دلی کے اور نگ آبادی مدرسے میں مولوی عبد الخالق سے درس لیا۔ دبلی کے زمانۂ طالب علمی میں پنجابی کٹرے کی مسجد میں رہتے تھے۔اس زمانے میں دینی مدرسے کے زیادہ تر طالب علموں کو بستی کے گھروں سے روٹیاں لانی پڑتی تھی۔ ندیراحمہ کو بھی اپنے کھانے کا انظام اسی طرح کرنا پڑا۔ کہیں سے رات کی بجی ہوئی دال تو کہیں سے نذیر احمہ کو بھی اینے کھانے کا انظام اسی طرح کرنا پڑا۔ کہیں سے رات کی بجی ہوئی دال تو کہیں سے

دو تین سو کھی روٹیاں مل جاتی تھیں۔ نذیر احمہ مولوی عبد الخالق کے گھرسے بھی روٹیاں لاتے تھے۔ جہاں ایک لڑکی ان سے روٹی کے بدلے مصالحے پیواتی تھی۔اور تبھی تبھی مصالحہ بینے میں سستی کی وجہ سے انگلی پر سل کا بٹہ بھی مار دیتی تھی۔خود نذیر احمہ نے لکھاہے کہ ؛ "ادھر میں نے در وازے میں قدم رکھا، ادھر ان کی لڑ کی نے ٹانگ لی۔ جب تک سیر دوسیر مصالحہ مجھ سے نہ پسوا لیتی نہ گھرسے نکلنے دیتی نہ روٹی کا ٹکڑا دیتی . . . خدا جانے کہاں سے محلّہ بھر کا مصالحہ اٹھا لاتی تھی۔ یستے پیستے ہاتھوں میں گئے پڑ گئے تھے جہاں میں نے ہاتھ روکااور اس نے بٹہ انگلیوں پر مارا، بخدا جان سی نکل جاتی تھی۔ " دل چسپ بات یہ ہے کہ یہی لڑکی بعد میں نذیر احمہ کی شریک حیات بنی۔ مدرسه کی تعلیم کے بعد نذیر احمہ نے دلی کالج میں داخلہ لیا، یہاں انہیں وظیفہ بھی مل گیا۔ دلی میں ۸ سال گزارنے کے بعد بسلسلہ ملازمت گجرات پہنچے۔ جہال۸۰ روپئے ماہوار پر انہیں نوکری مل گئی۔ اس کے بعد ترقی کرتے ہوئے وہ کانپور میں ڈیٹی انسپکٹر مدارس ہو گئے۔ ١٨٥٧ كے انقلاب ميں دلى واپس آئے۔ يہاں سے نظام دكن نے انہيں حيدرآ باد بلاليا۔ جہاں ان کی تنخواہ • ۱۲ ہو ویٹے مقرر ہوئی۔ انہیں د فاتر کا معائنہ اور کار کردگی کی مفصل روداد پیش کرنے کی ذمہ داری دی گئی۔ نذیر احمہ نے بہت محنت اور لگن سے کام کیااس لیے انہیں ترقی ملتی گئی۔ وہ صدر تعلقہ دار بن گئے۔اس دوران انہوں نے نظام دکن کے بچوں کو پڑھانے کا بھی کام کیا۔ ڈیٹی نذیر احمد جب جالون میں تھے تو انہیں بچوں کے لیے بچھ کتابوں کی ضرورت محسوس

ڈپٹی نذیر احمد جب جالون میں تھے تو انہیں بچوں کے لیے پھ کتابوں کی ضرورت محسوس ہوئی مگر وہ دستیاب نہ ہو سکیں تو انہوں نے خود بچوں کے لیے کتابیں لکھنے کاکام شروع کر دیا۔ 'مراة العروس' 'منتخب الحکایات' وغیرہ ان کی اپنے بچوں کے لیے لکھی ہوئی کتابیں ہیں۔ ڈپٹی نذیر احمد نے بہت سے ناول تحریر کیے جن کا مقصد اصلاحی تھا اور ان ناولوں میں زیادہ زور لڑکیوں کی تعلیم و تربیت اور امور خانہ داری پر تھا۔ ان کے مشہور ناولوں میں 'مراة العروس' 'بنات النعش' تو بۃ النصوح' نسانہ مبتلا' ابن الوقت' ایامی 'اور 'رویائے صادقہ ' ہیں۔ 'مراة العروس' ان کا سب سے مشہور ناول ہے۔ جس کے کردار اکبری اور اصغری آج بھی بہت اہمیت کے حامل ہیں۔ یہ ناول جب مشہور ناول ہے۔ جس کے کردار اکبری اور اصغری آج بھی بہت اہمیت کے حامل ہیں۔ یہ ناول جب

شائع ہوا تھا تو حکومت نے ایک مزار روپے انعام سے نواز اتھا۔ ۱۹ ۱۹ میں شائع ہوئے والے اس ناول کو زیادہ تر لوگ اردو کا پہلا ناول مانتے ہیں۔ 'ابن الوقت ' بھی نذیر احمد کا بہت مشہور ناول ہے ، جس میں مغربی تہذیب و تدن کی نقالی پر طنز کیا گیا ہے۔ کچھ لوگوں کے خیال میں اس میں سر سید احمد خان کو تفکیک کا نشانہ بنایا گیا ہے۔ مگر ڈپٹی نذیر احمد نے اس کی تردید کی ہے کیوں کہ وہ خود سر سید کی تحریک سے نہ صرف متاثر تھے بلکہ سر سید کے مشن کی تبلیغ اور ترویج کے لیے ہمیشہ سر گرم رہتے تھے۔ مسلم ایجو کیشنل کا نفرنس کے بلیٹ فارم سے اہم قومی خدمات بھی انجام دی ہیں۔

ڈپٹی نذیر احمہ نے ناولوں کے علاوہ جو اہم علمی کام کیے ہیں ان میں قرآن مجید کاتر جمہ، قانون انکم ٹیکس، قانون شہادت بہت اہم ہیں۔ ڈپٹی نذیر احمہ کی بیشتر کتابیں بہت مقبول ہو ئیں اور ان کی کتابوں کا انگریزی کے علاوہ پنچائی، کشمیری، مراکھی، گجراتی، بنگلہ وغیرہ میں ترجمے ہوئے۔ 'مراة العروس 'کاتر جمہ انگریزی میں ۱۹۰۳ میں لندن سے شائع ہوا۔ ۱۸۸۴ میں 'تو بة انصوح 'کاتر جمہ سر ولیم میور کے دیباچہ کے ساتھ شائع ہوا۔ ڈپٹی نذیر احمہ کی خدمات کا دائرہ بہت و سیع ہے۔ ان کی ادبی خدمات کا دائرہ بہت و سیع ہے۔ ان کی نذیر احمہ پر فالج کا حملہ ہوا اور ۲ مئی ۱۹۱۲ء میں دلی میں وفات یا گئے۔

ڈپٹی ندیر احمد کا پہلا ناول "مر إہ العروس" (۱۸۶۸) ہے یہ دراصل انہوں نے اپنی بڑی بیٹی کی تعلیم و دینی تربیت کے لیے بطور نصاب کے مرتب کیا تھااس کی ترتیب و شکل یوں تھی کہ دو چار صفحہ لکھ کر دے دیتے تھے۔ اس کی تعلیم پوری ہو جاتی تو پھر اگلے دو چار صفحہ لکھتے اس ناول میں کر دار کے طور پر اصغری و اکبری دو بہنیں ہیں۔ اکبری ضدِ تی ہے دب اور بد سلیقہ لڑکی ہے جب کہ اصغری ٹھیک اس کے بر عکس ہے چو نکہ بچیوں کی تعلیم و تربیت کی خاطر اس کے کر دار و مضمون کر ھے گئے ہیں اس لیے یہ ایک اصلاحی ناول ہے۔

"بنات النعش" بھی ان کی ایک اہم تصنیف ہے اس کا موضوع بھی اخلاق و تعلیم ہے۔ اس میں حسن آراء کا کر دار بھی اکبری کی طرح خود سر و خود بیں بدزبان اور پھومڑ لڑکی کا ہے۔ مگر پچھ

ڈیٹی نذیر احمہ۔مشہورناول نگار

آ گے چل کراس میں تبدیلی آ جاتی ہے۔اس کا کا یا پلٹ جاتا ہے اور وہ دوسر وں کو تعلیم دینے لگتی ہے بچیوں کو جغرافیہ اور امور خانہ داری سکھاتی ہے۔

"توبة النصوح" ان کا تیسرا ناول ہے یہ ناول پلاٹ، کردار، مکالمہ اور زبان و بیان ہر لحاظ سے بہت ہی دلچسپ اور فنی مہارتوں کی شخیل پر مبنی ہے اس کا موضوع بھی تربیت اولاد ہی ہے۔

فسانۂ عجائب ڈپٹ ندیر احمد کا چو تھا ناول ہے اس کا ایک کردار محصنات ہے۔ اس ناول میں انہوں نے اپنا نقطۂ نظر واضح طور پر بیان کیا ہے۔ انہوں نے یہ بتانے کی کوشش کی ہے کہ ایک سے زائد شاد یاں ہم لحاظ ہے۔ اس سے اولاد کی تربیت کرنے میں بھی د شواریاں ہوتی ہیں ہمیشہ ذہمنی تناواور جھکڑوں کی وجہ سے آ دمی بد مزاج ہو جاتا ہے۔ حالال کہ ان کی بات درست نہیں ہے۔

ان کی پانچویں ناول کے طور پر "ابن الوقت" کو جانا جاتا ہے۔ ابن الوقت ڈپٹی نذیر احمد کی ناولوں ان کی پانچویں ناول کے طور پر بھی جانا جاتا ہے جو لوگول میں سب سے مقبول ناول ہے۔ اسے ایک معاشر تی ناول کے طور پر بھی جانا جاتا ہے جو لوگول میں آ داب معاشر ت سکھاتی ہے۔ اس میں سے بتانے کی کوشش کی گئی ہے کہ جو لوگ اپنی تہذیب میں آ داب معاشر ت سکھاتی ہے۔ اس میں بیہ بتانے کی کوشش کی گئی ہے کہ جو لوگ اپنی تہذیب میں آ داب معاشر مندگی کا سامنا کر ناہوتا ہے۔ تووہی ان کی ناول "ایامی" بیواؤل کی حالت زار اور عور توں کی ناول "ایامی" بیواؤل کی حالت زار اور عور توں کی ناول تا ہے۔ "رویا ہے۔ "دویا کی ناول "ایامی" بیواؤل کی حالت زار اور عور توں کی ناول تا ہوگی کی دون کی دور توں کی ناول "کی کی دور دیتا ہے۔ "دویا کی ناول "ایامی" بیواؤل کی حالت زار اور عور توں کی نکاح خانی پر زور دیتا ہے۔ "دویا ہے صادقہ" مولوی نذیر احمد کا آخری ناول ہے جس میں صادقہ "مرکزی کردار ہے ، یہ بھی ایک اصلاحی ناول ہے۔

مجموعی طور پر ان کی تمام تر ناولوں کا پلاٹ خوب ہے۔ ڈپٹی نذیر احمہ کے ناولوں کی ایک بڑی خوبی ہے بھی ہے کہ انہوں نے اپنے کر داروں کی تخلیق میں بڑی فزکاری کا مظاھرہ کیا ہے۔ ان کے زیادہ تر کر دار سادہ اور سپاٹ ہیں یا تو خوبیوں کا مجسمہ یا تو عیبوں کا پلندہ اسی طرح انہوں نے مکالمے کو بھی نہایت ہی خوش اسلونی سے قاری کے سامنے رکھا ہے۔ ماحول مزاج اور کر دار کے عین موافق مکالمے ان کی ناولوں کو مثالی بناتے ہیں۔ خاص طور سے نسوانی کر دارکی کار کر دگی اور مکالمے انو کھے اور بڑے باریکی سے گڑھے گئے ہیں۔ ساج و معاشرہ کی تصویر پیش کرنے والی یا گھر بلو

زندگی میں ایک عورت کے جذبات کی ترجمانی کرنے والی ان کی ناولوں کو دیکھتے ہوئے صاف طور پر کہا جا سکتا ہے کہ ان کی ناولیں تانیثیت کا منشور اور معاشر تی اخلاق، کردار، رواداری اور مجموعی آ داب کو تشکیل دینے والی ہیں۔

ڈپٹی نذیر احمد نے تدریسی خدمت بھی انجام دی۔ جلد ہی ترقی کر کے ڈپٹی انسپکٹر مدارس مقرر ہوئے۔ بعد میں مخصیل دار ، ڈپٹی کلکٹر اور ریاست حیدر آباد دکن میں افسر بندوبست کے مناصب پر فائز ہوئے ۔ حکومت نے انہیں ۱۸۹۷ء میں شمس العلماء کا خطاب دیا ۔ انھوں نے علی گڑھ تحریک میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ کیا۔

ملازمت سے سبک دوش ہونے کے بعد انھوں نے اپنی زندگی تصنیف و تالف میں گزاری۔
انڈین پینل کوڈکاتر جمہ 'تعزیرات ہند' کے نام سے کیا ، جو سرکاری حلقوں میں بہت مقبول ہوااور
آج تک مستعمل ہے۔اس کے علاوہ انھوں نے قانونِ انکم ٹیکس اور قانونِ شہادت کا بھی ترجمہ کیا۔
ادبی دنیا میں ان کو ناول نگار کی حیثیت سے شہرت ملی _ ان کی کتابوں : مراة العروس ، بنات النعش ، توبة النصوح ، فسانۂ مبتلا ، ابن الوقت ، ایامی اور رویائے صادقہ کو غیر معمولی مقبولیت حاصل ہوئی _ ان کی کتاب الحقوق والفرائض سا جلدوں پر مشتمل ہے _ جلد اول میں حقوق اللہ ، جلد دوم میں توب واخلاقیات سے بحث کی گئی ہے _ انھوں نے ایک پادری کی کتاب 'امہات المؤمنین ' کے جواب میں 'امہات اللہ لکھی۔ انھوں نے قرآن مجید کا بامحاورہ اور سلیس زبان میں اردوتر جمہ کیا ، جو بہت مقبول ہوااور اس کے بہت سے اڈیشن شائع ہوئے۔ ان کی سلیس زبان میں اردوتر جمہ کیا ، جو بہت مقبول ہوااور اس کے بہت سے اڈیشن شائع ہوئے۔ ان کی فیل سلیس نبان میں اسلامی عقائد کی تشر سے کی گئی ہے۔
ایک کتاب 'مطالب القرآن کے نام سے ہے ، جس میں اسلامی عقائد کی تشر سے کی گئی ہے۔
غرض کہ ڈپٹی نذیر احمہ کی خدمات ادبی اور دینی دونوں میدانوں میں ہیں ، لیکن انہیں جو شہرت ادبی میدان میں میں میں اسلامی عقائد کی تشر سے کی گئی ہے۔

ڈیٹی نذیر احمہ۔مشہورناول نگار

مشق اور سوالات:

🖈 درج ذیل الفاظ کے معانی لکھیں:

تانیث، مصالحه، کار کردگی، صدر تعلقه دار، تضحیک، تردید، تحریک، شمس العلماء، قناعت، پلاٹ، سیاٹ، پلندہ

اللہ درج ذیل سوالوں کے جواب دیں:

(۱) ڈپٹی نذیر احمد کس زمانہ کے ادیب ہیں؟ اور ان کو کس میدان میں شہرت ملی ؟

(۲) ڈپٹی نذیر احمد کی پہلی ناول کا نام کیا ہے؟ اور اس میں بنیادی پیغام کیاہے؟

(m) رُیِّ نذیر احمد کی تصانیت کے نام لکھیں۔

(۴) ڈپٹی نذیر احمد نے کون سی سرکاری ملازمت کی ؟

اپنی لائبریری کی مددسے پانچ مشہور تاریخی ناول کے نام کھیں۔

﴾ اپنے استاد کی مدد سے پانچ مشہور ناول نگار کے نام لکھیں۔ پڑھیں اور سمجھیں:۔

فسانۂ عجائب ڈپٹی نذیر احمد کا چوتھا ناول ہے۔ اس کا ایک کردار محصنات ہے۔ اس ناول میں انہوں نے اپنا نقطہ نظر واضح طور پر بیان کیا ہے۔ انہوں نے یہ بتانے کی کوشش کی ہے کہ ایک سے زائد شادیاں ہر لحاظ سے غلط ہے۔ اس سے اولاد کی تربیت کرنے میں بھی دشواریاں ہوتی ہیں۔ ہمیشہ ذہنی تناوُ اور جھگڑوں کی وجہ سے آ دمی بدمزاج ہو جاتا ہے۔ ان کی پانچویں ناول کے طور پر "ابن الوقت "کو جانا جاتا ہے۔ ابن الوقت ڈپٹی نذیر احمد کی ناولوں میں سب سے مقبول ناول ہے۔ اسے ایک معاشرتی ناول کے طور پر بھی جانا جاتا ہے جو لوگوں میں آ داب معاشرت سکھاتی ہے۔

🖈 درج بالا اقتباس کو غور سے پڑھیں اور بتائیں کہ ڈپٹی ندیر احمد کی کن کن کتابوں

ڈیٹی نذیر احمہ۔مشہور ناول نگار

کا اس میں ذکر ہے۔

ناول اور افسانہ میں کیا فرق ہے؟

اول نگار ناول لکھنے والے کو کہتے ہیں۔ آپ بتائیں کہ قلم کار،اداکار، نثر نگار، مضمون کار اور فن کار کسے کہتے ہیں؟

اس سبق کی روشنی میں دس صحابہ کرام کی فہرست تیار کیجئیے۔



اردو ہے میرا نام

(۱) اقبال اشعر کی مشهور نظم:

اردو ہے میرا نام میں "خسرو" کی تہیلی میں "میر" کی ہمراز ہوں "غالب" کی سہیلی رس کے ولی نے مجھے گودی میں کھلاما "سودا" کے قصیدوں نے میرا حسن بڑھایا ہے "میر" کی عظمت کہ مجھے چلنا سکھایا میں "داغ" کے آئین میں کھلی بن کے چیلی ار دوہے میرانام میں "خسرو" کی نہیلی "غالب" نے باندی کا سفر مجھ کو سکھایا "حالى" نے مروّت كاسبق باد دلايا "اقبال" نے آئینہ حق مجھ کو د کھایا "مومن" نے سجائی میرے خوابوں کی حویلی ار دوہے میرانام میں "خسرو" کی کہیلی ہے " ذوق " کی عظمت کہ دیئے مجھ کو سہارے "چکبست" کی الفت نے میرے خواب سنوارے " فانی" نے سجائے میری بلکوں یہ ستارے "اکبر" نے رحائی میری بے رنگ ہشیلی

اردو ہے میرا نام میں "خسرو" کی کہیلی
کیوں مجھ کو بناتے ہو تعصب کا نشانہ
میں نے تو کبھی خود کو مسلماں نہیں مانا
دیکھا تھا کبھی میں نے بھی خوشیوں کا زمانہ
اپنے ہی وطن میں میں ہوں مگر آج اکیلی
اردوہے میرانام میں "خسرو" کی کہیلی

(٢) هكيم مومن خان مومن كي غزل:

وہ جو ہم میں تم میں قرار تھا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو وہی لیعنی وعدہ نباہ کا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو وہ جو لطف مجھ پہتھ بیشتر وہ کرم کہ تھا مرے حال پر مجھے سب ہے یاد ذرا ذرا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

> وہ نئے گلے وہ شکائیتیں وہ مزے مزے کی حکائیتیں وہ ہرایک بات پہروٹھنا تہہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو کبھی بیٹھے سب میں جوروبرو تواشاروں ہی ہے گفتگو وہ بیان شوق کا برملا تہہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

ہوئے اتفاق سے گر بہم تو وفا جتانے کو دم بہ دم گلئہ ملامت اقربا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو کوئی بات ایسی اگر ہوئی کہ تمہارے جی کو بری گلی تو بیاں سے پہلے ہی بھولنا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو کہ میں تم میں تب بھی چاہ تھی کبھی ہم سے تم سے بھی راہ تھی کبھی ہم سے تم سے بھی راہ تھی سنوذکرہے کئی سال کا کہ کیااک آپ نے وعدہ تھا سنوذکرہے کئی سال کا کہ کیااک آپ نے وعدہ تھا سونباہنے کا توذکر کیا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو کہا میں نے بات وہ کو شے کی مرے دل سے صاف اتر گئی تو کہا کہ جانے مری بلا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو وہ نہیں نہیں کی رات کا وہ نہ ماننا کسی بات کا وہ نہ ماننا کسی بات کا وہ نہ یاد ہو میں نہیں کی مر آن ادا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو جسے آپ گئے تھے آشنا جسے آپ کہتے تھے با وفا جسے آپ گئے تھے آشنا جسے آپ کہتے تھے با وفا میں وہی ہوں مومن مبتلا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو میں وہی ہوں مومن مبتلا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

(۳) انشاء الله خان انشآء کمر باندھے ہوئے چلنے کو یاں سب یار بیٹھے ہیں بہت آگے گئے ، ماقی جو ہیں تیار بیٹھے ہیں

نہ چھٹراے نکہتِ بادِ بہاری راہ لگ اپنی تجھے اٹکھیلیاں سوجھی ہیں، ہم بیزار بیٹھے ہیں

> تصور عرش پرہے اور سرہے پائے ساقی پر غرض کچھ اور دُھن میں اس گھڑی میخوار بیٹھے ہیں.

بسانے نقش پائے رمرواں کوئے تمنّا میں نہیں اٹھنے کی طاقت ، کیا کریں ، لا چار بیٹھے ہیں یہ اپنی چال ہے افتادگی سے اب کہ پہروں تک نظر آیا جہاں پر سایہ دیوار بیٹھے ہیں

کہاں کا صبر و تحل ، آہ نگ و نام کیا شے ہے یہاں روپیٹ کران سب کوہم یکبار بیٹھے ہیں

> نجیبوں کا عجب کچھ حال ہے،اس دور میں یارو جہاں یو حچو یہی کہتے ہیں ہم بیکار بیٹھے ہیں

بھلا گردش فلک کی چین دیتی ہے کسے انشآ غنیمت ہے کہ ہم صورت یہاں دو جار بیٹھے ہیں

کرنے کے کام اور مشقیں:

(۱) درج ذیل الفاظ کے معانی کھیے:

ہم راز مروت بیشتر حکابیتی ہر آن انگھیلیاں میخوار گردش فلک نجیبوں (۲) اقبال اشغر نے اپنی نظم میں اردو کا حسن بیان کیا ہے، اسے اپنے الفاظ میں بیان کریں۔

(٣) مومن نے اپنے محبوب کی جو تعریف کی ، اسے آپ اپنے الفاظ میں بیان کریں۔

(٤) ضد لکھيں:

قرار آشنا وصل باوفا بیزار افّادگی کهت غنیمت (۵) انشاء الله خان انشآنے دنیا کی زندگی کو کیا سمجھاہے؟ اپنے الفاظ میں بیان کریں۔ (۲) اس سبق میں جتنے شعراء کے نام آئے ہیں ، ان کا مکمل نام مع تخلص کھے:

حضرت عمر كا قبول اسلام

عمر بولے میہ قصہ ہی چکا دیتا ہوں میں جاکر کہ دیتا ہوں شمصیں سر ہادی اسلام کا لاکر

بدی کے غلغلے اس محفل حق پوش میں اٹھے عمر نے تھینچ لی تلوار پورے جوش سے اٹھے

چلے اس زندگی نجش جہاں کے قتل کرنے کو تمنائے مکان ولا مکاں کے قتل کرنے کو

نعیم اک مر د عاقل سے ہو ئی مٹ بھیڑر ستے میں وہ بولے آج کیاہے تم نظر آتے ہوغصے میں

کہامیں قتل کرنے جارہا ہوں اس پیمبر کو کہ جس نے ڈال ر کھاہے مصیبت میں عرب بھر کو

وہ بولے تم کو گھر کا حال بھی معلوم ہے بھائی کہ ہے اسلام کی حامی تمھاری اپنی ماں جائی حضرت عمرٌ كا قبول اسلام

تمھارے گر میں بستا ہے خدا کا نام مدت سے کہ بہنوئی تمھارا لا چکا اسلام مدت سے

یہ سن کر اور بھی غیظ و غضب طوفان پر آئے عمر تلوار کھنچے اپنے بہنوئی کے گھر آئے

غضب ٹوٹا عمر دہلیز پر جس وقت چڑھتے تھے وہ دونوں حضرت خباب سے قرآن پڑھتے تھے

عمر داخل ہوئے جب گھر کے اندر سخت غصے میں سنی آہٹ تو فوراً حیاب گئے خباب پردے میں

کہا کیا پڑھ رہے تھے تم وہ بولے تم سے کیا مطلب! کہا دونوں مسلماں ہوچکے ہو جانتا ہوں سب!

بہن بہنوئی کو آخر عمر نے اس قدر مارا کہ زخموں سے نکل کر خون کی بہنے لگی دھارا

بہن بولی عمر! ہم کو اگر تو مار بھی ڈالے شکنجوں میں کسے یا بوٹیاں کتوں سے نچوالے

گر ہم اپنے دین ِ حق سے ہر گر پھر نہیں سکتے! بلندی معرفت کی مل گئی ہے گر نہیں سکتے!

د ہن سے نامِ حق آئھوں سے آنسو، منہ سے خوں جاری عمر کے دل پر اس نقشے سے عبرت ہو گئی طاری

> کہاا چھاد کھاؤمجھ کو دہ آیاتِ قرآنی سمجھ رکھاہے جن کو تم نے ارشاداتِ ربانی

بہن بولی بغیرِ غسل اس کو چھو نہیں سکتے بیہ سن کر اور حیرت چھا گئی منہ رہ گئے تکتے

اُٹھے اور عنسل کرکے لے لیا قرآن ہاتھوں میں اسی کے ساتھ آئی دولتِ ایمان ہاتھوں میں

کلام ِ پاک کو پڑھتے ہی آنسو ہوگئے جاری خدائے واحدوقد وس کی ہیبت ہوئی طاری

وہ دل وہ سخت دل جو آئن وفولاد کا دل تھا مُسلمانوں کے حق میں جو کسی جلّاد کا دل تھا حضرت عمرٌ كا قبول اسلام

شعاعِ نورنے اس دل کو یکسر موم کرڈالا ہوئی سکین بہ نکلا قدیمی کفرکا چھالا

اُڑی کافور کی صورت سیاہی رنگِ باطل کی ریک اور کی اور شن ہو گئیں گہرائیاں دل کی

اسی عالم میں اُٹھے جانب کوہِ صفادوڑے نکل کرنزغہ شیطاں سے جیسے یارسادوڑے

رسول الله تھے اُس وقت مقیم ِ خانہ ارقم حضوری میں جناب حمزہ وبو بکر تھے ہمدم

نحیف وناتوال گمچھ اوراہل اللہ بیٹھے تھے خداپر تکیہ تھا سرکار عالی جاہ بیٹھے تھے

عمر آئے مسلّ ہے دروازے پہ دی دستک اسی انداز میں تھے ہاتھ میں تلوار تھی اب تک

صحابہ نے جو نہی سُوراخ میں سے جھانک کردیکھا چیک تلوار کی آئی نظرروئے عمردیکھا صحابہ کوہُوئی تشویش ان کے رنگِ ظامرے عمر کادبدبہ کچھ کم نہ تھااک فوج قامرے

رسُول اللّه سے آکر عرض کی اِک طرفہ سامال ہے عمر در پر کھڑے ہیں ہاتھ میں شمشیر برّال ہے

کہا حمزہ نے جاؤجس طرح آتا ہے آنے دو اسے اندر بلاؤجس طرح آتا ہے آنے دو

ادب ملحوظ رکھے گاتو خاطر سے بٹھائیں گے نمونہ اس کو ہم خُلقِ محمّد سے دکھائیں گے

ا گرنیت نہیں اچھی تو اس کو قتل کردوں گا اسی کی تیخ سے سر کاٹ کرچھاتی پردھردُوں گا

ر سول الله سن کر مسکرائے اور فرمایا بُلالود کیھ لیں کس دُھن میں ہے ابنِ خطاب آیا

عمر داخل ہوئے گھر میں تواُٹھے حضرتِ والا ہُوائی پر قدِ بالا

حضرت عمرٌ كا قبول اسلام

کہا چادر کا دامن تھینچ کرائے عُمرکیاہے؟ چلاتھاآج کس نیت سے کس نیت سے آیاہے؟

عُمرے جسم پر اک کیکیی سی ہو گئ طاری وہیں سر جُھک گیا آئکھوں سے آنسوہو گئے جاری

ادب سے عرض کی حاضر ہواہوں سر جھکانے کو خُداپراور رسولِ پاک پرایمان لانے کو

یہ کہنا تھا کہ مرجانب صدائے مرحبا گونجی فضا میں نعرہ اللّہ اکبر کی صداگونجی

مثق اور سوالات:

اس سبق سے دس مشکل الفاظ اور ان کے معانی لکھیں:

اس سبق سے تین بامحاورہ الفاظ تلاش کریں۔

حضرت عمرٌ كا قبول اسلام عملی مشق :

ﷺ حضرت عمر ﷺ کے قبول اسلام کا واقعہ ، اس عنوان پر ایک تقریر یاد کریں اور آئندہ ہفتہ واری انجمن میں سنائیں۔

اس نظم کو احجی طرح پڑھیں اور اپنے والدین کوترنم میں ضرور سنائیں۔

اردو قواعد:

الف) والا بالا ہم دم یک دم مذکورہ الفاظ کے ہم وزن ۵ الفاظ آپ بھی بنائیں۔

ب) یکایک اچانک بھیانگ کے ہم شکل الفاظ لکھ کر ان کے معانی بھی بتائیں۔ ج) محاورہ ، مبالغہ اور استعارہ جیسی اصطلاحات کا مفہوم لکھیں۔

- (۱) علامه اقبال کی پیدائش سب اور کہاں ہوئی ؟
- (٢) علامه اقبال نے كيا كيا تعليم حاصل كى تھى؟
- (٣) علامہ اقبال کن کن زبانوں کے ماہر تھے اور کن دو زبانوں میں انہوں نے اشعار لکھے ہیں؟
- (٣) علامہ اقبال کے جو منتخب اشعار سبق میں دیے گیے ہیں ، شروع کے دو اشعار کا مفہوم اپنے الفاظ میں کھیے:
 - (۵) علامہ اقبال نے نسوانیت زن کا محافظ کس کو بتایا ہے اور کیوں؟
 - (٢) علامہ اقبال کے اشعار کی کوئی تین خوبیاں درج کیجیے:

سبق نمبر ۲۳

شاعر قديم بھانو بھکت آجاريہ

بھانو بھکت آ جاریہ نیپال کے تنہو ضلع ، رمگھا گاؤں میں بکر می سمبت اے ۱۸ کے آ ساڑھ مہینہ میں ۲۹



گتے پیدا ہوئے۔ ہم ہ برس کی عمر پائی اور سمبت ۱۹۲۵ میں اس گاؤں میں فوت ہوئے۔ والد کا نام دھنن جیہ اور دادا کا نام سرکی کرش تھا۔ ان کے دادا سنسکرت زبان کے عالم تھے۔ بھانو بھکت نے سنسکرت زبان کی ابتدائی تعلیم دادا سے گھر ہی میں حاصل کی۔ اس کے بعد ہندوستان کے کاسی شہر میں پانچ چھ برس تک زیر تعلیم رہے۔

طالب العلمی کے زمانے سے ہی بھانو بھکت کی طبیعت شعر و سخن کی طرف مائل تھی۔ دادا کی صحبت اور اثر نے ان کے اس فطری رجحان کو نکھار دیا۔ کاشی کی علمی واد بی فضانے سونے پر سوہا گہ کاکام کیا۔

طبیعت کی موزونی اور ماحول کے اثرات سے اُن کے اندر شعری کو نیل بھوٹے گئی جس کو پر وان چڑھانے کے سلسلہ میں اکثر ایک واقعہ کا حوالہ دیا جاتا ہے۔ جس پر بعض لوگوں کو اعتراض بھی ہے۔ کہتے ہیں کہ ایک روز بھانو بھکت ہوا خوری کی غرض سے سلتے سلتے سلتے ایک پہاڑی ندی کے کنارے پہنچ۔ دھوپ میں چلتے تھک گئے تھے۔ تھکان مارنے کے واسطے پاس ہی پڑے ایک پچر کنارے پہنچ۔ دھوپ میں جاتے چلتے تھک گئے تھے۔ تھکان مارنے کے واسطے پاس ہی پڑے ایک بچر پر لیٹ گئے۔ ندی کی ٹھنڈی ہوا اور اس پر تھکن، نیند آگئ۔ جب آ تھیں کھولیں تو ایک گھیارے کو پاس ہی گھاس کا شے دیکھا۔ بھانو نے پتا ہو چھا۔ گھیارے نے اپنا گھر وہاں سے دو کوس دور بتاتے ہوئے کہا" میں گھیارا ہوں ، گھاس کا شے کا شے کا شے کر جمع کرتا ہوں۔ جب بوجھ بہنچ جاتا ہے تب گاؤں

شاعر قديم بھانو بھکت آجاريہ

لے جا کر فروخت کیا کرتا ہوں۔ دو تین آنے مل جاتے ہیں۔ پھر گھر جاتا ہوں۔ میری ایک بیوی اور دوبیٹے ہیں۔ وہ لوگ بھی گھاس ہی کاٹ کر گذارا کرتے ہیں۔اتنے دن تو گزار لئے۔اب آگے جو ہوگا، سو ہوگا۔"

مفلسی اور ناداری کی بیر کہانی سن کر بھانو بھکت کو بہت د کھ ہوا۔ پھر انہوں نے یو حیا۔ "اے گھسیارے بھائی! تمہارے پاس مال و دولت نہیں ہے؟ گھسیارے نے کہا دولت ہونے سے بھی کیا ہوتاہے؟ گذربسر ہو جائے کیااتناد ھن کافی نہیں ہے؟ اتناتو میں ہمیشہ کمالیتا ہوں بلکہ مجھی مجھی اس میں سے دو حیاریسے بچا کر میں نے جو رقم جمع کی تھی ،وہ بھی ایک کنواں کھود وانے میں خرچ ہو چکی ہے۔ ذراتم بھی غور کرو! گھر میں مال و دولت کا ڈھیر جمع کر کے سڑانے سے کیا فائدہ؟ کرنا تو پیہ جا پیئے کہ انسان اپنی ضروریات کے مطابق خرچ کرے اور باقی جو بیجے سواُسے نیک اور بھلائی کے کام میں خرچ کرے جس طرح ہم نے انسانی فلاح کے کام میں خرچ کیا ہے۔ ایسے کامول کے بدلے تواب بھی ملتا ہے اور نیک نامی بھی ہوتی ہے۔ یہ کنواں کھو دوار ہا ہوں ، سو بچاس برس تک لوگ میر ا نام یاد کرتے رہیں گے اور کہیں گے کہ یہ کنواں فلاں گھسیارے نے کھو دوایا تھا۔ جائز نا جائز کر کے دھن جمع کیااور ایک روز جب اجانک دم نکل گیا تو کیا ہو گا؟ بیسیوں وارث کھڑے ہو جا کیں گے ، جائیداد بانٹ لیں گے ، مجھے کیا ملے گا؟ صرف کفن! کتامرا کہ بلی مری، کوئی نہیں یو چھے گا۔ کوئی یاد تک نہیں کرے گا۔ اہ ہو! میں تو تم سے کچھ اس طرح یا تیں کرتا رہا جیسے میں کوئی بڑا جا نکار آ دمی ہوں! میں ٹہر اگھسیارہ! بھلا میں کیا جانوں؟ ایک بوجھ گھاس ہو گیا ہے، ڈوکا میں رکھوں، ہنسوا گھساؤں اور چلوں۔

گھیارے کی بیہ باتیں سن کر بھانو کو بڑی جیرت ہوئی۔ یارب! ایک گھسیارے کی الیمی سوجھ بوجھ ؟ اتنانیک خیال ؟ پنڈت جو وید اور شاستر سناتے ہیں وہ سب اس کے سامنے بہتے ہیں۔ الیمی عقل اس گھسیارہ کو کہاں سے آئی! دل ہی دل میں بھانو نے سوچا۔ بیہ سب قدرت کی دین ہے وہ جسے چاہے نواز دے۔ اس واقعہ کو بھانو بھکت نے ایک نظم میں نہایت پر اثر اور نصیحت آ میز انداز میں

بیان کیاہے جس کاخلاصہ بیہ ہے:

زندگی بجر گھاس میں من لگا کر دھن کمایا۔ نام اُس کا قائم و دائم رہے ، اس لیے اُس نے کنوال کھودوایا۔ گسیاراغریب گھر کا، دانش مندی کیسی ؟ میں بھانو بھکت دولت مند ہو کر بھی آج ایسا ؟ نہ میرے پاس کنوال ہے ، نہ مسافر خانہ۔ جو بھی مال و دولت ہے ، سب گھر کے اندر۔ اس گھسیارے نے آج کیا ہی سبق آمیز نصیحت کی ہے ؟ لعنت ہے مجھ پر ، میں ایسا کوئی نیک نامی اور یادگار کے کام نہ کر کے یو نہی عمر گزار دول ؟"

اسی دن سے بھانو بھکت کے دل میں شعر و سخن کا شوق پیدا ہوا۔ اور دُنیا میں آنے کے بعد بھھ کر گزرنے کی خواہش پیدا ہوئی۔ اس قوی خواہش ، جذبۂ شوق اور موزونی طبیعت نے رامائن بھی ایپ کے شعری ترجمہ کو جنم دیا جو زبان کی سلاست ، روانی ، مٹھاس اور علم فہم ہونے کے بعد باعث نیپالی بھا شاو ادب کا ادبی شاہکار بن کر مقبول عام و خواص ہوا، اس کی مقبولیت اور مر دل عزیزی کا یہ عالم ہے کہ علمی وادبی طلق کے ساتھ ساتھ ، لوگ اپنے گھروں میں ، میلے ٹھیلوں میں ، کھیت اور کھلیانوں میں اس کا شلوک پڑھتے ، سنتے اور لطف اٹھاتے ہیں۔ چوں کہ اس میں بھکتی رس کے ساتھ ساتھ سبھی نور س موجود ہیں اور مرخاص وعام کے خیالات و محسوسات کی ترجمانی بھی ہم مناسبت سننے والوں کے دلوں میں رس گھولتار ہتا ہے۔ میٹھی اور عام فہم زبان ، اسلوب کی جاذبیت ، نے اور دُھن کی مناسبت سننے والوں کے دلوں میں رس گھولتار ہتا ہے اور ایسا لگتا ہے جیسے بھانو بھکت کی آ واز نہیں مناسبت سننے والوں کے دلوں میں رس گھولتار ہتا ہے اور ایسا لگتا ہے جیسے بھانو بھکت کی آ واز نہیں ۔ مناسبت سننے والوں کے دلوں میں رس گھولتار ہتا ہے اور ایسا لگتا ہے جیسے بھانو بھکت کی آ واز نہیں ۔ مناسبت سننے والوں کے میٹھے اور لذیزر س پی رہے ہیں۔

ایک طرف تو بھانو بھکت نے نیپالی زبان وادب کواد بی زبان بنایا تودوسری طرف اس بھاشا کی بنیاد کو بھی مضبوط اور مشحکم کیا۔ یہی وجہ ہے کہ اُن کو نیپالی زبان کا بلندیا یہ و بلند پر واز شاعر ہونے کے ساتھ ساتھ نیپالی ادب کا جنم داتا تسلیم کیا جاتا ہے۔ نا مور شاعر موتی رام بھٹ کا قول ہے کہ ویسے تو نیپالی زبان کے بہت سارے شعراء بھانو بھکت سے پیشتر ہوئے ، لیکن شعریت کی روح بر قرار رکھتے ہوئے، شعر کہنے والے قدیم شاعروں میں صرف بھانو بھکت ہی ہیں۔ مشہور قدیم مورخ قرار رکھتے ہوئے، شعر کہنے والے قدیم شاعروں میں صرف بھانو بھکت ہی ہیں۔ مشہور قدیم مورخ

بابورام آ چاریہ نے بھی بھانو بھکت کو دورِاوّل کا قدیم شاعر تسلیم کیا ہے۔ شاعر اعظم لکشمی پر ساد دیو کو ٹانے بھانو بھکت کو قطب تارا کہا ہے اور ان کی شاعری کو نیپال کی شعری دُنیا میں گو نیخے والی بانگ اول قرار دیا ہے۔ کسی نے انہیں نیپالی زبان کا معیاری شاعر بتایا ہے تو کسی نے انہیں قدیم نما ئندہ شاعر مانا ہے۔ اسی طرح بہت سارے دیگر ادیبوں ، شاعر واں ، مصنفوں اور نقادوں نے ان کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار اپنی اپنی طرح سے کیا ہے لیکن اس بات پر بھی متفق ہیں کہ بھانو بھکت نیپالی زبان وادب کے پہلے شاعر اعظم ہوئے جو ہم عصر تمام شعراء سے بہت بلند اٹھے اور پہلی بار انہوں نے نیپالی اپیک (Epic) کا بلند و بالا مینار بناکر عرش کو جھولیا۔

بھانو بھکت کے بہت سارے دیگر وصف ہیں۔ وہ بہت اچھے رومانی شاعر تھے۔ انہوں اپنی شاعر کی میں قدرتی مناظر کی منظر کشی نہایت خوب صورتی کے ساتھ کی ہے۔ بالاجو جب انہوں نے پہلی بار دیکھا، توانہوں نے اُس کو جنت سے تشبیہ دی۔ کا مھمانڈ وجوان کے زمانے میں کا نتی پور کہلاتا تھا، جب اسے دیکھا، توانہیں وہ اندرجی کا دارالسلطنت لگا جہاں پر یوں جیسی حسین و جمیل لڑکیاں اپنے بالوں میں گن کیسری کا پھول لگائے ہوئے اپنی سہیلیوں کے ساتھ چلتی پھرتی نظر آئیں۔
این کی شخصیت کا دوسر ابہت روشن پہلویہ ہے کہ وہ ایک انظلا بی شاعر بھی تھے۔ وہ ایک مصلح کی طرح ساجی و معاشرتی اور حکومت کی مشینری کی برائیوں پر نشتر لگانے سے باز نہیں رہتے تھے۔ بھی سرکاری بے ضابطی کے الزام میں کماری چوک میں قید و بند ہو نا پڑا اور اڈہ عدالت کے جمیلے میں پھنسنا پڑا، جس سے وہ پریشان ہو گئے۔ خوشامہ انہیں قطعاً گیند نہ تھی۔ افسران اور مرکاری ملازمین نے معالمہ نیٹا نے میں اتنی تا خیر کر دی کہ انہوں نے پریشان ہو کہ ایک طنزیہ نظم کی موجسے کی میں اپنے غم و غصہ کا اظہار کیا ہے جو آج بھی سرکاری مشینری (بیور و کر ایک) کے روبہ کی بہترین عکاس ہے۔ نظم کا خلاصہ بچھ اس طرح ہے:

''ڈیٹھااور بچاری سے کتنامیں منت اور ساجت کروں؟ وہ زبان سے کچھ نہیں بولتے۔ ہمیشہ خاموشی اختیار کیے رہتے ہیں۔ شاذ و نادرا گربول بھی دیاتو لگتاہے انہیں میرے معاملہ کا کچھ فکر ہے۔ شاعر قديم بھانو بھکت آجاريہ

ورنه وه ہمیشه کہتے ہیں کل کل-کل کل کہتے کہتے میری دُنیالٹ گئ۔ مجھے میری جھولی دیجئے ،اب میں چلوں۔"

ان کی شخصیت پر بہت سارے کام ہو رہے ہیں۔ خراج شخسین پیش کرنے اور عقیدت کے پھول پڑھانے کی غرض سے "یوم بھانو" منایا جاتا ہے۔ جگہ جگہ ان کے مجسمات بنائے گئے ہیں۔ ڈاک شکٹیں جاری کی گئیں ہیں۔ ان کے نام پر بہت سی جگہوں اور چیزوں کے نام رکھے گئے ہیں۔ ڈاک شکٹیں جاری کی گئیں ہیں۔ ان کے نام پر اور انہیں گوم قوم " (راشٹریہ وی بھوتی) قرار دیا گیا ہے۔ یہ سے کہ مردل عزیز شخصیتیں ہماری نظروں سے اجھل ہو کر بھی ہمارے در میان زندہ، پائندہ اور تابندہ رہتی ہیں۔ بھانو بھکت آج بھی زندہ ہیں۔ ان کی آ واز مرطرف گونے رہی ہے۔ نیپال کے گاؤں گاؤں میں، شھری شہروں اور بازاروں میں، دھڑکے دلوں کی مر پکار میں بھانو تابندہ باد! اُن کی تصانیف میں شعری ترجمہ رامائن کے علاوہ، بدھو سکچھا، بھکت مالا، پر شنوتری اور رام گیتا قابل ذکر ہیں۔

الفاظ ومعاني

فوت ہونا : مرنا

ايپک : رزميه کلام

عالم : علم والا

اسلوب : اسٹائل، طرز بیان و تحریر

ابتدائی : شروع کی

بھکتی رس : جس میں معرفت کی باتیں ہوں

فطرى رجحان : پيدائشي و قدرتي ميلان

نورس: موسیقی کے تمام اجزاء

مفلسي : غريبي

شاعر قديم بھانو بھکت آجاريہ

مشحكم : مضبوط، توانا

ناداري : کچه بھی نه ہونا

شاذ و نادر : تبھی تبھی

ر قم : روپیه پیسه ، مال و دولت

مجسمات : بتقریاکسی اور دھات سے بنائے گئے قد آ دم کے پتلے

وارث: مالک، والدین کے انتقال کے بعد جو جائیداد کاحق دار ہو

دائم : ہمیشہ

قوى : مضبوط

يا تنده : تميشه

یاد : رہنا

بيدار : جاكنا

پرواز : الزنا

قديم : پرانا

مورخ : تاريخ لكھنے والا

دور : وقت، عمر

قطب تارا : وہ تاراجو زمین کے شالی یا جنوبی سرے پر نظر آتا ہے

بانگ : آواز

نمائندہ: کسی کے بدلے میں حاضر ہو کر کام کرنے والا

ادیبوں : علم وادب کے واقف کار

نقاد : ادب کے فنی معاملات کے جانب کار

ہم عصر : اس زمانے کے ،اس وقت کے

مثال

تشبیه گن کیسری ایک قشم کاخو شبودار پھول

اصول کے خلاف ورزی، قانون شکنی یے ضابطگی :

جس میں حقائق کے ساتھ چوٹ بھی ہو طنزيه

مجلس قانون ساز،ا نتظامیه اور عدلیه سر کاری مشینری:

در میانی در جه کاایک سر کاری عهده دار و بیٹھا و بیٹھا

> نچلے درجہ کاایک سر کاری ملازم بحاري

: ملک کے لیے قابل ذکر خدمات انجام دینے والا راشٹریہ وی بھوتی

> حميكنے والا،روشن تا بنده

ہندو مذہب کی دھار مک کتاب رامائن

مشق وسوالات:

- (۱) بھانو بھکت آ جارہے کہاں اور کب پیدا ہوئے ؟ ان کی وفات کب اور کہاں ہوئی ؟ تعلیم کہاں حاصل کی ، بیان کریں۔
- (۲) بھانو بھکت اور کھیسارے کے در میان جو گفتگو ہوئی، اس کو تفصیل سے لکھیں۔
- (س) بھانو بھکت کا شعری ترجمہ را ماین کیوں مقبول عام و خواص ہوا ؟ خوبیاں درج
- (4) بھانو بھکت نے نیپالی زبان و ادب کو کیا دیا؟ تفصیل کے ساتھ تذکرہ کریں۔
- (۵) بھانو بھکت کے متعلق مختلف لوگوں نے جو رائے ظاہر کی ہے ، سبھوں کی

رائے کا حوالہ دیتے ہوئے جس بات پر بھی متفق ہیں اسے تحریر کریں

(٢) مندرجه ذيل الفاظ كي جمع بنائين :

مجسمه، وصف، دور، قدیم، نما ئنده، اسلوب، ادیب

كبعض اردو قواعد

شعر کی تعریف: شعر اردو زبان کا وہ فنی اظہار ہے جو کسی خیال، جذبے یا احساس کو موزوں اور متوازن الفاظ میں پیش کرتا ہے۔ شعر دو مصرعوں پر مشتمل ہوتا ہے، جنہیں مصرع اولی اور مصرع ثانی کہا جاتا ہے۔ ان دونوں مصرعوں میں وزن، قافیہ ، اور ر دیف کا التزام ہوتا ہے۔مثال:

د نیامیں ہوں، د نیا کا طلب گار نہیں ہوں

بازار ہے گزرا ہول، خریدار نہیں ہوں

بح کی تعریف: بح سے مراد شاعری کے وہ مخصوص اوزان یا پیانے ہیں جن پر شعر موزوں کیا جاتا ہے۔ بحر کی بنیاد جاتا ہے۔ بیہ شاعری کا ایسا نظام ہے جو اشعار کو ایک خاص رد ھم اور موسیقیت دیتا ہے۔ بحر کی بنیاد

عروض (علم عروض) پر ہوتی ہے، جوالفاظ کے وزن اور ترتیب کو متعین کر تاہے۔

بحر كو مختلف اقسام ميں تقسيم كيا گياہے، جيسے بحر طويل، بحر كامل، بحر مزج وغير ٥-مثال:

یہ شعر بحررمل مثمن محذوف میں ہے:

یہ عالم شوق کا دیکھانہ جائے

وہ بت ہے یاخداد یکھانہ جائے

ر دیف اور قافیہ اردو شاعری کے بنیادی عناصر ہیں جو شعر کی ساخت اور حسن میں اضافہ کرتے ہیں۔ان کی تعریف اور مثال درج ذیل ہے:

ردیف کی تعریف: ردیف کے لغوی معنیٰ ہیں گھوڑ سوار کے پیچیے بیٹھنے والا۔ شعری

اصطلاح میں ردیف سے مراد وہ لفظ یاالفاظ کا مجموعہ ہے جو قافیے کے بعد مکرر آئیں اور بالکل یکساں ہوں۔ ردیف کام رمصرعے میں ہو نالاز می نہیں ہے۔ عام طور پریہ غزل کے اشعار میں مصرعهُ ثانی میں دم رائے جاتے ہیں۔

مثال کے طور پر:

جذبہ شوق کدھر کو لیے جاتا ہے مجھے پردائے راز سے کیاتم نے پکاراہے مجھے

اس شعر میں الفاظ "ہے مجھے" ر دیف ہے کیونکہ یہ قافیہ کے بعد دم رائے جارہے ہیں اور تبدیل نہیں ہو رہے ہیں۔ جاتا اور یکارا قافیے ہیں۔ایک اور مثال پیش ہے:

> نقشِ فریادی ہے کس کی شوخی تحریر کا کاغذی ہے پیر ہن م پیکر تصویر کا

اس شعر میں لفظ "کا" ر دیف ہے۔اور تحریر اور تصویر قافے ہیں۔

قطعه کی تعریف: قطعه شاعری کی ایک صنف ہے جو عموماً چار اشعار پر مشتمل ہوتی

ہے۔ اس میں پہلا اور دوسر المصرع ہم قافیہ ہو سکتا ہے یا نہیں، لیکن تیسرے اور چوتھے مصرع کا قافیہ ضرور بکسال ہو تاہے۔ قطعہ اکثر کسی خاص موضوع یانصیحت پر مبنی ہو تاہے۔

مثال: پھولوں کی طرح مسکرانا سیکھو کانٹوں سے الجھنا جھوڑ دو

زندگی کے سفر کوآسان کرو دکھوں کا سہارالینا حجھوڑ دو

بلاعت کی تعریف: بلاغتلی تعریف یوں کی گئی ہے کہ ایبا کلام جس میں مخاطب کے

سامنے وہی نکات بیان کیے جائیں جو اسے بیند ہوں۔ جو اس کو ناگوار محسوس ہوتے ہوں ان کو حذف کر دیا گیا ہو۔ زیادہ اہم باتوں کو پہلے بیان کیا گیا ہو اور کم اہمیت رکھنے والی باتوں کو بعد میں، نیز غیر ضروری باتوں کو نظر انداز کر دیا گیا ہو۔

فصاحت: عربی افظ ہے جس کے لغوی معنی ظاہر اور صاف ہونے کے ہیں۔ عربی زبان میں کہتے ہیں فضح الصبحُ = صبح ظاہر ہوئی۔ اَفْضَحُ الامرُ = معاملہ واضح ہو گیا۔ افتح اللبنُ = دودھ بے جھاگ ہو گیا۔

علمائے ادب نے فصاحت کی بیہ تعریف کی ہے کہ لفظ میں جو حروف آئیں ان میں تنافر نہ ہو، الفاظ نامانوس نہ ہوں، قواعدِ صرفی کے خلاف نہ ہو۔ علم بیان کی اصطلاح میں ایسا کلام جو مقام اور حال کے مطابق ہو۔ کلام بلیغ میں فصاحت کا ہو نالاز می ہے، لیکن فصاحت کے لیے بلاعت لاز می نہیں ہے۔ گویا فصاحت اور بلاعت کے در میان عموم و خصوص مطلق کی نسبت یائی جاتی ہے۔

کرنے کے کام اور مشقیں:

سوال نمبرا:۔ بحر کی تعریف سیجیے اور کوئی شعر لکھ کر اس کی مثال بیان سیجئے:
سوال نمبر ۲:۔ ردیف کی تعریف سیجیے اور اس سبق سے ردیف کی مثالیں لکھیں
سوال نمبر ۳:۔ قافیہ کسے کہتے ہیں، قافیہ کی کچھ مثالیں شعر لکھ کر واضح کریں
سوال نمبر ۴:۔ فصاحت و بلاعت سے آپ کیا مطلب سیجھتے ہیں اپنے لفظوں میں
بیان کریں اور ان کی چند مثالیں بھی لکھیں۔

اللہ کے وزن پہ چند اشعار کا مطلب بیان کریں اور اس کے وزن پہ چند اشعار آپ بھی کھنے کی کوشش کریں۔

ماں باپ اور استاد سب ہیں خدا کی رحمت ہے روک ٹوک ان کی حق میں تمہارے نعمت

فرشتے سے بڑھ کر ہے انسان بننا گر اس میں لگتی ہے محنت زیادہ ہے جبتو کہ خوب سے ہے خوب تر کہاں اب کھہرتی ہے دیکھیے جاکر نظر کہاں

یہی ہے عبادت یہی دین وایماں کہ کام آئے دنیامیں انساں کے انسال

شہدو شکرسے شیریں اردوزباں ہماری ہوتی ہے جس کے بولے ملیٹھی زباں ہماری

> ہوا اندلس ان سے گلزار کیسر جہاں ان کے آثار باقی ہیں اکثر

جو چاہے کوئی دیکھ لے آج جاکر ہے یہ بیت ِحمراکی گویاز باں پر

کہ تھے آل عدنان سے میرے بانی عرب کی ہوں میں اس زمیں پرنشانی

بعض اردو قواعد

اد في معلومات: -خوب سے خوب تر اور بد سے بدتر جیسے الفاظ بناکر معنی میں مبالغہ پیدا کیا جاتا ہے۔ آپ بھی ایسے وس الفاظ ڈھونڈ کر لکھیں اور معنی بھی بتائیں۔ روک ٹوک اور نوک جھونک کے جیسے ہم وزن دو الفاظ کے مرتب سے کم سے کم رک با معنی الفاظ آپ بھی بنائیں۔

جہاں ان کے آثار باقی ہیں اکثر ہے یہ بیت ِ حمر اکی گویا زباں پر عرب کی ہوں میں اس زمیں پر نشانی درج ذیل اشعار کا مفہوم لکھیں: ہوا اندلس ان سے گلزار کیسر جو چاہے کوئی دیکھ لے آج جا کر کہ تھےآل عدنان سے میرے بانی

